

اصلاح



جناب عالی صلی علیہ وسلم

حکام الشاعرة

کجھوا (صوبہ بہار)

۹۲۵۳
خبر سلاطین
مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مکر پر چہ نہیں جاسکتا! بعض ہمدردان اصلاح اپنے برچوں کی اور سال تمام ہونے پر دفتر اصلاح میں شکایت کرتے ہیں کہ اتنے کی حفاظت نہیں کرتے ان کل حضرات سے التماس ہے کہ جس وقت رسالہ پہنچا کر برچیں ملے مکر خدا بھیجے میں مقفل کر کے بند کر دیا کریں تو کوئی نبرضائع نہ ہو۔ پڑھ کر اگر مستند وق یا الماری معلوم ہو گا کہ قبل کا نبر نہیں ملا تو وہ مکر روانہ کر دیا جائے گا ایک نمبر پہنچنے پر اگر ہمیں طلب کیا جائیگا تو نہیں جاسکتا۔ مثلاً نمبر پہنچا۔ مکر دو تین نمبروں کے بعد قبل کا نمبر بھیج دیا جائیگا لیکن اگر نمبر سال طلب کیے بغیر پہنچے ہر اگر لکھا کہ نمبر نہیں ملا تھوڑا کر۔ فی نمبرہ رنیت آپ کو بھیجی پڑیگی۔ مکر وہ نہیں جاسکتا۔ بلکہ اس کے لئے

جو لوگ ایک دن سے مکر مل جاتا وہ فوراً دفتر اصلاح میں بھی اپنے جد پہنچنے کی اطلاع دے رہیگا اور پھر دفتر میں لکھا دیا کریں وہ دن ان کا رسالہ اصلاح سابق پتے پر جاتا دفتر کے مکر نہیں بھیجا جائیگا۔ اکثر حضرات اسکی پابندی نہیں کرتے جس سے بڑی پریشانی ہوتی ہے۔

۱۳۵۷ ہجری کا چند اصلاح ۱۳۵۷ ہجری کا چند اصلاح میں اب ہم

آئندہ ضرور دی پی روانہ کیا جائیگا جس میں آپ کا سر بیسہ فضول خرچ ہو جائیگا۔ بہت حضرات دی پی پہنچنے پر شکایت کرتے ہیں کہ دی پی کیوں بھیج دیا خاکہ چند کیوں نہیں طلب کیا۔ ان سب کی خدمت میں التماس ہے کہ دفتر میں اتنے مکر نہیں ہیں کہ ہر شخص کو طلب چند کا خط لکھا کریں اور نہ اتنا مال ہے کہ ہر شخص کو سر کا پوسٹ کارڈ بھیجا جائے۔ اس اطلاع کو آپ حضرات کا رد خیال کر کے فوراً اپنا چند مذمتی آرڈر مذمت کو دی بیجھا جاوے۔ ہی بڑی نصیحت ہے۔

تبادلہ ہر قرآن مہری حضرت ہر دفتر اصلاح کے مشہور و محسوب ناول تصور ہر قرآن کے ختم ہر ہر برابر فرمائیں آ رہی ہیں مگر ہم بھیجے سے غصہ ہیں اور حضرات اسکے دیکھنے کے لئے کہیں ہیں اسی طرح ہر حضرات اسی وقت سے سالہ اصلاح کے خریدے ہوئے اور ناول ہر قرآن و سوانح مہری خلیفہ دم ختم ہونے پر طلب کیجئے تو بہت آخر سرس کیجئے۔

ڈاکٹر انجمن اہل انگریزی میں مکر مل جاتا ہے۔ (Bihar Circle) 6. KUDHWA

| ہزست مضامین اصلاح ۲ جلد ۴۲ صفر ۱۳۵۴ ہجری | | | |
|------------------------------------------|-------------------------------------------------|-----------------------------------|------|
| نمبر شمار | مضمون | راشم | صفحہ |
| ۱ | مولانا دام ظلہ کی پریشان کن علالت | بینبر اصلاح | ۲ |
| ۲ | جوہر قرآن و سوانح خلیفہ دوم کی اہمیت | | ۴ |
| ۳ | ما تم شمیمہ | مولوی سید ظہیر حسین صاحب لوی عالم | ۵ |
| ۴ | خلیفہ قادیان کا تازہ بیان | منقول | ۹ |
| ۵ | شاعر کا جواب | مولوی نجم الحسن صاحب عابدی | ۱۰ |
| ۶ | حاجی شہزادہ حبیب اللہ قادیانی ہونے پر دیکھو !!! | مولوی سید ظہیر حسین صاحب لوی عالم | ۱۴ |
| ۷ | لکھنؤ کی طرح صحابہ کا فیصلہ | " | ۲۰ |
| ۸ | جناب سیدنا سید محمد باقی صاحب قیاد طاب | احقر علی حیدر عفی عنہ مدیر | ۲۳ |
| ۹ | ایک مفید کتاب | جناب نواب محمد علی خان صاحب آباد | ۲۳ |
| ۱۰ | تقریظ | ۱۰ | " |

النصار اصلاح | حسب ذیل ہمدردان اصلاح نے اس رسالہ کو جہاں پدیدار عنایت فرما کر شکر گزار کیا خدا اکل حضرات کو جزائے خیر دے اور دوسرے حضرات کو بھی جلد اس طرف متوجہ کرے۔

(۱) جناب مولوی مرزا علی بیاد صاحب ناظر باقی کورٹ حیدر آباد (۲) جناب سید کاظم حسین صاحب اور میر باز پور ۲ سنی حضرات کو خریدار بنایا (۳) جناب منشی سید آفتاب علی صاحب بارہ بنکی (۴) جناب سید شیر علی شاہ صاحب موبہ دار پشتر نڈال پکا (۵) جناب مولوی محمد سکری صاحب مددگار کشنر حیدر آباد دکن ۲ (۶) جناب منشی سید دلاور حسین صاحب السبکپڑا پتور (۷) جناب اکرم سید منظر عباس صاحب مینی بلا سپور (۸) جناب سید محمد حسین شاہ صاحب نیوچہ پٹیا (۹) جناب منشی سید ابراہیم صاحب جسر اتر قانگو کا دی پور (۱۰) جناب غلام حیدر خان صاحب قزلاش رئیس پانی پت (۱۱) جناب نواب بہت علی خان صاحب بہادر جاگیر حیدر آباد (۱۲) جناب منشی سید میر حسین صاحب السبکپڑا ٹانڈا ۲ (۱۳) جناب مولوی رفیع حسین صاحب مبلغ احمد آباد جھلم (۱۴) جناب سید محمد امیر صاحب ایڈوکیٹ منظر نگرا (۱۵) جناب سید شاہ علی امام اشرف صاحب سبکپڑا سیو (۱۶) (باقی آئندہ)

مولانا دام ظلہ کی پریشانی کن علل سے
 ہمدردان اصلاح اس رسالہ کی تاخیر اشاعت سے
 جواب بھی نہیں جا رہے ہیں۔ فرمائشوں کی تعمیل بھی نہیں ہو رہی ہے۔ سوالات کے جوابات
 بھی نہیں لکھے جا رہے ہیں۔ دفتر سے جن حضرات کو شکایتیں ہو رہی ہیں اور کادفعیہ بھی نہیں
 کیا جا رہا ہے۔ غرض رسالہ اور دفتر کے کل امور معطل یا تاخیر ہو رہے ہیں اور قدردانان اصلاح
 کو غصہ و رنج ہو رہا ہے۔ مگر اون حضرات کو خبر نہیں کہ کیاں کیا گزر رہی ہے اور کن مصائب کا سامنا
 حقیقت حال یہ ہے کہ کل امور کا تعلق جناب مولانا دام ظلہ سے ہے کہ جب مرض
 ہی اون امور کو انجام دیں یا ایک ایک بات بت کر اپنے سامنے دوسروں سے انجام دلان میں تو
 وہ امور انجام پائیں ورنہ سب یوں میں پڑے رہیں۔ اور موصوف کی حالت یہ ہے کہ کچھ دنوں سے
 برا بکری نہ کسی مرض کا سلسلہ قائم ہے۔ سال گزشتہ ضعف قلب کا شدید حملہ ہوا جو کئی ہفتہ تک
 رہا مگر خدا کے فضل سے ماہ شعبان کے آخر میں مزاج درست ہو گیا قوت بھی کافی آگئی۔ ماہ
 صیام میں بہت خوش رہے کل روزے رکھے اور بہت سے دیگر امور بھی تسبب مولانا دام ظلہ
 لیکن عید کے بعد دوسری آفت نازل ہوئی ”برعکس ہند نام رنگی کافر“ کے مطابق جس کا نام
 مرض مبارک رکھا گیا ہے یعنی خارش اوس کا سامنا ہوا۔ اور اب تک اوس سے نجات
 نہیں ملی۔ یہاں حمام نہیں کہ روزانہ غسل کرتے۔ کسم پانی سے نہانے کی عادت نہیں چند
 مرتبہ اپنے اوپر زور دیکر نہا ہے بھی تو دوسری شکایتیں پیدا ہو گئیں تپ لگتی۔ بغل میں
 گلٹی نکلتی۔ تمام اعضاء کئی روز تک متاوی رہے۔ اس وجہ سے بھی اس مرض کا بچھا نہ
 چھوٹا۔ عشرہ محرم کے بعد سر میں مین ذم نکلے جن سے ایک میں گہرا نشتر لگایا گیا جو ایک مدت
 کے بعد اچھا ہوا۔ اوس کے بعد کئی مرتبہ دانت میں ایسا شدید درد ہوا جس نے نیم بسمل
 کر دیا۔ پھر پیش اور تپ ہوئی۔ انھیں شکایات میں اصلاح ۱۷ جلد ۴۴ کے مضامین اور
 سوانح عمری خلیفہ دوم و جوہر قرآن کا مسودہ بھی لکھا اور ہزار خرابی اصلاح ۱۷ شایع کر دیا
 گیا جس میں کتابت کی بہت سی غلطیاں بھی رہ گئی ہیں اس کا غلط نامہ بھی انشاء اللہ
 شایع کیا جائیگا۔ اس کے بعد ماہ صفر کا اصلاح ۱۷ شایع ہو جاتا مگر خارش نے مولانا
 موصوف کو بالکل بیکار کر رکھا ہے۔ دو دنہ باز دواں۔ دونوں کہنیوں۔ دونوں ہاتھ

کی انگلیوں۔ بیٹھنے کے مقام کے دونوں حصہ۔ دونوں ران اور دونوں پاؤں میں ایسے ایسے دانے نکلے اور برا بر نکلتے جا رہے ہیں کہ مدوح کو نہ کھڑے ہونے میں آرام مل رہا ہے نہ لیٹ سکتے ہیں نہ بیٹھ سکتے ہیں۔ نہ ہاتھ اٹھایا جاتا ہے نہ رکھا جاتا ہے۔ روزانہ دو الگ گانے اور نہانے کی کوشش کرتے ہیں مگر ضعف اتنا ہے اور محنت اتنی ہوتی ہے کہ وہ بھی رک رک جاتا ہے۔ خارجی دوائیں بھی بکثرت استعمال فرما چکے ایک کامیاب طبیب کی تجویز سے عرق مصفی بھی استعمال کیا مگر سہ مریض علم پر رحمت خدا کی۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اب تک کسی دوا سے کوئی نفع نہیں ٹھا ہوا۔ اب ہو میو پیٹھک دوا شروع کی ہے دیکھنے اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ مدوح ان مصوبات میں گویا اپنی جان پر کھیل کر رسالہ کو جلد از جلد شائع کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں مگر جب صحت اختیار میں نہ ہو قوت نہ ملے تو کیا کر سکتے ہیں۔ رسالہ کے مضامین اخباری یا ادبی نہیں ہیں کہ جن چیزوں سے ہو سکے رسالہ بھر کر شائع کر دیا جائے بلکہ علمی و تحقیقی مضامین کا ذخیرہ ہوتا ہے کہ تقریباً ہر سطر میں بیسیوں کتابوں کے نکالنے اور نئے ورق گردانی کرنے اور مضامین ڈھونڈ کر نقل اور ترجمہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ سب مولانا سے مدوح ہی کو کرنا پڑتا ہے کوئی دوسرا شخص مدوح کا معین نہیں آج تک کسی اسٹنٹ اوڈیٹ یا نائب مدیر کا انتظام ہو سکا۔ پس اگر ہمدردان اصلاح چاہتے ہیں کہ خدا کے فضل سے رسالہ اصلاح اوسے تحقیقی شان سے شائع ہوتا رہے تو رسالہ کی تاخیر اشاعت سے پریشان نہ ہوں اور نہ انتظار کی شکایت فرمائیں۔ بلکہ کے مضامین سیاسی یا اخباری نہیں ہوتے کہ بعد از وقت شائع ہونے سے بیکار ہو جائیں بلکہ علمی و ادبی ہیں جن کا لطف ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ اگر اپنا بس چلتا تو رسالہ کو قبل از وقت ہی شائع کر کے ناظرین کو زیادہ خوش رکھا جاتا مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ ضروری التماس کل ہمدردان اصلاح سے یہ ہے کہ اگر آپ حضرات چاہتے ہیں کہ سوانح عمری خلیفہ دوم اور جوہر قرآن اعلیٰ درجہ کی شائع ہوتی رہے تو اس رسالہ کی توسیع اشاعت میں کوشش فرمائیں تاکہ اطمینان سے کل امور انجام پاسکیں اگر اشاعت کافی ہوتی تو کسی کام میں رکاوٹ نہ ہوتی۔

خدا کے فضل و کرم سے دونوں جدید جو ہر قرآن سوانح خلیفہ دوم کی اہمیت اکتا میں بہت مقبول ہو رہی ہیں۔

براہر قدر دونوں کے خطوط ان کی مساجد میں آتے رہتے ہیں جن پر خدا کا جس قدر شکر یہ ادا کیا جائے بالکل کم ہے کیونکہ جو کچھ ہو رہا ہے محض اسی قادر مطلق کے فضل و کرم سے۔ چند خطوط کی مختصر نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے (۱) جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب کبیر پولیس پنشنر کانپور سے تحریر فرماتے ہیں "جناب قبلہ دام برکاتکم تسلیم۔ خداوند کریم آپ کو بتصدق بیمار کر بلا ہمیشہ صحت یاب رکھے اور عمر صدوسی سال کو پہنچائے۔ پرچہ اصلاح نے وہ کام زمانہ میں کیا کہ سب اپنے مذہب اور اس کی حقیقت اور دشمنان دین کے حالات سے واقف ہو گئے۔ خدا کرے اصلاح ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے۔ سوانح عمری اول و تاریخ ائمہ دونوں کتابیں لا جواب اور بے مثال رہیں۔ محرم کے پرچہ میں سوانح عمری ثانی اور اسی کے ساتھ ایک کتاب جو ہر قرآن شروع ہوئی ہے۔ موزع الذکر کتاب دیکھ کر حیرت ہو گئی۔ بڑی ضروری و نادر کتاب ہوگی۔ سوانح عمری ثانی کے تو شروع ہی ورق میں آپ نے الفاروق کی حقیقت کھول کر رکھ دی اور اس کو رومی کر دیا۔ خداوند کریم دونوں کتابوں کو اتمام کو پہنچا دے۔ افسوس یہ کہ قدر دانان اصلاح ناپسند ہیں۔ لوگوں میں ذوق و حمیت مفقود ہے۔ جو غریب ہیں وہ دل والے ہیں۔ جو امیر ہیں ان کو اپنی امارت کے دوسرے اشغال سے کار دین کی طرف رجوع کرنے کی ہمت نہیں ورنہ یہ پرچہ اصلاح زبرد کثیر نشا رکرنے کے قابل اور آپ کا منہ جواہرات سے بھر دینے کے قابل ہے" (۲) جناب میر علی اکبر صاحب موسوی کوٹا پڑھو بہ اوڑھ لیتے لکھتے ہیں "جناب مولانا عماد الملہ والدین ادام اللہ فیہمکم۔ سلیم مزاج اقدس سچ کہتا ہوں آپ نے قوم پر وہ احسان عظیم کئے اور کر رہے ہیں کہ جس سے وہ بیکدوش نہیں ہو سکتی۔ ابھی حال کی بات ہے تصویر عزا جیسی نایاب کتاب لکھی جسکی تکریم محال ہے۔ حضرت ابو بکر کی سوانح لکھ کر ایسے ایسے راز کا انکشاف کیا جو ہم نے دیکھنا تو کجا ماننا تک نہیں۔ تاریخ ائمہ لکھ کر مومنین و مومنات پر احسان عظیم کیا۔ آپ کی جتنی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ سال رواں میں حضرت عمر کی سوانح اور جو ہر قرآن شروع کی ہے ہر دو کتاب

ہدایت ناک گزشتہ سے بڑھ چڑھ کر رہیں گی اللہ کرے زور قلم اور زیادہ خداوند عالم
بطفیل آلِ عبا آپ کی صحت تادیر برقرار رکھے اور آفات گوناگوں سے محفوظ رکھے
آمین (۳۴) جناب مولانا حکیم سید محمد صادق صاحب لکھنوی مولوی فاضل و صدر الافاضل
نے حیدر آباد دکن سے لکھا "سوانح عمری خلیفہ دوم اور جوہر قرآن نہایت عمدہ اور
دیکھنے پر لائق ہے آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ مجھ کو تو بے حد پسند ہے۔ خصوصاً سوانح عمری
محض سوانح عمری نہیں ہے۔ بلکہ مولوی شبلی صاحب نے الفاروق میں اپنی عقیدتی
سے جہاں پر وہ پوشی کی اور حقیقت حال کو گول مول کیا ہے اسکی رد اور حقیقت کا
اظہار بھی ہے۔ امید ہے کہ یہ سوانح عمری خلیفہ اول بہتر و مفید تر ثابت ہوگی۔"

ماتم شیعہ (رہائے گزشتہ نمبر ملاحظہ ہو) میں نے رسالہ اصلاح کے گزشتہ نمبر میں لکھا
ہے کہ مولوی حافظ نور محمد خاں صاحب مناظر سہانہ نے
نے رسالہ ماتم شیعہ میں شیعوں کو نصیحت کی ہے کہ عزاداری امام حسین علیہ السلام کو موقوف
کر دیں۔ نوحہ و ماتم کا سلسلہ بند کر دیں۔ گریہ و بکا۔ نالہ و فریاد۔ حزن و ملال سینہ کو پی
و تعزیر داری کو ترک کر دیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس سے عزم و استقلال بہت دہرایا
حق طلبی۔ حق کوشی۔ محبت الہی۔ جوش ایمانی۔ فداکاری۔ جان نثاری اور حریت و
آزادی وغیرہ صفات حسنہ انسان سے زائل ہو جاتے اور اون کے عوض کمزوری۔ کمزوری
جزع و فزع۔ اضطراب و اضطراب اور بے صبری و عاجزی وغیرہ برائیاں پیدا ہو جاتی
ہیں۔ گویا عزاداران امام حسین نہایت مردہ حال۔ بے لیس۔ بے کس اور فردایہ ہو جاتے
ہیں اور اپنے رونے دھونے نوحہ و ماتم کرنے سے اس قابل نہیں رہتے کہ اپنی حفاظت
آپ کر سکیں۔ اپنے کسی ارادہ کو پورا کر سکیں۔ اپنے کسی حق کو حاصل کر سکیں۔ ان پر
کوئی شخص ظلم کرے تو اس کو دفع کر سکیں۔ کوئی شخص ان کی مخالفت کرے تو اس کا
مقابلہ کر سکیں۔ غرض عزاداران امام حسین اس عزاداری کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتے
کہ ان میں دنیوی حیات کے آثار نظر آئیں یا وہ زندہ قوموں میں شمار ہو سکیں۔
مردہ کی کل نصیحتوں کا خلاصہ یہی ہے جسے میں نے اوپر عرض کیا۔ موصوف کی کڑ
باتیں قابل قدر ہوتیں اگر ان دعوؤں کا کوئی ثبوت بھی ہوتا۔ سب جانتے ہیں کہ دعوت

بے دلیل قبولِ خود نہیں۔ مناظرِ موصوف براہِ کرم دلیل پیش کر کے سمجھائیں کہ عزاداری کرنے کی وجہ سے یہ باتیں کیوں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ہر معلول کی کوئی علت ہوتی ہے اور اس علت کو معلول سے کوئی ربط بھی ہوتا ہے۔ عزاداری سید الشہداء کی وجہ سے جن خوبیوں کے زائل اور جن برائیوں کے پیدا ہونے کا آپ دعوئے کر رہے ہیں کسی کوئی عقلی وجہ ہے یا نقلی۔ اگر عقلی وجہ ہے تو سمجھائیے کہ اس عبادت سے یتنا کجائیوں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر کسی ڈاکٹر یا طبیب کی تحقیق ہے تو اس کو واضح کیجئے کہ دیکھا جائے اس نے کیا لکھا ہے اس کی شخصیت کیا ہے۔ میں نے تو جہاں تک تحقیق کی یہی دیکھا کہ بڑے بڑے ڈاکٹر اور فلسفی بھی عزاداری سید الشہداء کو غیر معمولی زندگی کا ذریعہ لکھ رہے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر جوزف نے جو فرانس کا ایک مشہور مورخ ہے اس کا کتاب میں جس کا نام اس نے ”اسلام و اسلامیان“ رکھا ہے۔ اسلامی فرقوں میں سے ہر ایک کی ترقی کا حامل دلائل و شرح لکھا ہے۔ مصنف مذکور کا دعویٰ ہے کہ مسلمانوں کا حال مثل اس کے اب تک یورپ کے کسی مورخ نے ایسا دلائل نہیں لکھا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے شیعوں کے متعلق یہ خیالات ظاہر کئے ہیں ”جب بادشاہ شام پر واپس داما و محمد صلعم (یعنی حضرت علیؑ) کے قتل و غارت کی بنیاد ڈال کر اس کو داما (یعنی ہنجر علیؑ) کا نام فحش و دشنام سے لینے لگا تو اس معاملہ نے شیعہ دینی میں عداوت بڑھادی یہاں تک کہ فرقہ شیعہ نے بھی ادن کے بزرگوں سے نفرت کرنے کو عمل نیک سمجھا۔ مگر چونکہ شیعوں کو قوت و اقتدار میسر نہیں تھا اونچی قوت و طاقت کچھ زیادہ نہ تھی ٹڈیوں کی طرح منتشر تھے اور جان کے خوف سے اپنے تئیں علانیہ ظاہر نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ محمد کے نواسے حسینؑ کو یزید نے قتل کیا۔ اس سانحہ نے بڑی شورش پیدا کی اور شیعیان علیؑ کو براہِ نیجۃ کر دیا اور قوی و آمادہ جنگ بنا دیا۔ انھوں نے بہت کچھ غم کیا اور حسینؑ کی عزاداری کو جزوِ ایمان و مذہب ٹھہرایا۔ ان کے اماموں نے بھی ان لوگوں کو امام حسینؑ کی عزاداری کی تاکید کی۔ رفتہ رفتہ یہ عزاداری مذہب میں کا ایک کن بلکہ رکنِ اعظم قرار پائی۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں یہ فرقہ اتنا ظاہر تھا۔ تقیہ نے اس فرقہ کو قوی بنا دیا۔ چونکہ ظاہر نہ تھے ان کے زبردست مخالف ان کے

قتل و غارت کا موقع نہ پاتے تھے اور یہ لوگ خفیہ مجلس ماتم برپا کر کے مصائب
امام حسین پر روتے تھے۔ یہ اثر دلوں میں ایسا راسخ ہوا کہ کچھ عرصہ نہ گزرا کہ اس گروہ
نے بلندی حاصل کر کے ترقی کی اور کتنے ہی ذریعہ اور بہت سے بادشاہ و خلیفہ
بعضے تقیہ میں بعضے علانیہ اس مذہب کے معتقد ہو گئے۔ اس فرقہ نے ایسی ترقی
کی کہ بموجب اس انداز کے جو فرانس کے بعض سیاحوں نے کیا ہے جہاں چھ سات
مسلمان ہوتے ہیں وہاں ایک شیعہ بھی ضرور ہوتا ہے۔ اس ترقی سے جو اس فرقہ نے
بغیر کسی ظلم کے تھوڑے عرصہ میں کی ہے کہہ سکتے ہیں کہ شیعہ ایک دو قرن میں مسلمانوں
کے تمام فرقوں سے شمار میں بڑھ جائیں گے اور اس کا سبب بھی تعزیر داری ہے جس نے
اس فرقہ کی ہر فرد کو اپنے مذہب کا مشنری بنا رکھا ہے۔ آج روز زمین پر کوئی مقام ایسا نہیں
ہے جہاں دو شیعہ ہوں اور امام حسین کی عزاداری نہ کریں اور اسکے لئے ضرور مال خرچ
نہ کریں۔ میں نے بندر مارسل میں ایک محرمی عرشیہ کو دیکھا کہ بومل میں تین تہنا جلیں
قائم کی ہے اور کتاب لئے کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہے اور رو رہا ہے۔ بعد ازاں
جو شہریت و طعام اس نے مجلس کے لئے تیار کیا تھا فقرا کو تقسیم کیا۔ یہ لوگ اس راہ میں بے
حساب مال و دولت خرچ کرتے ہیں۔ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے تمام فرقے ظاکر بھی اس فرقہ
کے برابر اپنے مذہب کی راہ میں مال و دولت خرچ نہیں کرتے۔ اس فرقہ میں ہے ہر
ایک اپنے مذہب کا مشنری ہے اور یہ نکتہ تمام مسلمانوں پر بڑا شدید ہے یہاں تک کہ شیعوں
کو بھی اپنے اس عمل سے اس فائدہ کا خیال نہیں ہے۔ ادنیٰ نیت ثواب عاقبت ہے
لیکن چونکہ لا بد ہے کہ ہر عالم میں بالطبع اپنا اثر پھیلے اس وجہ سے یہ فعل بھی شیعوں کو
اپنے پھل دیتا ہے۔ یہ امر کہ ہے کہ جس مذہب کا پاس ساٹھ ملیں (پانچ چھ کروڑ) مشنری
ہوں لا محالہ جو ترقی اونکے لئے موضوع ہے وہ رفتہ رفتہ اوسکو ضرور حاصل کرینگے اس
فرقہ کے رؤسا و روحانی اور بادشاہ و وزیر تک بھی مشنری گروہ (دعوت مذہب) کی صفت سے
خالی نہیں ہیں۔ اس فرقہ کے فقرا و مساکین چونکہ اس طریقہ سے پورا فائدہ اٹھا چکے ہیں
اور اٹھاتے ہیں اسلئے وہ ماتم داری کے بجالانے میں بزرگوں سے زیادہ کوشش کرتے
ہیں۔ کیونکہ اس سے جتنے میں اجر اور دنیا میں اُجرت حاصل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس

فرقہ کے بہت سے عالم کاروبار دنیاوی چھوڑ کر اس محل میں مشغول ہو گئے ہیں اور اس بات
 کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے بزرگان دین کے فضائل اور ان مصائب کا ذکر جو اس زمانہ
 پر گزرے ہیں گویائی کی طاقت سے منبروں پر اور عام مجلسوں میں لوگوں کے سامنے بیان
 و جہ پڑھیں۔ ان مشقتوں کے سبب سے جو یہ لوگ اس فن میں اٹھاتے ہیں ان لوگوں کے
 واعظین بھی اسلام کے تمام فرقوں سے زیادہ ہیں۔ چونکہ ایک بات کے بار بار بیان کرنا
 سے لوگوں کے دل گھبرا جاتے ہیں اور تاثیر نہیں رہتی۔ یہ لوگ محنتیں کر کے تمام مسائل
 اسلامی کو جو ان کے مذہب سے متعلق ہیں اسی پیرایہ میں منبروں پر بیان کرتے ہیں۔ اس کا
 نتیجہ یہاں تک پہنچا ہے کہ شیعوں کے ان بڑے لوگ دوسرا اسلامی فرقوں کے بڑے
 لکھے لوگوں سے اپنے مذہبی معلومات میں جو انھوں نے اپنے بکثرت علماء سے سنے
 ہیں زیادہ واقف ہوتے ہیں۔ اور فرقہ شیعہ اسی ذریعہ سے اور دوسرے ذریعوں کے
 ذریعہ سے حاصل ہوتے ہیں تمام مسلمانوں سے زیادہ مفاد حاصل کرتا ہے۔ آج روکڑ میں
 پر جس طرف نظر ڈالئے لیاقت۔ معرفت۔ علم و عزت میں شائستہ سے شائستہ مسلمان
 فرقہ شیعہ ہی میں نظر آؤینگے۔ اس فرقہ کی شہسزادی گری (دعوت مذہب) اپنے یادگیر
 اسلامی فرقوں تک محدود نہیں ہے بلکہ جس قوم میں یہ لوگ قدم رکھتے ہیں اس پر بھی
 ویسا ہی اثر اور جذبہ ڈال دیتے ہیں۔ بیشتر التعداد شیعہ جو آج ہندوستان میں بیٹھے
 جاتے ہیں سب عزاداری کی بدولت ہیں۔ فرقہ شیعہ نے سلاطین صفویہ کے زمانہ تک
 میں بھی اپنے فرقہ کو تلوار کے زور سے ترقی نہیں دی بلکہ ان لوگوں نے اس درجہ تک حیرت
 انگیز ترقی صرف اپنے قوت کلام سے کی ہے جس کا اثر تلوار سے زیادہ ہوتا ہے۔ آج اس
 فرقہ نے اپنے مراسم مذہبی کے ادا کرنے میں ایسی ترقی کی ہے کہ ۲ مسلمانوں کو اپنے خیالات
 کا پیرو بنا لیا ہے۔ بہت سے ہندو واحد پارسی اور دوسرے مذہب والے بھی ان کے
 شریک ہو گئے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ ایک قرن کے گزرنے کے بعد جبکہ یہ خیالات
 وراثتاً اُن لوگوں کی اولاد میں منتقل ہوں گے تو وہ بھی ان لینگے یا اس مذہب کی
 تفسیق کریں گے۔ چونکہ فرقہ شیعہ اپنے مطالب کو اپنے مذہب کے بزرگوں سے تعلق جاتا
 ہے اور اپنی مشکلوں اور حاجتوں میں اُن کے مدد طلب کرتا ہے۔ (باقی آئندہ)

خلیفہ قادیان کا تازہ بیان

یہ **اوچر حسین بن فرق** اخصن میں فرمایا: ”اسدِ قتائے کی نصرت اور تائید حاصل کرنے کے لئے نبوت شرط نہیں۔ بلکہ یہ کامل مومن کو حاصل ہو سکتی ہے۔ دیکھو حضرت امام حسینؑ نبی نہ تھے اور بظاہر ان کو یزید کے مقابلہ میں شکست بھی اٹھانی پڑی۔ یزید اُس وقت تمام عالمِ اسلامی کا بادشاہ تھا اور اُس وقت چونکہ تمام متحد نہ تھے۔ پھر اسلامی حکومت تھی اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ وہ تمام دنیا کا بادشاہ تھا۔ اسکے بعد بھی ایک عرصہ تک دنیا پر اُس کے رشتہ داروں کی حکومت رہی اور اُس وقت ہندو پر حضرت علیؑ اور آپ کے خاندان کو گالیاں دی جاتی تھیں۔ یزید کو اتنی بڑی حکومت حاصل تھی کہ آج کل کسی کو حاصل نہیں۔ آج انگریزوں کی سلطنت بہت بڑی سمجھی جاتی ہے مگر ذرا مقابلہ تو کریں۔

سے جن کے خاندان کا ایک فرد یزید تھا انگریزوں کی حکومت **بنو امیہ کی حکومت** کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ فرانس سے شروع ہو کر اسپین، مراکو، الجزائر، طرابلس اور مصر سے ہوتی ہوئی عرب، ہندوستان، چین، افغانستان، ایران، روس کے ایشیائی حصوں پر ایک طرف اور دوسری طرف ایشیائے کوچک سے ہوتے ہوئے یورپ کے کئی جزائر تک یہ حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ اس قدر وسیع سلطنت آج تک کسی کو حاصل نہیں تھی۔ موجودہ زمانہ کی دہشت پسند سلطنتوں کو لاکر اس کے برابر علاقہ بنتا ہے اور اتنی بڑی سلطنت کا ایک بادشاہ ہوتا تھا جن میں سے قریباً ہر ایک حضرت علیؑ اور آپ کے خاندان کو اپنا دشمن سمجھتا تھا اس لئے ممبروں پر کھڑے ہو کر ان کو گالیاں دی جاتی تھیں۔ اُس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ ساری دنیا میں

امام حسینؑ کی عزت بھرتا ہوگی اور اُس وقت کوئی دہم بھی نہیں کر سکتا تھا کہ

علاقہ میں جہاں امام حسینؑ لگائیاں دی جاتی تھیں بلکہ دوسرے علاقوں میں بھی۔ کیونکہ بعد میں اسلامی حکومت اور بھی وسیع ہو گئی تھی گو وہ ایک بادشاہ کے ماتحت نہ رہی۔

اور حضرت امام حسینؑ کی عزت کی جاتی ہے گو آپؑ جبکہ **سببِ نیرید کو گالیاں دیتی جاتی ہیں** ایسی نہ تھے صرف ایک برگزیدہ انسان تھے اور

حق کی خاطر کھڑے ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیابی دی۔ بظاہر سچ یہ سمجھتا ہوگا کہ اُس نے آپ کو شہید کر دیا۔ مگر آج اگر نیرید دنیا میں واپس آئے د اگرچہ اللہ تعالیٰ کی پست نہیں کہ مرنے والے دنیا میں واپس آئیں تو کیا تم میں سے کوئی یہ خیال کر سکتا ہے کہ وہ نیرید ہونے کو پسند کرے گا۔ جس دن حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے وہ کس قدر غرور اور غر کے ساتھ اپنے آپ کو دیکھتا ہوگا اور اپنی کامیابی پر کس قدر نازاں ہوگا لیکن آج اگر اُسے اختیار دیا جائے کہ وہ امام حسینؑ کی جگہ کھڑا ہونا چاہتا ہے یا نیرید کی جگہ تو وہ بغیر ایک لمحہ کے توقف کے کہ اُٹھیں گا کہ میں

دس کروڑ دفعہ امام حسینؑ کی جگہ اسے کہا جائے کہ وہ نیرید کی جگہ ہونا پسند کرے یا اپنی جگہ۔ تو وہ بغیر کسی لمحہ کے توقف کے کہ اُٹھیں گے کہ دس کروڑ دفعہ اسی جگہ پر جہاں وہ پہلے کھڑے ہوئے تھے۔ کسی اور سے فیصلہ کرانے کی ضرورت نہیں اگر نیرید خود آئے تو اس کا اپنا فیصلہ بھی یہی ہوگا۔ (ماغذاز الفضل دایاں صفحہ ۳۱۱ پر ملاحظہ فرمائیے)

”شاعر کا جواب“

بجواب نظم منون بہ ”ذاکر سے خطاب“ مطبوعہ اخبارِ حق کھنڈ

(دشہ ملک گہر سلک علی جناب مولوی محمد اکسن صاحب زادہ نقضہ متعلقین عابدی (ساکن مولویانہ مخدوم شاہ اڈہن۔ جون پور) منظم جامعہ سلطان پور کھنڈ)

۱۔ ہوشیار، آشاعر شوریدہ سر غفلت شعار۔ نظم تیری گلشن معنی میں ہے اک خار زار
ذاکر سبط نبی پر وار کر کے، یہ چکار؟ لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار

- میں نے مانا، حسن لیلے اور نہ محل چاہئے
 رنج کے اظہار کو، کیوں شیر سا دل چاہئے؟
- ۲۔ سب ہو فیض شہید نینواسے بہر مند :- تجھ کو ڈاکر سے، خدای جانے کیا پہو چاگزند؟
 خون کھولا، اور پھٹکٹا ہوا ترا ہر جوبند :- پیرِ دحق ہو نہیں سکتے مریدِ گو سفند
 پیشہ ور ہو کر سہی، نام تو کرتے جائیں گے
 نقش حق، لوح جہاں پر تب ابھرتے جائینگے
- ۳۔ صوفیان بیشہ در پر تو اب نہیں کرتا عتاب :- قاریاں بیشہ درسے تو اب نہیں کرتا خطاب
 خاکِ مظلوم پر، لے دیکے ختم بے حساب :- روزِ پرشش آئیگا، تیار رہ بہر جواب
 گریہ زہرا سے جب عرشِ خدا ہل جائیگا
 تجھ کو ترے قولِ باطل کا مزا مل جائیگا
- ۴۔ گریہ و زاری کیا صبرِ شجاع کو ہے بیڑ :- بندہ پیرِ مغان بن کر نہ جا تو سوے دیر
 کر خدا کے واسطے، تو سیرتِ احمد کی سیر :- رو حضرت خود، چچا پر، کر کے اُن کا ذکر خیر
 کیا کہے گا تو؟ دل خیر اور اکی شان میں
 کیا نہیں روئے پیرِ جنگ کے میدان میں؟
- ۵۔ جاتے تھے حیدر کو صوفیوں بہرِ جنگ جب :- گر بلا میں جس گھڑی پہونچے وہ سردارِ عرب
 خاکِ واں کی آپ نے سو گئی اصدخ و تعب :- پھر گیا آنکھوں میں شہ کی منظرِ عاشور سب
 رو حضرت پھر، غریب نینواسے واسطے
 کیا کہے گا تو؟ دل شیرِ خدا کے واسطے
- ۶۔ غز و دوز پر ذکرِ غم میں قید، ہے خونِ وفا :- تیرے قابو سے ہے باہر بالکل، اس کا دو کنا
 سلطنت کی طاقتوں جب کچھ بھی ہو سکا :- مانعِ شہون ہو تو اسے جوشِ ایشانِ خدا؟
 ننگ کا موجب ہو شغلِ گریہ، گر محبوب پر :-
 حرف آجائیکا غافل! آدم و یعقوب پر!!
- ۷۔ حضرت آدمؑ میں رو ذکرِ بحرِ بہرِ پس :- حضرت یعقوبؑ بھی روئے ہیں اپنی عمر بھر
 حضرت زہراؑ بھی روتی ہی رہیں پیرِ پر :- شغلِ سجاؤ حزیں تھا گریہ، بس ادبے خیر

اب بتا کیجے اُن کا نصب العین رہنے کے سوا

بے تائیدی اُنکی ہم کو، تجھ سے ہم کو کام کیا؟

۸۔ تو تیرا مردانہ ظاہر کر! میان کارزار... بے محل ہے داں، اگر ڈھونڈ ہیگا تو راہِ فرار ہے اگر خواہش، مگر آہ میں عرش پہ جانیں... بے جبر! اُس میں شجاعت کو نہیں مارے کار

ہلکے ہلکے قطرہ ہاے اشک یزداں کی قسم

کام دین گئے حشر میں، فخر رسولاں کی قسم

۹۔ دل کی نیت سے ہے واقع پس آؤ!... دارِ داتِ قلب پر حملہ، یہ ہے اک سوِ وطن گھر میں ہم رو لیں کیا جائیگے اپنا وطن؟... کون مدت تک باغِ غربت میں بے دفن و کفن

تاؤ مویں پر وہ کیا دے؟ دل جو جگ پائش

وہ اگر تان کیسے نکلے؟ ہاتھ پر جسکے، ہر لاش

۱۰۔ قطرہ ہاچشم تر میں یک گولے توپ کے... جن سے ظفرِ ظلم و بدعت خاک میں سب ل گئے اہلِ باطل کو بھی دیکھا، سرنگول نیسے ہو... تا اب ممکن نہیں، اُس سرس سزا کے بوجھ سے

آنسوؤں سے ظلم کی بنیاد ایسی بل گئی

سلطنت تک ظالموں کی، خاک ہیں بل گئی

۱۱۔ حیف ہے اشعارِ شہرت پسند و عیب جو... کار و باری مشق، تلائے شعار ہاے و ہو ہو گیا ذاکر سے جب اس طرح مچو گفتگو... تیری زم سے بچ کہاں سکتا تھا مولا کا لہو

نفسِ حمزہ پرستم ہندہ کا، پھر یاد آ گیا

غزلِ اہلبیت کو، کھانے کی شے تھلا گیا

۱۲۔ جو دنی ہوگا، نہ بھولے گا ذنات کا سبق... کر بلا کے ذکر میں جو دے خود درسِ حق تہ کرے سے جسکے پہلو میں جگر سینہ نہیں... پھر تجھے محسوس کچھ ہوتا نہیں اُن میں قلع

آج، ارض کر بلا کی، آہ ایوں تویسر ہو

خانہٴ عشرت - دینہ - فحاشی تبصیر ہو

۱۳۔ میں بتاؤں؟ بات کیا تھی شاہِ ظاہر پرست... حق نے باطل کو دبا یا، دائمی دے کر شکست قتل کر کے، ابنِ حیدر کو، پتھر جو لوگ مست... خونِ مولا کے چھپانے میں تھے مچو بند و بست

ذکر غم کے دکنے کی آج بھی تہید ہے
سنت دیرینہ اسلاف کی تقلید ہے

۱۴۔ شرم! شرم! اوہ کہ تجھ کو دردِ بے ایمان کا :- غمِ حق کو بچانا، کام ہے ؟ انسان کا
کر کے ظاہر کو پیرو، دین کا قرآن کا :- دل دکھاتا ہے علی کا، فاطمہ ذی شان کا
جو تجھے بھاتا نہ ہو، اُس کو نہ اچھا تو بتا
”عبدِ وکل گشت مصلّا کو تماشا نہ دتا“

۱۵۔ ہے علامت خاص مومن کی، کہ خوفِ خدا :- حکمِ خالق ہے یہی، عہدِ ہو کم، کر یہ سدا :-
ہاں خدا کے واسطے بتلاؤ ہم کو ناصحا :- ذبح ہو آلِ پیغمبر، ہم دکھائیں تہتہ سا

اب بھی ہے عہدِ نریدی، اب بھی ہو درد

سچ کہا تو یک جہتیست گردِ تہید

۱۶۔ پوچھ پیچھے غافل مقصدِ ذریعہ عظیم :- بد بتائیں گے تجھے، رکھتا ہے گردِ عقل سید
دو دہنی تھی کشتی دین، جہانِ بحرِ نیر :- دے کے مر، اسکو اُبھارا، آرزو ہے شانِ کریم
سو نہ بچنے کب ہو اضلاع، تجھے اس کا

حق کا حافظ ہے خدا، بیکار یہ دواں ہے

۱۷۔ قتل ابنِ فاطمہ پر کب ہوئی تھی اکتفا :- کدہ گویوں کی جنا سے آسمانِ تھرا اٹھا
یاں تلک تو یاد ہو گا تجھ کو اے، دُعا :- تربتِ بیکس یہ اک سیلاب بھی لایا گیا
پر خطا کارِ در کی جانب کس شیت پڑ گئی؟

نا تو صلاح کی عظمت کب نظر سے گر گئی؟

۱۸۔ کچھ تو کر خوفِ خدا، ادھمنِ خونِ حسین :- سا دہ عشرت تو بتاے غمِ دوز کا شور و شین
طرف میں ہو گا جو کچھ، جھلکے گا دُورِ دین :- دُعا ل کر کھسالیں سکتے تھے آتا ہے چین
طعنِ اہلِ غم ہی گر، دنیا میں تیرا جادہ ہے
پر ششِ دوا سے عشرت کے لئے آتا ہے

۱۹۔ میں طرحِ ابنِ عیٰ سے ساری دنیا تھی پھری :- بھوکے پیاسے لڑ، ہی مرجائیں جہانیں حیدری
ہو تو جہر، گر کسی کی، اُن کی جانب کئی :- ہے غضب، پڑ جائے تیرے جسم میں بس تھری

- نجد والوں نے جس دم مدینہ میں ستم
 مٹا کر غیرت، تو جا کر ہاتھ کر دیتا مسلم
 ۲۰۔ کون کہتا ہے؟ کہ تو روئے!، اگر مجبور ہے۔۔۔ زخم مولا کچھ بھرس، یہ کب تجھے منظور ہے؟
 قدر اس نسلو کی، بس تیری خرد سے دور ہے۔۔۔ نوری موتی اسے سمجھے گا، یہ بھی نور ہے
 تو اگر سمجھے گا اس کو زہر، یہ کھل جائیگا
 شیدہ کے ہاتھ کے کانٹے پر، یہ تل جائیگا
 ۲۱۔ بے آباد ہو گیا؟ جو خود ہو کم کردہ نشان۔۔۔ رستم دوراں سے، ہو کر جوشت استخوان
 راہ حق پر چلنے والوں سے واقف وہ کہاں۔۔۔ اپنے بل بوتے کو سمجھو! اپنا منہ دیکھو میاں
 ایک مسجد کے لئے ہو شور و غوغا سب بند
 بیسوں کے نام جیل میں، تو کر لیکن بند
 ۲۲۔ کر لائیں اور زمین میں، ہے جو کچھ اتصال۔۔۔ مٹ نہیں سکتا تری تعبیر سے، ادب سگال!
 زلایم نام نہاد تھا، یہاں پر حکم آل۔۔۔ حق سے لے کر نہ ظالم! یہ ہے اک امیر محال
 ہو منظور مہدی ہادی تو ہم بتلائیے
 انتقام خون مولا، لینگے، یا نر جائیے
 ۲۳۔ کون مولا؟ چہ ہم خدام کی جانیں تیار۔۔۔ جو علی کا تخت دل ہے، فاطمہ کی یادگار
 قوت بازوے شیر، سرد در عالی وقار۔۔۔ جسکے دم سے رہ گئی دین یمین کی بہار
 یہ بھی تیرا معجزہ ہے! اے امام انیس جاں
 تیرے دشمن بھی تری توصیف میں ہیں زبان
 ۲۴۔ کر بلا کو اس لئے حاصل ہے یہ عز و شرف۔۔۔ فاطمہ کلال اک جانب تھا، دنیا اک طرف
 چھوڑ دی پیکار، جب کئی صدقہ لا تحف۔۔۔ ہو گیا خاموش، وہ جان دول شاہ نجف
 ہم اسی کو یاد کر کے آج، تک ہیں سو گوار
 حشر تک اب میان کے اندر، کی گئی ذوالفقار
 ۲۵۔ تو ثواب گر یہی غافل! کرے کیا جستجو؟۔۔۔ جب اُسے سوہوم موجوں سے کرے تعبیر تو!
 ہم ہیں کیا؟ پیغروں کو کیر رہی ہے آرزو۔۔۔ یہ نہیں آنسو، ہمارے دل کا بہتا ہے لہو

لمتوی ہوتا نہ گز، ہڈی نیک آتار پر

دیکھ لیتا ماتی ہاتھوں کو پھر تلو اب پر

۲۶۔ یاد ہیں ہم کو بہترِ عالمِ مستر با نیاں :۔ تھا نشانِ ظلم کا، مدتِ تک اک نا تو ان
دشمنوں نے اُس کو پہنائی تعینِ ہاری ٹہیلے :۔ زندہ قوموں کی طرح کرتے ہیں قائم، ہم نشان
سرکٹا سکتے نہیں گز، غیبتِ مصوم سے

کیوں نہ لیں؟ دادِ تاسی خالقِ قیوم سے

۲۷۔ مانعِ رہبانیت ہے لبتِ خیرِ الا نام :۔ دین و دنیا کا، کیا ہے شرع نے خود اہتمام
ابتداء سے، دشمنِ حق ہوتا آیا ہے حرام :۔ قید کا کیا خوف ہم کو، اے ہلاکِ فکرِ خام!

زندہ جُزائے گئے بعدِ ادکی دیوار میں

خون کا گارا بنا ہے عشق کے اظہار میں

۲۸۔ ہو مبارک تجھ کو، مسلکِ تیرا، رنیدادہ خواہ :۔ جس پہ ہے توفیقِ باری ہے وہ طاہر و جبار
زیب کہے تیا؟ تجھے شملہ، قبائے زرنگار :۔ بس زباں سے، موت کو کہ لے اِحیاءِ پائلا

رسمِ دراہِ زہدِ تقویٰ کو سبک کر جا تو

تب میں جانوں جھٹکے تیغ اور درجا تو

۲۹۔ میں نہ شاعر ہوں، نہ میدانِ خطاب کا سوا :۔ ہے عزِ اسبطِ پیغمبر، ضرور اپنا ر
حقِ جلیِ حرفوں میں لکھ کر، حق پہ جلدِ بار بار :۔ اُس پہ خواہشِ بزرگ، مستحکم ہوا اسلامی شعار

دیکھو اس دیوار میں رخسہ کہیں پیدا نہ ہو

دورسوں کو تجھے کیا امید؟ جب اپنا نہ ہو

۳۰۔ شرمِ کراؤ کر حیثیٰ کو کہے افسانہ تو :۔ سیدِ شبتانِ جنت کی کہے بدوا، نہ تو
ختمِ بزمِ قدس کا فتنہ نہیں پروانہ تو :۔ حق پرستی خندہ زن ہو، کام کرا ایسا عطا

جب کوئی مظلوم تڑپے گا بسلاِ خاک پر

رحمتِ باری اُسے پہنچائے گی افلاک پر

۳۱۔ خوفِ کیسا؟ ہے تفتیہِ خاصِ مومن کا شملہ :۔ اہلِ بیتِ پاک میں سلمان کا ہوتا ہے شمار
کب کیا ہے حکمِ جہنمِ قبرا احمد کا رزار :۔ آگیا جو، منہ میں، کہ ڈالا اُسے دیوانہ وار

ہے علم سایہ ننگن سر پر تماشایہ نہیں
نور ہے، یہ نور، عفونت خیز لاشائیں

۳۲۔ ہم نے اک عالم کو پہونچایا پیام ذوالمنن :۔ اپنے ہر ذرے میں پناہیں ہیں شجاعت کے چلن
ہیں سب سے دنیا میں، مگر ہم نے سب سے خنوع :۔ دل پر اپنے میل لاکھ، نہ آبرو پر شکن

کر بلا کھولے ہوئے نسیج و نصرت کا علم
تسلسل میں، امام عصر کی آمد کے ہم

۳۳۔ سختیاں جھیلیں مگر آیا نہیں تیری یہ کل :۔ زیرِ خنجر بھی کیا مدح حسین بے بدل
موت دے دے تو کیسے سوتے ہم نذر اجل :۔ سر کٹا کر ہم نے بتلایا کہ سیدھی اہ چل
حق کے ساتھی ہم رہے حق بھی ہمارا ساتھ :۔

دامن آل عبا ہے اور اپنا ہاتھ ہے

۳۴۔ اشیخ عالم کے ہم پیرو ہیں، ایسے شکستہ گنا :۔ سر کٹایا بے دھوک، اداں اب تجھے صدرجبا
کیوں بھرا تو ام عالم آتین لو ہا ترا :۔ سر خرو دنیا میں ہیں، عقبے میں اضیٰ ہے غذا
موجہ بلند ہوا تو انبیاء کے واسطے

کون سار تہ ہے باقی؟ خدا کے واسطے

۳۵۔ ہم نے دنیا کو جگایا، شاعر معر و خواب :۔ تجھ کو ذلت سے بچا یگانہ تیرا تیج و تاب
ظلم جو کرتا ہے تو کرتے نہ وہ اہل کتا :۔ چاہتا ہے تو، کہ بے پردہ ہوں وہ عفت آب

سنگے سر شہزادیاں جنکی پھر میں دربار میں

اور رسن بستہ گھڑی رکھی گئیں دربار میں

۳۶۔ ہاں، ہمیں معلوم ہے، کہتا ہے جو، جو خیال :۔ آخری نقطے پر باطل کا یقینی ہے زوال
نور کو ظلمت میں سمجھے، اب اسے عقل کا حال :۔ دیکھے اپنے پسر کو حکم، شیر ذوالجلال

آئیں قائم، جلد تر تیغ و سپر باندھے ہو

مظہر شیعہ ہیں، مرنے پر کمر باندھے ہوئے

۳۷۔ ہے امام عصر پر حال جہاں سب انکار :۔ ہے نفاق و کفر کا چھایا ہوا ہر سو غبار
آج پھر اسے عاجدی اباطل ہے ہو کا رندا :۔ ساتھ ہوں سولا، تو بھاگیں گوسفند کو ہسل

مظہر گیتی پر نقش حق علی دھلا دیں ہم
سب کو تقلید حسین ابن علی دھلا دیں ہم

حاجی شہناز صاحب قادیانی ہونے کا دعویٰ : ناظرین اصلاح کو معلوم ہے کہ جس طرح

کی نبوت ثابت کرنے کا دھوکا دینے شروع کر دیے تھے، اسی طرح اخبار المجدید میں امرتسر کے ایڈیٹر صاحب نے بھی اپنے اخبار میں دعویٰ کیا تھا کہ خلیفہ دوم صاحب سے حضرت ام کلثوم کا علاج ہونا شیعہ اور سنی دونوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ میں نے ثبوت طلب کیا تو آپ نے صحیح بخاری اور شیعوں کی کتاب اصول کلینی کا نام لیا۔ میں نے کہا صحیح بخاری کی وہ روایت اور اصول کا وہ نسخہ بتائیں جس میں یہ واقعہ قلم ہے۔ پھر کیا تھا بیچارے کی نظروں میں بنیادیں ہونے لگیں لاکھ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں مگر کسی طرح نہ صحیح بخاری میں وہ روایت ملتی ہے نہ وہ اصول کلینی دکھائی دیتی ہے۔ ان کے ہوش و حواس تک غائب ہو گئے۔ اور فرار کے لئے کوئی اونچی چوٹی بھی نظر نہیں آتی۔ حد ہو گئی کہ خدا اپنے اخبار میں جو لکھتے ہیں وہ تک ان کو نظر نہیں آتا اور ہٹ دھرمی بنا ہے کہ جو کچھ لکھتے ہیں اس کے متعلق غالباً خود بھی یہ شعر پڑھتے رہتے ہیں :
 بک رہا ہونٹوں میں کیا کیا :۔ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

میں نے بار بار اعلان کیا کہ اگر آپ اصول کلینی میں حضرت ام کلثوم کا خلیفہ دوم سے عقد ہونا دکھاؤ تو میں آپ کو تین سو روپیہ انعام بھی دوں گا اور سنی بھی ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر آپ نہ دکھا سکیں تو بد فعل ہو گا، تو آپ کو بھی مذہب باطل سے توبہ کر کے مذہب حق شیعہ اختیار کر لینا ہو گا۔ مگر آپ نے آج تک اصول کلینی کے نہ اس صفحہ کا پتا بتایا نہ اس کا کہ وہ اصول کلینی جس میں یہ واقعہ ہے دنیا میں کہاں ہے۔ اور قیامت تک بھی آپ پیش نہ کر سکیں گے۔ گو بہت کچھ باتیں بنا رہے ہیں لیکن ایک بھی سچی نہیں ہے۔ گویا آپ اس مصیبت کے پنج میں گرفتار ہو گئے ہیں جسکی تصویر اس شعر میں کھینچی گئی ہے :۔

و اذا المنية انشبت اظفارها :۔ اھیت کل تمیۃ لا تنفع

حال میں آپ نے کمال شان دار بائی سے مجھ سے پوچھا ہے کہ میں کب سنی ہوں گا؟ آپ کے بھولے پن پر قربان ہو جاؤں۔ کس ناز سے فرماتے ہیں اب تمہارے سنی ہونے میں کیا دیر ہے۔ شیعہ رسالہ اصلاح کچھو میں کوئی صاحب (شرخ مزاج) مجھے مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ مجھے سنی کیوں نہیں بنا لیتے۔ سوال یہ ہے کہ وہ

سنی کیسے بن سکتے ہیں؟ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ خلیفہ دوم (حضرت عمر) کے ساتھ ام کلثوم کے نکاح کا ثبوت اصول کلینی سے دکھا دو تو میں تین سو روپیہ الفام دینے کے علاوہ سنی بھی ہو جاؤں گا۔ ان صاحب کو اطلاع رہے کہ گزشتہ پرچہ الہجدیث میں ان کا تقاضے پر اگر دیا گیا ہے پس اب وہ اپنے منشا مبارک سے جلدی اطلاع دیں۔ روپیہ کا تقاضے ہم نہیں کرتے یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔ البتہ قول سنیت کا تقاضے کرتے ہیں جسکی وفا کی امید نہیں کیونکہ شیعوں کی روایت ہے النقیۃ دینی و دین آبائی۔ کلینی (الہجدیث ۳ جلد ۳) کیا میں اپنے مشرق مزاج دوست سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے یہ مضمون ثبات عقل کی ہی حالت میں لکھا ہے یا اور کسی عالم میں؟

چھڑا سے نہ چھڑیگا ارے ظالم نہ بن لڑکا :- وفاداروں کے خون کا داغ کیا دھتہ ہی کچھڑ کا اسے جناب! میں تو الہجدیث کا ہر نمبر دیکھ رہا ہوں لیکن اب تک اصول کلینی کا حوالہ نظر سے نہیں گزرا۔ آپ تو سمجھتے تھے کہ اصول کلینی کا حوالہ دے دو ناظرین الہجدیث خوش ہو جائیں گے کہ شیعوں کی بڑی کتاب کا حوالہ دے دیا مگر یہ خبر ہی نہیں تھی کہ ہر...

راموسے کے مطابق میں آپ کے افتراء و بہتان کے انبار میں آگ لگانے کو آمونج ہوں گا اور آپ کے جعل و فریب کے نیچے اُدھیڑنے کو خدا کی طرف سے آپ پر مسلط کر دیا جاؤں گا۔ آپ نے خود الہجدیث میں لکھا تھا کہ ”اسی طرح شیعہ کی مستند کتاب اصول کلینی میں خاص ایک باب متعلقہ نکاح ام کلثوم اسی غرض کے لئے مقرر ہے“ (الہجدیث و شعبان ۱۳۵۴ ہجری) اسی پر میں بار بار دریافت کر چکا کہ بتائیے اصول کلینی کے کس صفحہ میں یہ باب ہے اور وہ اصول کلینی کہاں ہے مگر آپ نہیں بتاتے۔ اور قیامت تک نہیں بتا سکیں گے کیونکہ اس میں یہ مضمون ہی نہیں ہے۔ آپ اپنا ہی نہیں دنیا بھر کے علماء کا سر ہانگ کر مارتے پھرتے ہیں لیکن جس طرح قرآن مجید میں حقیقت آریہ کا مضمون ملنا ناممکن ہے اسی طرح اصول کلینی میں اس باب کا ملنا محال ہے۔ اسی وجہ سے آپ اُس وقت سے عجیب عجیب باتیں منارہے ہیں مگر کب تک بنائیں گے۔ دنیا پا کر آپ سے کہہ رہی ہے

ع اب چھپاتے ہو عبث باتیں بناتے کیوں ہو؟

فرمائے گزشتہ پرچہ کے کس صفحہ کس کالم اور کس سطر میں اصول کلینی کا حوالہ آپ نے دیا؟

یاد رکھئے یہ جو آپ سمجھے ہیں کہ میں مطالبہ کرتے کرتے تھک کر بیٹھ جاؤں گا۔ تو میں یہ ہونے نہیں دوں گا۔ انشاء اللہ جب تک زندہ ہوں اُس وقت تک آپ سے میرا یہ سخن نکلیے رہیگا کہ ”بتائیے اصول کلینی میں حضرت ام کلثوم کے عقد کا باب کہاں ہے۔“ اور آپ بالکل اس آیت کے مصداق رہیں گے فزت من قسوسہ وہ شیر سے بھاگتے پھرتے ہیں (پ ۱۶ ع ۱۶) میری گرفت فولاد کی ہے۔ ہاں اب بھی اقرار کیجئے کہ آپ نے اتہام و بہتان کیا ہے تو میں آپ کا پیچھا چھوڑ دوں۔ ورنہ خوب یاد رکھئے آپ اس مصیبت میں سر ٹکراتے پھریں گے۔ اور اپنی بوٹیاں نوچتے رہیں گے۔ آئیے میں آپ کو اب فیصلہ کی آسان صورت بتاؤں آپ پنجاب کے ہیں اور میں صوبہ بہار کا۔ میرا بھی وہاں آنا دشوار اور آپ کا بھی یہاں پہنچنا مشکل۔ بہتر ہے وسط کا صوبہ متحدہ اختیار کیا جائے۔ اس کے شہر لکھنؤ میں آپ بھی اصول کلینی لیکر آئیں اور میں بھی تیس سو روپیہ لیکر پہنچوں۔ وہاں ایک عیسائی ایک آریہ اور ایک قادیانی عربی داں پنج مقرر کیا جائے۔ ان کے سامنے پہلے آپ بھی قسم کھائیں کہ اگر اصول کلینی میں باب مذکور آپ نہیں دکھا سکیں گے تو شیعہ ہو جائیں گے۔ اور میں بھی قسم کھاؤں کہ اگر آپ نے اصول کلینی میں باب مذکور دکھا دیا تو میں آپ کو تین سو روپیہ بھی دوں گا اور سنی بھی ہو جاؤں گا۔ اسکے بعد آپ ان تینوں صاحبوں کے سامنے اصول کلینی میں وہ باب نکال دیں۔ اگر آپ کا باب ہو گئے تو میں سنی ہو جاؤں گا اور سمجھوں گا کہ بلا سے دوسرے عالم میں گرا گرم زندگی بسر کرنی ہوگی۔ اپنے دلربا دوست حاجی صاحب (کے اس جنم) کا تازہ رنج زیا تو پیش نظر رہیگا۔ جنت میں جاتا ہی تو کیا ملتا ہے

ایسی جنت کو کیا کرے کوئی۔ جس میں لاکھوں برس کی عوریں ہوں لیکن اگر آپ اصول کلینی میں وہ باب نہ دکھا سکے تو آپ کے شیعہ ہو جانے پر میں آپ کو بغل گیر کر کے یہ شرط پڑھوں گا کہ

لائے اس مبت کو ہم منا کر کے۔ کفر و طاعتا خدا خدا کر کے

اور جب تک آپ اصول کلینی میں وہ باب نہیں دکھاتے اُس وقت تک آپ کے اس سوال کا کہ ”اب تمہارے سنی ہونے میں کیا دیر ہے؟“ میں یہی جواب دوں گا کہ ”آپ کے قادیانی ہونے میں جو دیر ہے میرے سنی ہونے میں بھی وہی دیر ہے۔“ خدا کا فضل

تو میں آپ کو رگڑا رگڑا کر بتا دوں گا کہ آپ کے افزا و بہتان کا کیا مزہ آپ کو ملتا ہے۔
 انا الذی سمنی امی حیدرہ۔ اکیلکم بالسيف کيل السند سرہ
 آخر میں آپ نے تقیہ پر جوٹ کیا ہے تو بے شک یہ میرا دین بھی ہے اور میرے آباء
 کرام کا بھی کیونکہ خدا اور رسولؐ نے اس کا حکم دیا ہے۔ خدا نے صاف فرمایا ہے الا ان تتقوا
 منہم تقیۃ (پج ۱۱ ع ۱) اور حضرت رسولؐ خدا صلعم نے جناب عمارؓ پر تاکید کی کہ برا تقیہ
 کرتے رہو۔ لیکن آپؐ لوگوں نے آج بھلا آن مجید کی کسی بات کو نہیں مانا اور ان السبل بھیج
 کہنے والے کی پیروی میں ہمیشہ خدا اور رسولؐ کے احکام کی مخالفت ہی کی تو اس حکم پر کیوں
 نہ تسخیر کیجئے گلا یہ تو شروع ہی سے معلوم ہے کہ ہم لوگ خدا اور رسولؐ کی اطاعت اور آپؐ لوگ
 حضراتِ نامش کی پیروی کرتے ہیں۔ ہم لوگ آپ کے پیشوایانِ مذہب کو نہیں مانتے اور
 آپ لوگ ہمارے مقتدایانِ دین سے الگ رہتے ہیں۔ لا عبد ما عبدون ولا انتہ
 عابدون ما عبد ولا انا عابد ما عبد قہ ولا انتہ عابدون ما عبد لکم دینکم دین۔

لکھنؤ کی مح صحابہ کا فیصلہ گورنمنٹ صوبہ متحدہ نے دوبارہ نہایت تحقیق کے بعد کمال
 انصاف سے اس فتنہ کو حال میں فرو کیا ہے۔ اسکے

متعلق حاجی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں "لکھنؤ" میں مح صحابہ کا فیصلہ نیک نام رنگارنگ ضامن
 نامہ نام یکت قرار۔ عرصہ سے لکھنؤ کے شیوخ سنی باشندوں میں جو نزاع چلی آتی
 تھی آخر اس کا فیصلہ شروع ہو گیا۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو کمیٹی اسکی تحقیقات کے لئے
 مقرر کی گئی اس نے جو رپورٹ پیش کی گورنمنٹ نے اسکی تصدیق کر دی۔ پورٹ کا خلاصہ
 مضمون یہ ہے کہ سلع اعلان مح صحابہ کرنے سے شیعوں کی دلآزاری ہوتی ہے۔

اس لئے شارع عام پر نہ کی جائے۔ ہمارے خیال میں کمیٹی نے دلآزاری ہونے اور دلآزاری
 کرنے میں فرق نہیں کیا۔ ہم نے پہلے بھی ایک دفعہ لکھا تھا اور اب بھی لکھتے ہیں کہ مسٹر
 سید محمود جسٹس ہائیکورٹ (الآباد لاپوٹی) نے ایک فیصلہ میں دلآزاری کرنے اور دلآزاری
 ہونے میں بہت اچھا فرق کیا تھا جس کا قصہ یہ ہے کہ مولانا شبلی مرحوم نے انٹائے گفتگو میں
 مجھ سے بیان کیا کہ بعض دفعہ حکام سے کوئی بات سرسری کی جائے تو وہ اس پر ہر کر کے
 بہت باریک نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ فرمایا مجھ سے ایک دفعہ جسٹس سید محمود نے پوچھا تھا کہ

شیعوں کی اذان میں جو حمد اشہدان علیا ولی اللہ کہا جاتا ہے سنی اس کو دلازاری کا موجب جان کر خفا ہوتے ہیں۔ کیا اس کو بند کر دینا چاہیے؟ مولانا مرحوم نے فرمایا مجھے اس کا کوئی علم نہ تھا کہ ان کے ہاں کوئی اپیل اس قسم کی آئی ہوئی ہے جس میں سنیوں نے اس جملہ کو دلازار سمجھ کر بند کرانے کی درخواست کی ہے۔ میں (مرحوم) نے کہا کہ اس میں بندش کی کوئی وجہ نہیں۔ شیعوں کی نیت دلازاری کرنے کی نہیں ہوتی بلکہ اپنا مذہبی فعل ادا کرنے کی ہوتی ہے۔ شیعوں کی اذان میں اگر اس جملے کا استعمال بند کر دیا جائے تو کل کو غیر مسلم ساری اذان کو دلازاری قرار دے کر بند کرانے کی درخواست کرینگے تو کیا مسلمانوں کی اذان بند کر دیجیگی فرمایا میں نے تو ایک بات سرسری طور پر کہہ دی تھی۔ مگر جسٹس محمود کے دل میں بیٹھ گئی انھوں نے اسی اثر کے ماتحت سنیوں کی اپیل خارج کر دی اور کچھ دیا کہ شیعہ کی نیت دلازاری کرنے کی نہیں ہے بلکہ اپنے فریضہ مذہبی کو ادا کرنے کی ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح چاہئے تو یہ تھا کہ سنیوں کے فعل (مرح صحابہ) کو بھی مذہبی حکم کی ادائیگی سمجھ کر جائز رکھا جاتا نہ کہ ممنوع قرار دیا جاتا۔ علم اصول میں لزوم اور التزام میں فرق کیا گیا ہے وہ اسی بنا پر ہے مگر عاب: اب سمجھتا ہے کیا ہودت ہے جب جڑیاں چگ گئیں کھیت۔ لکھنؤ کے اہل تسنن کو چاہئے کہ وہ جسٹس محمود کا فیصلہ بھلوائیں۔ اگر ہو سکے تو اس سے کام لیں۔ اگر زبانی کہنے سے گورنمنٹ نہ مانے تو بصیغہ دیوانی گورنمنٹ پر مقدمہ چلائیں انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ خطوہ ہے اس فیصلہ کا نتیجہ بہت بُرا پیدا ہوگا۔ ہندو ادا کاؤٹشی پر تلے ہوئے ہیں۔ پنجاب کے سکھ مذہبش اذان پر کمر بستہ ہیں۔ اگر یہ سب لوگ اس فیصلے سے فائدہ اٹھائیں تو عجب نہیں۔ اس لئے ہندوستان کے سب اہل تسنن کو اس کے متعلق متفقہ آواز اٹھانی چاہئے۔

خدا شرعے پر انگیزہ کہ درآں خیر بابا شد (المحدث ۴ صفر ۱۳۵۷)

حاجی صاحب جو بات لکھتے ہیں ایسی کہ انسان آپ پر سے قربان ہو جا کرے۔ اے جناب اذان اور مرح صحابہ کا کیسا مقابلہ؟ اذان کا حکم تو خدا نے دیا۔ کیا مرح صحابہ کا حکم بھی خدا نے دیا؟ اذان تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے جاری ہے۔ کیا سڑکوں پر مرح صحابہ بھی آنحضرت کے زمانہ سے جاری ہے؟ اذان تو اب پانچوں وقت مسجدوں میں دی جاتی ہے۔ مرح صحابہ بھی سڑکوں پر کسی وقت گائی جاتی ہے؟ اذان تو ہر اسلامی ملک میں رائج ہے۔ کیا آپ کی

مح صحابہ کچھ کسی ملک میں کسی وقت حادث ہوئی تھی؟ اذان تو عبادت میں داخل ہے کیا مح صحابہ کو بھی کسی زمانہ کے کسی مسلمان نے داخل عبادت سمجھا؟ اب ذرہ آپ انصاف فرمائیں کہ اگر آج ہندو لوگ مسلمانوں کی محفل میلاد یا جلسہ عروس کے سامنے سیوا جی کی مح کے گیت گانے لگیں اور چیخ چیخ کر پڑھیں کہ سیوا جی نے اورنگ زیب کو اس طرح پریشان کیا۔ مسلمانوں کو اس طرح ذلیل کیا۔ مسلمان عورتوں کو یوں قبضہ میں کیا تو آپ اور کل مسلمان آپکو ٹھنڈے دل سے سن سکیں گے؟ جن لوگوں نے عشاء میں برٹش گورنمنٹ کے خلاف غدر کر کے انگریز مردوں اور عورتوں کو قتل کیا اور ان لوگوں پر بر طرح طرح کے ظلم ڈھائے اگر انکی مح آج انگریزوں کے مجمع میں چیخ چیخ کر پڑھی جائے تو انگریز گوارا کر سکیں گے؟ اگر آپ لوگوں کی مسجدوں کے سامنے نماز جماعت کے وقت سڑکوں پر آریہ حضرات دیا بند سرسوتی۔ پنڈت لیکھرام۔ شار دھانند۔ راج پال وغیرہ مخالفین اسلام کی مح خوب زور شور سے گانے لگیں تو آپ لوگ امن قائم رہیں دینگے؟ اگر آپ کے دفتر کے سامنے قادیانی حضرات مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت کی دلیلیں اور ان کے فضائل و مناقب زور شور سے گایا کریں تو آپ برداشت کر سکیں گے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا لوگوں کو آپ سے کہنے کا حق نہ ہوگا کہ ”کہو جی کون دھرم ہے؟“

جناب مولانا محمد ہادی صاحب قبلہ **شاہ** اسلامی دنیا میں یہ خبر نہایت حزن و ملال ستی جاگی کہ جناب عداۃ العلماء زبدۃ الفقہاء رصفۃ المفسرین اسوۃ المتورعین مولانا سید محمد ہادی صاحب قبلہ مجتہد مکھنؤ نے اہ صفر ۱۳۵۰ ہجری کو نجف اشرف میں انتقال کیا۔ جناب مہدوح مکھنؤ کے مجتہد اعظم حضرت تاج الاسلام آیت اللہ العلام مولانا سید محمد باقر صاحب قبلہ شاہ نژاد کے چھوٹے بھائی اور جامع سلطان المدارس کے نائب مدرس اعظم (وائس پرنسپل) تھے۔ تقدس۔ مدح۔ بے نفسی۔ خدا ترسی۔ ریاضت وغیرہ صفات میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ مکھنؤ کی شدید گرمی اور جون کے مہینہ میں صبح سے ۱۱ بجے تک مدرسہ میں اعلیٰ تعلیم دینے کے بعد دولت خانہ پر بھی ایک بجے سے ۵ بجے شام تک طلباء کو محض لوجہ اللہ تعلیم دینا آپ کی وہ قابل تدریس تھا جسکی پیروی اس زمانہ کے علماء و مدرسین کو کرنی چاہیے۔ ان باتوں کے ساتھ طلباء پر ایسے شفیق تھے کہ مکان

ہر جو طلب درس لینے جاتے ان کو اندر سے پانی لا کر اور پلا کر اور پٹکھے دیکر سید القوم خاد مہم کی عملی تصدیق فرماتے تھے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ قدم قدم پر مقتدا دین کی روش پر عمل فرماتے۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۱ ہجری میں ہوئی تھی اور وفات ۱۳۵۷ ہجری میں۔ خداوند عالم آپ کے متعلقین خصوصاً آپ کے صاحب زادوں جناب مولانا سید احمد صاحب و جناب مولانا سید محمد حسن صاحب قبلہ کو جمیل عطا فرمائے اور انھیں خوبیوں سے آراستہ کرے جناب مولوی سید ولد ار حسین صاحب ظہر الابدی مدرس ہائی اسکول حیدر آباد نے جناب مرحوم کے ارتحال کی یہ تاریخ لکھی ہے

ایچ دین بیس آفتاب شرع متیں :۔ ز نور علم ائمہ دیار بہند بتاقت
زیہر ساقی کو ز شہد اس قدر مضطر :۔ کہ در زمان علالت سوئے نجف بشتافت
گراشت عمر بہ تبلیغ و نصرت اسلام :۔ بکار گاہ جہاں جامہ بہشت بیافت
نوشت اظہر دیگر بہر سال وفات :۔ جو ارشاد نجف ہادی فقیہ بیافت
طلبان معنائین قرآنی و تجسسان آیات فرقانی کی سہولت کی
ایک مفید کتاب غرض سے اس خاکسار نے اکثر ایسے معنائین کی آیات جن کی ہر

ہر وقت ضرورت رہتی ہے اور جن کی تلاش میں بہت وقت صرف ہوتا ہے یکجا جمع کر دی ہیں، طلبہ علوم و حفاظ و واعظین و ذاکرین انشاء اللہ سب کو یکساں مفید ہے۔ مثلاً یہ منظور ہے کہ خدا سے عز و جل نے روح اسلام میں منافقین متفقین، صادقین، کلہیہ خلاق عالم، حکمہ وغیرہ و غیرہ کا قرآن مجید میں کہاں کہاں ذکر فرمایا ہے تو اس رسالہ تخریج المصنای میں ایک جگہ آپ کو کل آیات متعلقہ مل جائیگی۔ اسی طرح ہر نبی و رسول کے متعلق جتنی آیات ہیں وہ ایک مقام پر مل جائیگی۔ راقم محمد علی خاں نبیہ و نواب جہان علی خاں حنا اعلیٰ اللہ مقامہ مظفر منزل۔ رانی منڈی الہ آباد

تقریظ (۱) اشاعت اعظم۔ جناب نجم آفریدی ہماری قوم کے قابل قدر اور شہید شاعر ہیں جن کی نظم کی دھوم مدت دراز سے ہے۔ شیعہ کافر نس کے کسی جہل میں آپ کی نظم سننے کا ہمیں بھی اتفاق ہوا جب آپ بالکل نوجوان تھے اور آپ کے کلام نے مشہور اور کہنہ مشوق شاعروں کو بھی بہت کرایا تھا۔ اُس وقت سے آپ کی شاعری برابر ترقی کرتی گئی۔ حال میں آپ نے اسکوئی کتابوں کی

تقلیع کے کم صفحہ پر ایک سالہ اشاعت غلطی کی گئی ہے جس میں اسلامی روح - تاریخی واقعات
 غم کی عظمت - درد انگیز مرتعے - جدید طرز کے ۴۰ درد آفریں نوحے شائع کئے ہیں جو سب اپنے
 مضامین - اپنی زبان اور اپنے اثر کے لحاظ سے بہت قابل قدر ہیں۔ رسالہ کی لکھائی - چھپائی
 اور کاغذ بھی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ رسالہ پر قیمت مرقوم نہیں غالباً مرہاسر ہوگی۔ ہایوں مرزا صاحب
 آفندی - ہوم آفس کیاؤنڈ حیدر آباد دکن سے طلب کیجئے (۶) شہل اوکس بلاؤ - ہمارے قلم
 میں فاضل جلیل مولانا سید علی نقی صاحب امجدہ کا وجود بھی قابلِ نادرستق شکر ہے کہ آپ نہایت
 مفید اور ضروری علمی و دینی خدمتیں انجام دیتے رہتے ہیں۔ امامیہ لکھنؤ سے آپ کے جس قدر
 شائع ہوئے سب بہت کارآمد اور نفع بخش ہیں۔ حال میں آپ نے شہداء کر بلا کے حالات میں
 ایک کتاب دو حصوں میں لکھی ہے۔ اس سے قبل دفتر اصلاح نے چاہا تھا کہ فاضل جلیل تاشیخ محمد
 کی کتاب ابصار العین فی انصار اکسین کا اردو ترجمہ شائع کرے اور اس کا ترجمہ تقریباً مکمل ہو چکا
 تھا لیکن اسکی اشاعت سے قبل شہداء کر بلا شائع ہو گیا اس دفتر اصلاح کی وہ کتاب روک دی گئی
 کیونکہ شہداء کر بلا بھی زیادہ تر ابصار العین ہی کا ترجمہ ہے۔ صرف بعض مقامات پر کچھ تغیر کر دیا
 گیا ہے۔ اسکے ابھی دو حصے شائع ہوئے ہیں۔ حصہ اولے کی قیمت ۳۰ روپے مگر حصہ دوم کی قیمت ۲۰ روپے
 نہیں۔ ابھی خاندان بنی ہاشم کے شہداء کے حالات شائع نہیں ہوئے۔ کتاب بہت قابل قدر
 ہے اور امامیہ لکھنؤ مستحق ہزار مدح و تحسین ہے کہ ایسے علمی جواہر شائع کرتا رہتا ہے۔

(۳) حسنین کا پیغام عالم انسانیت کے نامہ۔ یہ بھی فاضل موصوف ہی کا رسالہ ہے جس میں
 حضرت سید الشہداء کی شہادت اور اسکی غرض و غایت کو جدید عنان سے لکھا ہے۔ قیمت صرف ۱۰ روپے
 (۴) اتحاد۔ یہ آٹھ صفحہ کا رسالہ بھی مروج ہی کا ہے۔ جہاں جہاں جلوس و اجتماع کے متعلق غلط
 فہمیاں پائی جاتی ہیں اور اس کو سبب فراق قرار دیا جاتا ہے وہاں اس رسالہ کو بکثرت تقسیم کرنے کی ضرورت
 ہے۔ قیمت صرف ۱۰ روپے رسالے امامیہ لکھنؤ سے طلب کیجئے (۶) ینیل اور اماہ حسنین
 فاضل عزیز مولوی سید محمد رفی صاحب لکھنؤ جناب کمال اللہ مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ
 دام برکاتہم کا یہ جدید رسالہ ہے جس میں اپنے دونوں شخصیتوں کی حالت واضح کی ہے اور بتایا ہے کہ
 مخالفین لاکھ کوشش کریں مگر نیز کے معائب چھپ نہیں سکتے اور حضرت سید الشہداء کی عظمت شہادۃ
 خفیف نہیں ہو سکتی۔ مولوی سید نجم الحسن صاحب لا فاضل نامہ شیعہ میں کراری آباد طلب کیجئے قیمت مرقوم نہیں

کہ کس شخص کے بیان کی کیا حالت ہے۔ کس نے افراط سے کام لیا ہے۔ کس نے تفریط سے اور کس نے اعتدال سے۔ کس نے واقعہ پر رنگ چڑھایا ہے اور کس نے اس کو اس کے اصلی لباس میں پیش کر دیا ہے۔ کس کا کلام قابل رد۔ کس کا مستحق انکار اور کس کا لائق تسلیم ہے۔

بس اسی طرح دوسری سوانح عمریوں کے ساتھ اس جدید سوانح عمری کے دیکھنے والے بھی آسانی سے فیصلہ کر لیں گے کہ اس کی کیا حالت ہے اور کس نگاہ سے لکھی گئی ہے۔ یہ طے شدہ امر ہے کہ اس جدید سوانح عمری کے مانعہ بھی صرف حضرات اہلسنت کی کتب حدیث و تفسیر و رجال و تاریخ و فقہ و جغرافیہ وغیرہ ہی ہیں کہ انہیں کتابوں سے سوانح عمری بھی مرتب کی جائیگی۔ اور کسی شیعہ کی کتاب سے کوئی مضمون اس میں درج نہیں کیا جائیگا۔ پس اگر بالفرض اس میں حضرت ممدوح کے عیوب و مطاعن اور ممدوح کا انبار لگا دیا جائے جب بھی اس کا کوئی حرف غلط نہیں ہو سکتا نہ کسی طرح وہ شبہ کی نظر سے دیکھا جاسکتا ہے۔ نہ اس کی کسی روایت کو کوئی شخص موضوع کر سکتا ہے۔ نہ کسی بیان پر اتہام و افتراء کا شک کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ حضرات اہلسنت کی کتابوں میں خلفاء ثلاثہ کے فضائل و مناقب میں تو غلط اور موضوع روایتیں ہزاروں مل سکتی ہیں لیکن ان کی رد و قدح طعن و ذم اور مخالفت و عیب جوئی میں نہیں مل سکتیں کیونکہ ایسی ایک روایت بھی غلط درج ہو ہی نہیں سکتی تھی پس ان حضرات کے متعلق حدیث یا مضمون کسی کتاب میں ملے اور اس سے ان کی بجز یا ذمت ثابت ہو اس کے بارے میں یقین کرنا ہو گا کہ بے شک صحیح اور وہم و شک سے بالاتر ہے۔

یہ بہت بڑا اور نہایت اہم دعوے ہیں اس سبب سے شدید ضرورت ہے کہ اس کی وجہ ذرہ تفصیل سے لکھی جائے۔ ناظرین کتاب گہرا غور نہیں بلکہ صبر سے کام لیں کیونکہ اس بیان کا بہت گہرا تعلق اس جدید سوانح عمری سے ہے اور جب تک یہ مضمون اچھی طرح واضح و مبرہن نہ ہو جائیگا اس وقت تک اس سوانح عمری کا کوئی وزن قائم نہیں ہو سکتا۔ گویا یہ بیان بھی اس کتاب کی بڑی بنیاد ہے جس پر ممکن ہے خدا کے کریم اپنے فضل و کرم سے کوئی شاندار عمارت قائم کر دے اس دعوے کی حقیقت اس پر موقوف ہے کہ اسلامی

کتبوں کی تدوین و ترتیب کی حالت واضح کی جائے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ کیا کتب اہلسنت میں خلفاء ثلاثہ کے خلاف کوئی حال درج بھی ہو سکتا تھا یا نہیں۔ ان کی خدمت یا عیب کا کسی کتاب میں مرقوم ہونا ممکن بھی تھا یا نہیں۔ کوئی شخص ان کے مطاعن کو پیشیت مطاعن اپنی کتاب میں لکھنے پر قادر بھی تھا یا نہیں۔ اگر حالات ایسے نہ ہوں جن سے واضح ہو جائے کہ ان حضرات کے فضائل و مناقب اور مدح و ثنا کے درج کرنے میں ہر شخص کا قلم نہایت آزاد اور اس کا ہاتھ بالکل مطلق العنان تھا لیکن انکی تنقیص و توہین کی روایات یا عیب ذم کے مضامین پر حکومت کے زبردست پتھر پڑے ہوئے تھے اور جو شخص اس کا ارادہ بھی کرتا اس کو اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑتا تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ موضوع اور غلط روایات کا تعلق صرف خلفاء ثلاثہ کی مدح و ثنا اور فضائل و مناقب سے ہو سکتا ہے مگر انکی خدمت و اہانت سے ممکن ہی نہیں ہے۔

بہتر ہے کہ پہلے اسلامی کتابوں کی ترتیب و تدوین کی حقیقت واضح کی جائے تاکہ یہ بحث صاف ہو سکے۔

شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نے اپنی مختلف کتابوں میں اس پر بھی قلم فرمائی کہ بعض اختصار مدوح ہی کی چند عبارتوں کا نقل کر دینا کافی ہو گا۔ لکھتے ہیں۔

عرب میں تاریخ کی ابتدا اسلام کے عہد میں زبانی روایتوں کا ذخیرہ ابتداء ہی میں پیدا ہو گیا تھا لیکن یہ نہ تو تصنیف و تالیف کا سلسلہ تھا نہ ایک مدت کے بعد قائم ہوا اس لئے کوئی خاص کتاب اس فن میں نہیں لکھی گئی۔ لیکن جب تالیفات کا سلسلہ شروع ہوا تو سب سے پہلی کتاب جو لکھی گئی تاریخ کے فن میں تھی۔ امیر معاویہ المتوفی مسند ہجری کے زمانہ میں جمید بن شریہ ایک شخص تھا جس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا اور اس کو عرب و عجم کے اکثر سر کے یاد تھے۔ امیر معاویہ نے اس کو سفار سے بلایا اور کتاب اور حجر متعین کئے کہ جو کچھ وہ بیان کرتا جائے قلم بند کرتے جائیں۔ علاوہ ابن الندیم نے کتاب الفہرست میں اسکی متعدد تالیفات کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک کتاب کا نام کتاب الملوک و اخبار الما ضیین لکھا ہے۔ غالباً یہ وہی کتاب ہے جس کا مسودہ امیر معاویہ کے حکم سے لیا ہوا تھا۔ جمید کے بعد حوالتہ بن اھکم المتوفی مسند ہجری

کا نام ذکر کے قابل ہے جو اخبار و انساب کا بڑا ماہر تھا۔ اس نے عام تاریخ کے علاوہ خاص بنو امیہ اور امیر معاویہ کے حالات میں ایک کتاب لکھی۔ سلسلہ ہجری میں ہشام بن عبد الملک کے حکم سے عجم کی نہایت مفصل تاریخ کا ترجمہ پہلوی سے عربی میں کیا گیا۔ اور یہ پہلی کتاب تھی جو غیر زبان سے عربی میں ترجمہ کی گئی۔

سلسلہ ہجری میں جب تفسیر - حدیث - فقہ وغیرہ کی تدوین شروع ہوئی تو اور علوم کے ساتھ تاریخ درجہ اول میں بھی مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ چنانچہ محمد بن اسحاق التوفیہ سلسلہ ہجری نے منصور عباسی کے لئے خاص سیرت ہوئی پر ایک کتاب لکھی جو آج بھی موجود ہے۔ ہمارے مورخین کا دعویٰ ہے کہ فن تاریخ کی یہ پہلی کتاب ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے پہلے موسیٰ بن عقبہ التوفیہ سلسلہ ہجری نے آن حضرت کے معاذی قلم بند کئے تھے۔ جو سب سے نہایت ثقہ اور محتاط شخص تھے اور صحابہ کا زمانہ پایا تھا۔ اس کی یہ کتاب محدثین کے دائرے میں بھی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

اس کے بعد فن تاریخ نے نہایت ترقی کی اور بڑے بڑے نامور مورخ پیدا ہوئے جن میں ابو خنف کلبی - واقدی زیادہ مشہور ہیں۔ ان لوگوں نے نہایت عمدہ اور جدید عنوانوں پر کتابیں لکھیں۔ مثلاً کلبی نے افواج اسلام، قریش کے بیٹے - قبائل عرب کے مناظرات - جاہلیت اور اسلام کے احکام کا تواریخ ان مضامین پر مستقل رسالے لکھے رفتہ رفتہ اس سلسلے کو نہایت وسعت ہوئی یہاں تک کہ چوتھی صدی تک ایک فترت بے باپاں طیار ہو گیا اور بڑی غریبی کی بات یہ تھی کہ ہر صاحب قلم کا موضوع اور عنوان چلا تھا۔ آس دور میں بے شمار مورخ گزرے۔ ان میں جن لوگوں نے بالتحصیل حضرت اور صحابہ کے حالات میں کتابیں لکھیں ان کی مختصری فہرست یہ ہے:-

| نام مصنف | تصنیف | کیفیت |
|-------------------|----------------------------------------------------|-------|
| یحییٰ مدنی | عزرات نبی | |
| نصر بن مزاحم کوئی | کتاب النبل یعنی حضرت علی اور عائشہ کی بڑائی کا حال | |

| نام مصنف | تصنیف | کیفیت |
|--------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------|
| سیف بن عزالاسدی | کتاب الفتح الکبیر | نہایت مشہور و درخ ہے |
| محمّد بن راشد کوفی | کتاب المنازی | امام بخاری کے استاد الاستاد تھے |
| عبد اللہ بن سعد زہری | فتوح مالک بن الولید | |
| المتوفی ۲۸۵ھ ہجری | | |
| ابو الجحزی و ہب بن وہب | کتاب سفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب فضائل الانصار | ۲۸۵ھ ہجری میں انتقال کیا |
| ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ المدائنی المتوفی ۳۲۷ھ ہجری | | اس نے آنحضرت اور خلفاء کے حالات میں کثرت سے کتابیں لکھیں اور نئے نئے عنوان اختیار کئے |
| احمد بن حارث خزاز | کتاب المنازی - ۱۳۵ھ اختلاف روکتا ہے | مدائنی کا شاگرد تھا |
| بلال بن حسن بن عبدہ | منائب قریش | نہایت ثقہ اور معتد موخ تھا |
| عمربن شہید المتوفی ۲۶۲ھ ہجری | کتاب امراء الکوفہ کتاب امراء البصرہ | مشہور مورخ ہے |

اگرچہ یہ تصنیفات آج ناپید ہیں لیکن اور کتابیں جو اسی زمانے میں یا اس کے بعد قریب زمانے میں لکھی گئیں۔ ان میں ان تصنیفات کا بہت کچھ سراہا یہ موجود ہے۔ چنانچہ ہم ان کے نام ان کے مصنفین کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

عبد اللہ بن مسلم بن قیس المتوفی ۲۸۵ھ ہجری و المتوفی ۲۸۵ھ ہجری۔ یہ نہایت نامور و درست مصنف ہے۔ محدثین بھی اس کے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہیں۔ تاریخ میں اسکی مشہورت کتاب معارف ہے جو معروفہ میں چھ پرکشائے ہو چکی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ نہایت مختصر ہے لیکن اس میں ایسے مفید معلومات ہیں جو بڑی بڑی کتابوں میں نہیں ملتیں۔

احمد بن داؤد ابو حلیفہ دیلمی المتوفی ۲۸۵ھ ہجری۔ یہ بھی مشہور مصنف ہے تاریخ میں اسکی کتاب کا نام الاخبار الطوال ہے۔ اس میں حلیفہ متقیم باللہ تک کے حالات ہیں خلفاء راشدین کی فتوحات میں سے عجم کی فتح کو تفصیل سے لکھا ہے۔ یہ کتاب یورپ میں بمقام لیدن

حشہاء میں چھپی ہے۔

محمد بن سعد کا تب الواقدی۔ المتوفی سنہ ۲۳۰ ہجری۔ نہایت ثقہ اور مستند مورخ ہے۔ اگرچہ اس کا استاد واقدی ضعیف الروایۃ ہے لیکن خود اس کے ثقہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ اُس نے ایک کتاب آنحضرت اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے حالات میں نہایت بسط و تفصیل سے دس بارہ جلدوں میں لکھی ہے اور تمام واقعات کو محدثانہ طور پر بہ بسند لکھا ہے۔ یہ کتاب طبقات بن سعد کے نام سے مشہور ہے۔ میں نے اس کا فلمی نسخہ دیکھا ہے۔ اب جرمن میں بڑے اہتمام سے چھپ رہی ہے۔ **احمد بن ابی یعقوب بن واضح** کا تب عباسی۔ یہ تیسری صدی کا مورخ ہے مجھ کو اس کے حالات رجال کی کتابوں میں نہیں ملے۔ لیکن اس کی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف ہے۔ چونکہ اس کو دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اس لئے تاریخ کا اچھا سرا یہ بہم پہنچا سکا ہے۔ اس کی کتاب جو تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے یورپ میں بمقام لیدن ششہاء میں چھاپی گئی ہے۔

احمد بن یحییٰ البلدازی۔ المتوفی سنہ ۲۵۰ ہجری ابن سعد کا شاگرد اور المتوکل باللہ عباسی کا درباری تھا۔ اس کی وسعت نظر اور صحت روایت محدثین کے گردہ میں بھی مسلم ہے۔ تاریخ و رجال میں اس کی دو کتابیں مشہور ہیں۔ فتوح البلدان۔ انساب اشراف پہلی کتاب کا یہ طرز ہے کہ بلاد اسلامیہ میں سے ہر ہر صوبہ یا ضلع کے نام سے الگ الگ عنوان قائم کئے ہیں اور ان کے متعلق ابتدا سے آخر تک کے حالات لکھے ہیں۔ دوسری کتاب تذکرے کے طور پر ہے جس میں حضرت عمر کے حالات بھی ہیں۔ فتوح البلدان یورپ میں نہایت اہتمام کے ساتھ چھپی ہے اور انساب الاشراف کا فلمی نسخہ قسطنطنیہ میں میری نظر سے گزرا ہے۔

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری۔ المتوفی سنہ ۳۲۰ ہجری۔ یہ حدیث و فقہ میں بھی امام مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ ائمہ اربعہ کے ساتھ لوگوں نے ان کو مجتہدین کے زمرہ میں شمار کیا ہے۔ تاریخ میں انھوں نے ایک نہایت مفصل اور بسط کتاب لکھی جو ۱۴ ضخیم جلدوں میں ہے اور یورپ میں بمقام لیدن نہایت صحت اور اہتمام کے ساتھ چھپی ہے۔

ابو الحسن علی بن حسین مسعودی المتوفی ۳۵۶ ہجری۔ فن تاریخ کا امام ہے۔ اسلام میں آج تک اس کے برابر کوئی وسیع النظر مؤرخ پیدا نہیں ہوا۔ وہ دنیا کی اور قوموں کی تاریخ کا بھی بہت بڑا ماہر تھا۔ اسکی تمام تاریخی کتابیں ملتیں تو کسی اور تصنیف کی کچھ جگہ ہوتی لیکن افسوس ہے کہ قوم کی بد مذاقی سے اس کی اکثر تصنیفات ناپید ہو گئیں۔ یورپ نے بڑی تلاش سے دو کتابیں ہیا لیں۔ ایک مروج الذہب اور دوسری کتاب الاشرف والتنبیہ۔ مروج الذہب مصر میں بھی چھپ گئی ہے۔

یہ تصنیفات جس زمانہ کی ہیں وہ قدام کا دور کہلاتا ہے۔ پانچویں صدی کے آغاز سے متاخرین کا دور شروع ہوتا ہے جو فن تاریخ کے تنزل کا پہلا قدم ہے۔ متاخرین میں اگرچہ بے شمار مورخ گزرے جن میں سے ابن الاثیر۔ سمعانی۔ ذہبی۔ ابو الفداء۔ نویری۔ سیوطی وغیرہ نے نہایت شہرت حاصل کی۔ لیکن افسوس ہے کہ ان لوگوں نے تاریخ کے ساتھ من حیث الفن کوئی احسان نہیں کیا... متاخرین نے یہ طرز امتیاز کیا کہ کوئی قدیم تصنیف سامنے رکھ لی اور بغیر اسکے کہ اُس پر کچھ اضافہ کر سکیں تیرے اور اختصار کے ساتھ اس کا قالب بدل دیا۔ تاریخ ابن الاثیر کو علامہ ابن خلدون نے من خیاری التواریخ کہا ہے۔ اور درحقیقت اس کی قبولیت عام نے قدیم تصنیفیں ناپید کر دیں لیکن جہاں تک زمانہ کا اشتراک ہے ایک بات بھی اُس میں طبری سے زائد نہیں مل سکتی۔ ابن الاثیر کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے انہوں نے اپنی تصنیف کا مدار صرف ابن الاثیر پر جم رکھا وہ علم جتنا... لیکن اس عام نکتہ چینی میں ابن خلدون کا نام شامل نہیں ہے... اسی طرح اُس کا شاگرد علامہ مقریزی بھی نکتہ چینی کی بجائے مروج و ستائش کا سختی ہے۔ بہر حال الفاروق کی تالیف کے لئے جو سرمایہ کام آسکتا تھا وہ یہی قدام کی تصنیفات تھیں (الفاروق ص ۷)

موسوی صاحب نے دوسری کتاب میں اس مضمون کو کچھ تفسیر کے ساتھ لکھا ہے۔ اسکے نقل کرنے میں طول ہو گا مگر اس کا ترک کرنا بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ امید ہے اس سے بھی انشاء اللہ آئندہ بہت کام نکلے۔ لکھتے ہیں:-

تصنیف و تالیف کی ابتداء سلطنت کی وجہ ہوئی صحابہ اور خلفاء راشدین کے

زمانہ میں اگرچہ فقہ و حدیث کی نہایت کثرت سے اشاعت ہوئی۔ بہت سے دوس کے حلقے قائم ہوئے۔ لیکن جو کچھ تھا زیادہ تر زبانی تھا۔ لیکن بنو امیہ نے علماء سے تصنیفیں لکھوائیں۔ قاضی عبدالبر نے جامع بیان العلم میں امام زہری کا قول نقل کیا ہے۔ کنا نکرہ کتاب العلم حتیٰ انہ ہنا | ہم لوگ علم کا قلم بند کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ علیہ ہولاء اکھراۃ (طبوعہ مصر ص ۳۶) یہاں تک کہ امراء نے ہم کو مجبور کیا۔

سب سے پہلے امیر موثقہ نے عبید بن شریہ کو یمن سے بلا کر قدامت کی تاریخ مرتب کرائی جس کا نام اخبار الراسخین ہے (فہرست ابن الندیم ص ۲۲۲)۔ امیر موثقہ کے بعد عبدالملک بن مروان نے جو مشہور بحری میں تحت نشین ہوا ہر فن میں علماء سے تصنیفیں لکھوائیں۔ سعید بن جبیر جو اعلم العلماء تھے ان کو حکم بھیجا کہ قرآن مجید کی تفسیر لکھیں۔ چنانچہ امام موصوف نے تفسیر لکھ کر بھیجی جو کتب خانہ شاہی میں رکھی گئی عطاء بن دینار کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے انہی کی تفسیر ہے۔ عطاء کو خزانہ شاہی سے نسخہ ہات آگیا تھا۔ اور انھوں نے اپنے نام سے مشہور کر دیا (میزان الاعتدال ترجمہ عطاء بن دینار)۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ آیا تو انھوں نے تصنیف و تالیف کو زیادہ ترقی دی۔ تمام ممالک میں حکم بھیج دیا کہ احادیث نبوی مدون اور قلم بند کی جائیں۔ سعد بن ابراہیم جو بہت بڑے محدث اور مدینہ منورہ کے قاضی تھے ان سے دفتر کے دفتر حدیثوں کے قلم بند کرائے اور تمام ممالک مقبوضہ میں بھیجے۔ علامہ ابن عبدالبر جامع بیان العلم میں لکھتے ہیں۔

| | |
|------------------------------------|---------------------------------------------|
| عن سعد بن ابراہیم قال امرنا | سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز |
| عمر بن عبدالعزیز جمع السنن فکتبنا | ہم کو احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے |
| دفتر ادفترا فبعث الی کل امرض | دفتر کے دفتر لکھے۔ عمر نے جہاں جہاں انکی |
| علیہا سلطان دفنوا (طبوعہ مصر ص ۳۷) | تھی ایک ایک دفتر بھیج دیا۔ |

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری جو اُس زمانہ کے بہت بڑے محدث اور امام زہری کے استاد اور مدینہ کے قاضی تھے۔ ان کو بھی خاص طور پر احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا گیا (طبقات ابن سعد جز ثانی قسم ثانی ص ۱۳۱)۔ حدیث میں حضرت عائشہ کی روایات کی ایک خاص حیثیت ہے۔ یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہات مسائل

اس لئے عمر بن عبد العزیز نے ان کی روایتوں کے ساتھ زیادہ اعتناء کیا۔ عمر بنت عبد العزیز ایک خاتون تھیں۔ اُن کو حضرت عائشہ نے خاص اپنی آغوشِ تربیت میں پالا تھا۔ وہ بہت بڑی محدثہ اور عالمہ تھیں۔ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت عائشہ کی مرویات کا اُن سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھا۔ عمر بن عبد العزیز نے ابو بکر بن محمد کو خط لکھا کہ عمرہ کے مسائل اور روایات قلم بند کر کے بھیج دیں (تہذیب التہذیب ترجمہ ابو بکر بن محمد و عمرہ بن عبد الرحمن و طبقات ابن سعد جز دوم حصہ دوم ص ۱۳۴)

مغازی پر خاص توجہ اب تک مغازی و سیر کے ساتھ اعتناء نہیں کیا گیا تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس فن کی طرف خاص توجہ کی اور حکم دیا کہ غزوات نبوی کا خاص حلقہ درس قائم کیا جائے، عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری المتوفی سنہ ۱۱۰ ہجری اس فن میں خاص کمال رکھتے تھے۔ اُن کو حکم دیا کہ جامع مسجد دمشق میں بیٹھ کر لوگوں کو مغازی اور مناقب کا درس دیں (تہذیب التہذیب ترجمہ عاصم بن عمر بن قتادہ)۔ اسی زمانہ میں امام زہری نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی اور جیسا کہ امام بیہقی نے ردوض الافان میں تصریح کی ہے یہ اس فن کی پہلی تصنیف تھی۔ امام زہری اس زمانہ کے اعلم العلماء تھے۔ فقہ اور حدیث میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں۔ انھوں نے حدیث و روایت کے حاصل کرنے میں یہ محنتیں اُٹھائیں کہ مدینہ منورہ میں ایک ایک انصاری کے گھر پر جاتے جو ان، بڑھے، عورت، مرد و جو مل جاتا یہاں تک کہ پردہ نشین عورتوں سے جا کر آنحضرت کے اقوال اور حالات پوچھتے اور قلم بند کرتے (تہذیب التہذیب، ترجمہ امام زہری محمد بن مسلم) وہ نسبتاً قریشی تھے۔ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بہت سے صحابہ کو دیکھا تھا، سنہ ہجری میں عبد الملک بن مروان کے دربار میں گئے اُس نے بہت قدر و منزلت کی، کتاب المغازی غالباً حضرت عمر بن عبد العزیز کی ہدایت کے موافق لکھی۔ یہ بات خاص طور پر بحفاظ کے قابل ہے کہ امام موصوف سلاطین کے دربار سے تعلق رکھتے تھے اور مقربین خاص میں داخل تھے۔ ہشام بن عبد الملک نے اپنے بچوں کی تعلیم ان کے سپرد کی تھی، سنہ ۱۸۰ ہجری میں وفات پائی۔ امام زہری کی وجہ سے مغازی و سیر کا عام مذاق پیدا ہو گیا۔ ان کے حلقہ درس سے اکثر ایسے لوگ نکلے جو خاص اس فن میں کمال رکھتے تھے۔ ان میں سے یعقوب بن ابراہیم، محمد بن

صاحب ثمار، عبدالرحمن بن عبدالعزیز بن مغازی میں خاص شہرت رکھتے تھے چنانچہ تہذیب التہذیب وغیرہ میں ان لوگوں کا امتیازی وصف صاحب المغازی لکھا جاتا ہے۔ زہری کے تلامذہ میں سے دو شخصوں نے اس فن میں نہایت شہرت حاصل کی، اور یہی دو شخص ہیں جن پر اس فن کا سلسلہ ختم ہوتا ہے، موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق موسیٰ بن عقبہ خاندان زہری کے غلام تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا تھا، فن حدیث میں امام مالک ان کے نہایت مداح تھے اور لوگوں کو ترغیب دیتے تھے کہ فن منازحہ سیکھنا ہو تو موسیٰ سے سیکھو۔ ان کے مغازی کی جو خصوصیات ہیں، یہ ہیں (۱) مصنفین، اب تک روایات میں صحت کا التزام نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے زیادہ تر اس کا التزام کیا (۲) عام مصنفین کا یہ مذاق تھا کہ کثرت سے واقعات نقل کئے جائیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ہر قسم کی رطب ویابس روایتیں آجاتی تھیں، موسیٰ نے احتیاط کی اور صرف وہی لیں جو ان کے نزدیک صحیح ثابت ہوئیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کتاب بہ نسبت اور کتب مغازی کے مختصر ہے (۳) چونکہ روایت حدیث کے لئے کسی عمر کی قید نہ تھی اس لئے اکثر لوگ بچپن اور آغاز شباب ہی سے حلقہ درس میں شامل ہو جاتے تھے، اور حدیثیں سن کر لوگوں سے روایت کرتے تھے۔ لیکن چونکہ اس عمر تک واقعات کا صحیح طور سے سمجھنا اور محفوظ رکھنا ممکن نہ تھا اس لئے اکثر روایتوں میں تغیر اور اختلاط ہو جاتا تھا۔ موسیٰ نے غلاف اور لوگوں کے کبر سن میں اس فن کو سیکھا تھا اس لئے ہجری میں وفات پائی (تہذیب التہذیب ترجمہ موسیٰ بن عقبہ)۔ موسیٰ کی کتاب آج موجود نہیں لیکن ایک مدت تک شائع و ذائع رہی اور سیرت کی تمام قدیم کتابوں میں کثرت سے اس کے حوالے آتے ہیں۔

محمد بن اسحاق نے فن مغازی میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی وہ امام فن مغازی کے نام سے مشہور ہیں۔ شہرت عام میں اگرچہ واقدی ان سے کم نہیں لیکن واقدی کی تنویری سلسلہ عام ہے اور اس لئے ان کی شہرت بدنامی کی شہرت ہے۔ محمد بن اسحاق تابعی ہیں۔ متعدد صحابہ کو دیکھا تھا، علم حدیث میں کمال تھا، امام زہری کے دروازے پر دربان مقرر تھا کہ کوئی شخص بغیر اطلاع کے نہ آئے لیکن محمد بن اسحاق کو عام اجازت تھی کہ جب چاہیں چلے آئیں۔ ان کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کی نسبت محدثین میں اختلاف ہے۔ امام مالک ان کے

سخت مخالفت ہیں لیکن محدثین کا عام فیصلہ یہ ہے کہ مغازی اور سیر میں ان کی روایتیں متاد کے قابل ہیں۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان کی روایت نہیں لی، لیکن جزء القراءین ان سے روایت کی ہے اور تاریخ میں تو اکثر واقعات انھیں سے لیتے ہیں۔ فن مغازی کو انھوں نے اس قدر ترقی دی اور اس قدر دمج و تحسیب بنادیا کہ خلفاء عباسیہ جو زیادہ تر اور قسم کی تصنیفات کا مذاق رکھتے تھے ان میں مغازی کا مذاق پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ابن عدی نے ان کے اس احسان کا خاص طرح پر ذکر کیا ہے۔ ابن عدی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس فن میں کوئی تصنیف ان کی تصنیف کے رتبہ کو نہیں پہونچتی (تہذیب التہذیب) ابن حبان نے کتاب الثقات میں اسے کہ محدثین کو محمد بن اسحاق کی کتاب پر اعتراض تھا تو یہ تھا کہ خبر وغیرہ کے واقعات وہ ان یہودیوں سے دریافت کر کے داخل کتاب کرتے تھے جو مسلمان ہو گئے تھے اور چونکہ یہ واقعات انھوں نے یہودیوں سے سنے ہوں گے اس لئے ان پر بدوراء اعتماد نہیں ہو سکتا۔ علامہ ذہبی کی تصریح سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن اسحاق یہودی نصاریٰ سے روایت کرتے تھے اور ان کو ثقہ سمجھتے تھے۔

اصلہ بھری میں وفات پائی۔

محمد بن اسحاق کی کتاب المغازی کا ترجمہ شیخ سعدی کے زمانہ میں ابو بکر سعد زنگی کے حکم سے فارسی میں ہوا۔ اس کا فلمی نسخہ الہ آباد میں ہماری نظر سے گزرا ہے۔ محمد بن اسحاق کی کتاب کثرت سے پھیلی۔ اور بڑے بڑے مشہور محدثوں نے اس کے نسخے مرتب کئے۔ اسی کتاب کو ابن ہشام نے زیادہ فتح اور اضافہ کر کے مرتب کیا جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔ چونکہ اصل کتاب آج کم ملتی ہے اس لئے آج اس کی جو یادگار موجود ہے وہ یہی ابن ہشام کی کتاب ہے۔ ابن ہشام کا نام عبد الملک ہے۔ وہ نہایت ثقہ اور زاہد محدث اور مورخ تھے۔ حمیر کے قبیلہ سے تھے اور غالباً اسی قلعے سے سلاطین حمیر کی تاریخ لکھی جو آج بھی موجود ہے۔ انھوں نے سیرت میں یہ اضافہ کیا کہ سیرت میں جو مشکل الفاظ آتے ہیں ان کی تفسیر بھی لکھی۔ ۳۲۔ بھری میں وفات پائی۔ سیرت ابن اسحاق کی مقبولیت کی بنا پر لوگوں نے اس کو نظم کیا چنانچہ ابو نصر فتح بن موسیٰ خضراوی المتوفی ۳۳۳ھ بھری و عبد العزیز بن احمد المعروف بے سودیری المتوفی فی حدود ۳۵۰ھ بھری والو اسحاق انصاری تلمذانی و فتح الدین محمد

بن ابراہیم معروف بہ ابن الشہید المتوفی ۹۳ھ ہجری نے منظوم کیا۔ اخیر کتاب میں قریباً دس ہزار شعر ہیں اور اس کا نام فتح الغریب فی سیرۃ الحبیب ہے۔

واقدی خود قابل ذکر نہیں لیکن اُن کے تلامذہ خاص میں سے ابن سعد نے آنحضرتؐ اور صحابہ کے حالات میں ایسی جامع اور مفصل کتاب لکھی کہ آج تک اُس کا جواب نہ ہو سکا۔ ابن شہر آشوب محدث ہیں۔ محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ گرواں کے استاد واقدی قابل اعتبار نہیں لیکن وہ خود قابل سند ہیں۔ خطیب بغدادی نے ان کی نسبت یہ الفاظ لکھے ہیں کان من اهل العلم والفضل والفهم والعدالة۔ صنف کتابا کبیرا فی طبقات الصحابة والائمة الی وقتہ۔ فاجاد فیہ واحسن (تہذیب التہذیب ترجمہ محمد بن سعد) یہ خاندان ہاشم سے تھے بصرہ میں پیدا ہوئے لیکن بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ بلاذری جو مشہور مورخ ہیں انھیں کے شاگرد ہیں۔ سنہ ۲۱۰ ہجری میں ۶۲ برس کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی کتاب کا نام طبقات ہے۔ ۱۲ جلدوں میں ہے۔ دو جلدیں خاص آنحضرتؐ کے حالات میں ہیں اور یہ حصہ دراصل سیرت نبوی ہے۔ باقی جلدیں صحابہ کے حالات میں ہیں اور چونکہ صحابہ کے حالات میں بڑے آنحضرتؐ کا ذکر آتا ہے اس لئے ان حصوں میں بھی سیرت کا بڑا سرمایہ موجود ہے۔ یہ کتاب قریباً ناپید ہو چکی تھی یعنی دنیا کے کسی کتب خانہ میں اس کا پورا نسخہ موجود نہ تھا۔ شہنشاہ جرمن کو اس کی طبع و اشاعت کا خیال ہوا چنانچہ لاکھ روپے کی قیمت سے دیئے اور پروفیسر ساخو کو اس کام پر مامور کیا کہ ہر جگہ سے اُس کے اجزاء اکٹھا کر کے لائیں۔ پروفیسر موصوف نے قسطنطنیہ مصر اور یورپ جا کر باجبا سے تمام جلدیں بہم پہنچائیں۔ یورپ کے بارہ پروفیسروں نے الگ الگ جلدوں کی تصحیح اپنے ذمہ لی۔ چنانچہ نہایت اہتمام اور محنت کے ساتھ یہ نسخہ لید (بالینڈ) میں چھپ کر شائع ہوا۔ اس کتاب کا بڑا حصہ واقدی سے ماخوذ ہے لیکن چونکہ تمام روایتیں بہ سند مذکور ہیں اس لئے واقدی کی روایتیں بہ آسانی الگ کر لی جاسکتی ہیں۔

سیرت کے سلسلہ سے الگ تاریخی تصنیفات ہیں۔ ان میں سے جو محدثانہ طریقہ پر لکھی گئی ہیں یعنی جن میں روایتیں بہ سند مذکور ہیں اُن میں آنحضرتؐ کے حالات اور واقعات کا جو حصہ ہے وہ بھی دراصل سیرت نبوی ہے۔ ان میں سب سے مقدم اور قابل استناد امام بخاری کی دونوں تاریخیں ہیں لیکن دونوں نہایت مختصر ہیں۔ تاریخ مصغیر چھپ گئی ہے اس میں سیرت

نبوی کا حصہ کتاب کا دسواں حصہ بھی نہیں یعنی صرف ۱۵ حصے ہیں اور ان میں بھی کوئی ترتیب نہیں کبیر البستر بڑی ہے۔ میں نے اس کا نسخہ جامع ایاصوفیہ میں دیکھا تھا لیکن نسخہ نبوی اس میں بہت کم ہیں اور جستہ جستہ واقعات بلا ترتیب مذکور ہیں۔ تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے۔ طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین ان کے فضل و کمال تشدد اور وسعت علم کے معترف ہیں۔ ان کی تفصیل حسن تفسیر خیال کی جاتی ہے۔ محدث ابن خزیمہ کا قول ہے کہ دنیا میں کسی کو ان سے بڑھ کر عالم نہیں جانتا۔ سنہ ہجری میں وفات پائی۔ بعض محدثین (سیلابی) نے ان کی نسبت لکھا ہے کہ ریشیوں کے لئے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے لیکن علامہ ذہبی نے یزید الاعتدال میں لکھا ہے۔

هذا راجع بالظن الكاذب بل ابن جریر | یہ جھوٹی ہگنی ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ابن جریر من کبار ائمة الاسلام المعتمدین۔ | اسلام کے معتد اماموں میں سے ایک بڑے امام ہیں۔ علامہ ذہبی نے اس موقع پر لکھا ہے کہ ان میں فی الجملہ تشیع تھا لیکن مضرب نہیں۔ تمام مستند اور مفصل تاریخیں مثلاً تاریخ کمال ابن الاثیر۔ ابن خلدون۔ ابوالفدا وغیرہ انھیں کی کتاب سے ماخوذ اور اسی کتاب کے مختصرات ہیں۔ یہ کتاب بھی نامید تھی اور یورپ کی بدولت شائع ہوئی۔ بعد ازاں تصنیفات تھیں مابعد کی تصنیفات کا ہم ایک مختصر نقشہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ یہ تصنیفات قدیم تصنیفات اور احادیث کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ اس نقشہ میں ان کتابوں کا ذکر بھی ہے جو قدما کی تصنیفات کے متعلق شرح کے طور پر لکھی گئی ہیں ان کا ذکر اس درجہ سے کیا گیا ہے کہ یہ شرح فی نفسہ مستقل تصنیفات ہیں اور ان میں جو ذخیرو معلومات ہے خود اصل کتابوں میں نہیں۔

سیرت کائنات سیرت ابن اسحاق کی شرح ہے مصنف کا نام عبد الرحمن ہبیلی ہے جنھوں نے سنہ ہجری میں وفات پائی۔ یہ اکابر محدثین میں سے ہیں اور تمام محدثین مابعد سیرت نبوی کی تحقیقات اور معلومات کے متعلق ان کے خوشہ چین ہیں۔ مصنف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ میں نے یہ کتاب ۱۲ کتابوں کی مدد سے لکھی اس کا قلمی نسخہ ہمارے استعمال میں ہے۔ سیرت حافظ عبد المؤمن دمیاطی المتوفی سنہ ہجری کی تصنیف ہے۔ اکثر کتابیں

اسکے حوالے آتے ہیں۔ اس کتاب کا نام المختصر فی سیرۃ سید البشر ہے۔ قریباً صغفوں میں ہے
 پٹنہ کے کتب خانہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔

سیرت خلاطی علاء الدین علی بن محمد خلاطی منفی کی تصنیف ہے۔ سنہ ہجری میں وفات
 سیرت گارزوتی شیخ ظہیر الدین علی بن محمد گارزونی المتوفی ۶۹۴ھ ہجری کی تصنیف ہے۔
 سیرت ابن ابی طی مصنف کا نام یحییٰ بن حمیدۃ المتوفی ۶۳۰ھ ہجری ہے یہ کتاب ۳ جلدوں
 میں ہے۔ سیرت معطلاتی مشہور کتاب ہے اور مصر میں چھپ گئی ہے۔ علامہ عینی نے
 اسکے ایک حصہ کی شرح لکھی ہے جس کا نام کشف الثام ہے۔ شرف المصطفیٰ حافظ ابوسعید
 عبدالملک نیشاپوری کی تصنیف ہے۔ آٹھ جلدوں میں ہے۔ حافظ ابن بصرہ میں اکثر
 اس کا حوالہ دیتے ہیں لیکن روایتیں حافظ موصوف نے نقل کی ہیں ان میں بعض نہایت
 مہمل اور لغو روایتیں ہیں جس سے قیاس ہوتا ہے کہ مصنف نے رطب و یاسس کی کوئی تمیز نہیں
 رکھی ہے۔ شرف المصطفیٰ لہما فظ ابن الجوزی۔ اکتفاء فی معانی المصطفیٰ
 و اختلاف الثلاثہ۔ حافظ ابوالزین سلیمان بن موسیٰ الکلاعی المتوفی ۶۳۲ھ ہجری
 کی تصنیف ہے۔ اکثر کتابوں میں اس کے حوالے آتے ہیں۔

سیرت ابن عبد البر ابن عبد البر مشہور محدث اور امام ہیں اس کتاب کے حوالے اکثر
 آتے ہیں۔ عیون الاثر۔ ابن سید الناس کی تصنیف ہے۔ ابن سید الناس اندلس
 کے مشہور عالم ہیں۔ سنہ ہجری میں وفات پائی۔ یہ کتاب نہایت متین اور جامع ہے۔ معتبر
 کتابوں کو ماخذ قرار دیا ہے اور جس سے کچھ نقل کیا ہے سند بھی نقل کی ہے۔ اس کا قلمی
 نسخہ (جلد دوم) کلکتہ کے کتب خانہ میں ہے اور ہمارے پیش نظر ہے۔

نور النبوا میں سیرۃ ابن سید الناس عیون الاثر کی شرح ہے مصنف کا نام
 ابراہیم بن محمد ہے۔ یہ کتاب نہایت معتقدہ لکھی گئی ہے اور بے شمار مسلمات کا گنجینہ ہے
 دو ضخیم جلدوں میں ہے اور ندوہ کے کتب خانہ میں اس کا نہایت عمدہ نسخہ موجود ہے۔

سیرت منظوم۔ حافظ زین الدین عراقی نے جو حافظ ابن حجر کے استاد تھے نظم میں
 لکھی ہے۔ لیکن دیباچہ میں خود لکھ دیا ہے کہ اس میں رطب و یاسس سب کچھ ہے۔

مواہب لدنیہ مشہور کتاب ہے اور متاخرین کا بھی ماخذ ہے۔ اس کے مصنف

تسلطانی میں جو بخاری کے مشہور شراح ہیں۔ حافظ ابن حجر کے شاگرد تھے۔ یہ کتاب اگرچہ نہایت مفصل ہے لیکن ہزاروں موضوع اور غلط روایتیں بھی موجود ہیں۔ زرقانی علی المواہب۔ یہ مواہب لدنیہ کی شرح ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سی کے بعد کوئی کتاب اس جامعیت اور تحقیق سے نہیں لکھی گئی۔ آٹھ ضخیم جلدوں میں ہے اور مصر میں چھپ گئی ہے۔ سید حبیبی مشہور اور مستند اول ہے (سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۸)

نتائج شمس العلماء مولوی شبلی صاحب لنہائی کی مذکورہ بالا عبارتوں سے جو انھوں نے حضرات اہلسنت کی معتبر ترین کتابوں سے لکھی ہیں حسب ذیل نتائج واضح طریقہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ (۱) بنو امیہ نے لوگوں کو مجبور کر کے ان سے تصنیفیں لکھوائیں۔ ادیب سے پہلے مہوئے تاریخ کی کتاب مرتب کرائی۔ پس جو کتابیں مہویہ کے حکم اور بنو امیہ کے زور حکومت سے لکھی گئیں، ان میں مہویہ کی مدح کس درجہ ہو گئی۔ بنو امیہ کے مناقب کس قدر درج کئے گئے ہوں گئے اور خلیفہ اول و دوم رسوم کے فضائل کس حد تک بھر گئے ہوں گے۔ یہ باتیں محتاج توضیح نہیں۔ اس لئے کہ مہویہ کی خلافت موقوف تھی حضرت عثمان کی خلافت پر۔ اور ابھی خلافت موقوف تھی حضرت عمر کی خلافت پر اور وہ حضرت ابو بکر کی خلافت پر۔ پس جو کتابیں مہویہ نے لکھی، ان میں یہ ممکن بلکہ واقع ہے کہ مصنفین نے غرور یا مال و دولت کی طمع یا جامد ادھمکومت کے لالچ میں ان لوگوں کے بے حد و حساب فضائل بھر دیئے ہوں۔

لیکن یہ محال تھا کہ مصنفین ان خلفاء اسلام کے خلاف ایک لفظ بھی لکھنے پاتے۔ اگر وہ بخیر اس قسم کا ارادہ بھی کرتے تو ان کی زبان گہی سے کھینچ لی جاتی یا وہ قتل ہی کر دیئے جاتے یا اور کوئی سخت سزا کی جاتی۔ جیسا کہ خلیفہ متوکل نے ابن سکیت شاعر کے ساتھ کیا۔ مورخین نے تصریح لکھا ہے وفی سنة اربع واربعمین ومائتین قتل المتوکل ابیہ یوسف یعقوب المعرف بابن السکیت لاقہ قال لہ ایما احب الیک ابناے المعتز والمؤید ام الحسن والحسین فقال لہ ابن السکیت واللہ ان قتیرا خاد م علی خیر منک ومن ولد یک۔ فقال للمتوکل سلوا السانہ من قفاه ففعلوا ذلک فمات من ساعته۔ لکن یہ بھری میں خلیفہ متوکل نے ابو یوسف یعقوب معروب سے ابن السکیت شاعر کو قتل کر ڈالا جس کا قصہ یہ ہے کہ ایک روز متوکل نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو میرے دو بیٹے معروب اور مؤید زیادہ محبوب ہیں

یا حسن و حسین فرزند ابن علیؑ! ابن السکیت نے کہا کہ خدا کی قسم میرے نزدیک حضرت علیؑ کا دم
 قبر بھی حضور سے اور حضور کے دونوں شاہزادوں سے بہتر ہے۔ پس ان کو منگوں نے اپنے دربار
 کو حکم دیا کہ ابن السکیت کی زبان گدی سے کھینچ لو۔ چنانچہ فوراً زبان پھینچ لی گئی۔ اور وہ اسی
 وقت اس مصیبت سے ہلاک ہو گئے (تاریخ ابوالفدا جلد ۲ ص ۱۷۱)۔ یا جیسے خلیفہ منقسم ہوا
 نے مجتہد زمانہ امام احمد بن حنبل کی سزا کی کہ سوائے ہجری میں اس نے موصوف کو طلب کر کے مسئلہ
 خلق قرآن کے متعلق اُن کا امتحان لیا۔ انہوں نے منقسم کے قول کو قبول نہیں کیا اور یہ کہہ کر
 قرآن مخلوق ہے۔ اس بات پر بغیر منقسم نے اس جلیل القدر امام اہل سنت کو اتنے کوڑے
 لگوائے کہ ان کی جلد بدن کٹ گئی اور عقل ہی زائل ہو گئی (ابوالفدا جلد ۲ ص ۳۳۳) یہ خلفاء
 بنی عباس کا برتاؤ تھا جو مزاج۔ اخلاق۔ تہذیب اور شرافت میں بنو امیہ سے بہتر سمجھے جاتے ہیں۔
 پھر بنو امیہ کے زمانہ میں کس کی مجال تھی کہ ان لوگوں کی خواہش کے خلاف کوئی بات زبان سے
 نکالتا یا اس کے خلاف مرضی کوئی مصیبت یا روایت اپنی کتاب میں لکھتے اور وفات پائی کہ
 نہیں بد اپنے خاندان بھر کو ناکت میں ڈالتا۔ مولوی شبلی صاحب عہدی امیہ کے متعلق لکھتے
 ہیں کہ ”نہایت پر آشوب زمانہ تھا۔ حجاج بن یوسف خلیفہ عبدالملک کی طرف سے عراق کا گورنر
 تھا اور ہر طرف ایک قیامت برپا تھی۔ چونکہ مذہبی گروہ کی مخالفت کی وجہ سے عرب و عراق میں
 اب تک مردمانی حکومت کے یاؤں نہیں مچے تھے۔ حجاج کی سعادیاں زیادہ تر انہیں لوگوں
 پر مبدول تھیں جو اُس مذہب اور علم و فضل کی حیثیت سے مقتدا عام تھے حضرت عمر
 بن عبدالعزیز نے نہایت سچ کہا کہ اگر اور پیغمبروں کی امتیں سب مل کر اپنے اپنے زمانے کا رد
 کو پیش کریں اور ہم ہر طرف حجاج کو مقابلہ میں لائیں تو وائے بہار پلہ بھاری رہیگا۔ عبدالملک نے
 ۶۷ ہجری میں وفات کی اور اُس کا بیٹا ولید تخت نشین ہوا۔ ولید کے زمانہ میں اگر یہ فتوحات
 نے نہایت ترقی کی... انیس اسلام کی روحانی برکتوں کا نشان نہ تھا بلکہ عہد و ادوار میں سے
 جو لوگ جس قدر زیادہ معزز اور با اختیار تھے اسی قدر ظالم اور سفاک تھے۔ اسی زمانہ کی
 نسبت حضرت عمر بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ ولید شام میں۔ حجاج عراق میں۔ عثمان حجاز
 میں قرۃ مصر میں۔ والد تمام دنیا ظلم سے بھر گئی (سیرۃ النعمان ص ۲۵) ان تمام حالات کا مقتضی
 یہ تھا کہ خلفائے ثلاثہ اور خلفاء بنی امیہ کی شان میں اچھی طرح قصیدے لکھے جلتے۔ ان کے فضائل

میں حدیثیں وضع کی جاتیں۔ ان کی شان خوب بلند کی جاتی اور ان کے متعلق وہ چیزیں کتابوں میں بھری جاتیں جن سے عوام کے ذہنوں میں ان کی عظمت و جلال کے سکے بیٹھ جاتے چنانچہ یہی ہوا کہ غلط اور موضوع روایتوں سے دنیا بھر اسلام پُر ہو گئی۔ مولوی شبلی صاحب لکھتے ہیں "حضرت علیؓ کی خلافت شروع ہی سے پر آشوب رہی۔ ان اختلافات اور فتن کے ساتھ وضع احادیث کی ابتدا ہوئی۔ اور اگرچہ کثرت اور انتشار زیادہ تر زمانہ بعد میں ہوا لیکن خود صحابہ کے عہد میں اہل بدعت نے سیکڑوں ہزاروں حدیثیں ایجاد کر لی تھیں... زبانی روایت سے گزر کر تحریروں میں بھی جعل شروع ہو گیا تھا۔ لوگوں کو وضع حدیث کی زیادہ جرات اس وجہ سے ہوتی تھی کہ اُس وقت تک اسناد و روایت کا طریقہ جاری نہیں ہوا تھا۔ جو شخص چاہتا تھا قال رسول اللہ کہ دیتا تھا اور اثباتِ سند کے مواخذہ سے بری رہتا تھا۔

ترمذی نے کتاب العلل میں امام بن سیرین سے روایت کی ہے کہ پہلے زمانہ میں لوگ اسناد نہیں بلوچھا کرتے تھے۔ جب فتنہ پیدا ہوا تو اسناد کی پوچھ گچھ ہوئی۔ تاکہ اہلسنت کی حدیثیں لی جائیں اور اہل بدعت کی ترک کی جائیں لیکن حدیث کی بے اعتباری اہل بدعت پر موقوف نہ تھی۔ اس لئے یہ احتیاط چندان مفید نہ ہوئی اور غلطیوں کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

بنو امیہ کا دور شروع ہوا اور بڑے زور شور سے حدیث نے ترویج پائی۔ صحابہ کی تعداد جس کم ہو جاتی تھی اُسی قدر ان کی قدر اور ان کی طرف التفات بڑھتا جاتا تھا۔ تمدن میں بہت کچھ ترقی ہو گئی تھی۔ نئی نئی قومیں مسلمان ہوتی جاتی تھیں ان نو مسلموں کو ادھر تو اسلام کا نیا نیا جوش تھا ادھر قوم فاتح کے مجمع میں عزت و اثر پیدا کرنے کی اس سے بڑھ کر کوئی تدبیر نہ تھی۔ ان باتوں نے ان کو معلومات مذہبی کا اس قدر شائق بنا دیا تھا کہ خود عرب ان کی ہمسری کا دعو نہیں کر سکتے تھے۔ غرض تمام ممالکِ اسلامیہ میں گھر گھر حدیث و روایت کے چرچے پھیل گئے۔ اور سیکڑوں ہزاروں درسگاہیں قائم ہو گئیں۔ لیکن جس قدر اشاعت کو وسعت حاصل ہوتی جاتی تھی اعتماد اور صحت کا میاں کم ہوتا جاتا تھا۔ اباب روایت کا دائرہ اس قدر وسیع تھا کہ اُس میں مختلف خیال۔ مختلف عادات۔ مختلف عقائد۔ مختلف قوم کے لوگ شامل تھے۔ اہل بدعت جا بجا پھیل گئے تھے اور اپنے مسائل کی ترویج میں مصروف تھے۔ سب سے زیادہ یہ کہ پوری ایک صدی گزر جانے پر بھی کتابت کا طریقہ مروج نہیں ہوا تھا۔ ان اسباب سے روایتوں میں قدر

ان کے اطمینان کی صورت پیدا ہو گئی تھی۔ ان کے اجاب کا اصرار تھا کہ شیرینی کھلاؤ۔ جب انھیں پہلے مہینہ کا مشاہدہ ملا تو انھوں نے اپنے بعض بزرگوں اور اکثر دوستوں کی شاندار دعوت کی۔ حافظ صاحب بھی آئے تھے۔ سب لوگ بہت خوش مگر حافظ صاحب افسرہ نظر آتے تھے۔ دعوت کے بعد جب اور لوگ چلے گئے اور صرف حافظ صاحب رہ گئے تو ان میں اور مولانا عبدالقوی صاحب میں اس طرح باتیں ہونے لگیں۔

مولانا صاحب۔ جناب حافظ صاحب یہ کیا بات ہے کہ اور لوگوں کو جو خوشی ہے وہ آپ کے چہرے پر نظر نہیں آتی۔ بلکہ آپ بہت متردّد معلوم ہوتے ہیں۔

حافظ صاحب۔ تعجب ہے کہ آپ یہ سوال فرماتے ہیں۔ آپ کو تو بالو چھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔ اس تردد سے آپ کا بھی گلہ تعلق ہے۔

مولانا صاحب۔ اگر سمجھتا تو آپ سے دریافت کیوں کرتا۔ جلد بتائیے کیا بات ہے۔

حافظ صاحب۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب رشیدہ کی شادی کا ارادہ ہوا تو میں نے آپ سے مشورہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہاں حکیم صاحب سے اس نسبت کو منظور کرو۔ میں ان کو رافضی مذہب سے ضرور نکال لوں گا۔ اور اہلسنت بنا کر رہوں گا۔

مولانا صاحب۔ ہاں اس کا ذکر تو ہوا تھا۔ اور میں نے وعدہ بھی کیا تھا۔ تو پھر؟

حافظ صاحب۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ حکیم صاحب مرتے وقت تک اپنے مذہب پر رہے اور میری رشیدہ بھی انھیں کے مذہب پر ہو گئی اور اب ہدایت خاتون بھی اسی مذہب پر ہے۔ ہم لوگوں کے سب منصوبے خاک میں مل کر رہ گئے۔

مولانا صاحب۔ مگر میں نے تو سنا تھا کہ حکیم صاحب اور رشیدہ بیگم میں مذہبی جھڑپ ہوتی ہی نہیں تھی۔ دونوں نہایت محبت اور میل سے بسر کرتے تھے۔

حافظ صاحب۔ ہاں یہ سچ ہے۔ میں برابر دریافت کرتا رہا۔ اُن کو مریضوں ہی سے مہلت نہیں ملتی تھی۔ شب کے دس گیارہ بجے اندر آکر سو رہتے اور صبح سویرے صبح میں چلے جاتے تھے۔ مذہبی بحث ہوتی تو کیونکر۔

مولانا صاحب۔ پھر رشیدہ بیگم کیونکر رافضی ہو گئیں۔ کیا فائدہ ہوا۔

حافظ صاحب - میں نے سنا کہ حکیم صاحب کے پاس مذہبی اور خاص کر مناظروں کی کتابیں بہت تھیں۔ اردو میں بھی بہت سی چیزیں انھوں نے جمع کی تھیں۔ انھیں کو دیکھ دیکھ کر رشیدہ نے اُن کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اور ہدایت تو فارسی عربی کی کتابیں بھی دیکھتی رہتی ہے۔ میں ڈرتا ہوں ایسا نہ ہو وہ مولوی رکن الدین کو بھی رافضی کر دے جو نہایت خطرناک ہو گا۔

مولانا صاحب - کیا مجال۔ یہ مجال ہے۔ ایسی ہل باتیں آپ کو زبان سے نہیں نکالنی چاہئیں۔ مولوی رکن الدین علم و فضل میں مجھ سے بھی بڑھ گئے ہیں۔

حافظ صاحب - لیکن خود اُس کا رافضن رہنا آپ کب گوارا کر سکتے ہیں۔

مولانا صاحب - نہیں دیکھئے میں اب اسکی تدبیر کرتا ہوں۔ حکیم صاحب تو مر گئے مگر اب رشیدہ اور ہدایت خاتون دونوں کو میں راہ راست پر لاتا ہوں۔ (پھر مولوی رکن الدین صاحب سے خطاب کر کے کہا)

مولانا صاحب - بیٹا! تمہارے علم و فضل کا تمام شہرہ ہو رہا ہے۔ دلو بند اور کام پور میں تم نے کتنا نام پیدا کیا۔ آریوں عیسائیوں اور قادیانیوں سے برابر مناظرے کرتے رہے ہو اور خدا نے ہر موقع پر تمہیں کامیاب بنایا۔ بھڑم کر اپنی بیوی کی محبت اتنی نہ ہو کہ اُن کے غلط مذہب کی طرف سے چشم پوشی کر لو۔ بلکہ ان کی سچی محبت یہی ہے کہ ان کو بھی مذہب حق پر لگا دو۔ ایک عورت کو سنی کر دینا کیا مشکل ہے۔

مولوی رکن الدین - بہتر میں کوشش کروں گا۔ تیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔

مولانا صاحب - اس کی فکر جلد کرنی چاہئے۔ اور جب کسی بات میں تم سے انکی تشفی نہ ہو تو مجھ سے دریافت کر لیا کرو۔ پہلے تم اُن سے کہو کہ تحفہ اثنا عشریہ کو حرف پر پڑھ جائیں۔ اس سے وہ خود اس ہل مذہب کو چھوڑ دینگے۔ وہ بڑی زبردست کتب ہے۔

ان باتوں کے بعد لوگ متفرق ہو گئے۔ حافظ صاحب اپنے گھر گئے۔ مولانا صاحب نے

آرام کیا اور مولوی رکن الدین صاحب بھی سونے کے لئے اپنے کمرے میں گئے۔

لیکن دعوت کے اہتمام سے بہت تھک گئے تھے۔ اُس شب میں کوئی بحث شروع نہیں ہوئی۔ البتہ انھوں نے اتنا کہہ دیا تھا کہ کل شب کو تم سے ایک ضروری بات

کہنی ہے۔ تم گھر کے کاموں سے جلد فراغت کر رکھنا۔ اس کے بعد سو گئے۔
دوسری شب کو جب دونوں اکٹھے ہوئے تو اس طرح باتیں شروع
ہوئیں:-

مولوی رکن الدین۔ میں نے کل تم سے کہا تھا کہ آج تم سے کچھ ضروری باتیں
کردوں گا۔ غالباً اسی وجہ سے تم بھی آج گھر کے کاموں سے جلد فارغ ہو گئیں۔ یہ نہیں بتاؤ
ہدایت خاتون۔ ہاں مجھے بھی انتظار ہے بلکہ رات اور آج کا دن مجھے بڑی بے چینی
میں بسر ہوا۔ وہ کون سی بات ہے جسکے لئے اتنا اہتمام ہوا۔ جلدی بیان کرو۔

مولوی صاحب۔ پہلے یہ بتاؤ کہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔ اُس کے بعد میں وہ
باتیں شروع کروں گا جو سب ہمارے ہی کام کی ہو گئی۔ کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے۔
ہدایت خاتون۔ یہ بھی کوئی بوجھنے کی بات ہے۔ میں اس کا کیا جواب دوں۔

مولوی صاحب۔ اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ میں تم پر ہزار جان سے شدید اہوں تو مجھ سے
یہ کیونکر برداشت ہو گا کہ آخرت میں تم کہیں اور میں کہیں رہوں۔ تم بھی کیسے پسند لو گی۔
ہدایت خاتون۔ تو میں کب اس کو پسند کرتی ہوں۔ ہم دونوں کو کوشش کرنی چاہیے
کہ وہاں بھی ایک ہی جگہ رہیں۔ اور ابدی خوشی حاصل کریں۔ دنیا تو چند روزہ ہی ہے۔

مولوی صاحب۔ مگر تم شیعہ مذہب پر ہو اور میں مذہب اہلسنت والجماعت پر۔ پھر
وہاں دونوں کیونکر ساتھ رہ سکتے ہیں۔ پس تم بھی میرا مذہب اختیار کر لو کہ وہاں بھی ملے
تم ساتھ ہی رہیں۔ اور جدائی کا صدمہ نہ اٹھائیں۔ کہ وہ جہنم سے بھی زیادہ ہولناک ہے۔
ہدایت خاتون۔ مگر اس سے پہلے ہم لوگوں کو کوشش کرنی چاہیے کہ دونوں آدمی
بہشت ہی میں چلیں۔ تب ساتھ رہنے کا لطف حاصل ہو گا۔ ورنہ عذاب میں ساتھ رہے
بھی تو کس نفع کا۔ وہاں تو کوئی کسی کو بولچھے گا بھی نہیں۔ خدا اُس سے بچائے۔

مولوی صاحب۔ ہاں ہاں میرا مطلب یہی ہے کہ تم بھی بہشت ہی میں رہو اور یہ
یقین ہے کہ رافضی نہ ہو گی تو بہشت کی صورت بھی نہیں دیکھ سکی گی۔ پھر میں اور تم
اکٹھے کیسے ہوں گے؟ بس تم بھی مذہب اہلسنت قبول کر لو کہ بہشت میں ضرور چلو۔

ہدایت خاتون۔ یہ کیسے یقینی ہو گیا کہ شیعہ رہنے سے میں بہشت

کی صورت نہیں دیکھوں گی؟ اور تم ہی بہشت کا لطف اٹھاؤ گے۔ اسکی کوئی دلیل بھی ہے؟
مولوی صاحب شیعہ مذہب ایسا خراب ہی ہے۔ اس کے ماننے والوں کو
 بہشت کی زندگی میسر نہیں ہو سکتی۔ اس مذہب کے ماننے والے وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں؟
ہدایت خاتون۔ یہ مذہب کس بات سے ایسا خراب ہے؟ اس کو کیوں نہیں بتاتے؟
 دیکھو دعوے بے دلیل قبول خرد نہیں۔ جو کہو اُس کا ثبوت بھی دو تاکہ اطمینان ہو جائے۔
مولوی صاحب۔ یہ بھی کوئی بتانے کی چیز ہے؟ اس مذہب کا غلط اور گندہ ہونا آقا
 سے زیادہ روشن ہے تم انصاف سے دیکھو بھی تو۔ ہٹ دھرمی کام نہیں چلے گا۔
ہدایت خاتون۔ تم کو شاید یہ بات نظر آتی ہو۔ مجھے تو کسی طرح سمجھائی نہیں دیتی۔
 بلکہ مذہب شیعہ ہی میں مجھے حقیقی اسلام دکھائی دیتا ہے۔ اور یہی بہشت کا ذریعہ بھی ہے۔

پانچواں باب

شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۂ اشاعت شریعہ کی مالیت تفتیش کی بحث

مولوی صاحب علی گولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب تحفۂ
 اشاعت شریعہ پڑھ جاؤ۔ اس سے تم پر خود ہی واضح ہو جائے گا کہ منافقین کا مذہب کس
 درجہ قابل نفرت ہے۔ پھر تم اس سے فوراً توبہ کر لو گے۔ مجھے کچھ بتانے کی ضرورت نہ ہو گی۔
ہدایت خاتون۔ میں اسے حرف بحرف پڑھ چکی ہوں۔ اس سے تو مذہب شیعہ
 کی اور زیادہ حقیقت اور خوبی ہی واضح ہوتی ہے۔ شاہ صاحب نے اس کتاب کو محض
 غصہ اور انتقام میں لکھا ہے اور اس کے ایک ایک لفظ سے پتا چلتا ہے کہ شیعوں کی
 غیر معمولی ترقی۔ مذہب شیعہ کی حیرت خیز اشاعت اور اس دین کی ہدایت درجہ
 مقبولیت کی وجہ سے اسکے روکنے کی کوشش کرنے کے لئے شاہ صاحب نے
 یہ کتاب لکھی۔ غرض انھوں نے اپنے مذہب کی حقیقت واضح اور مذہب شیعہ
 کی خرابی نمایاں کرنے کے لئے یہ زحمت نہیں گوارا کی بلکہ صرف اس کا عظیم الشان
 اثر کم کرنا چاہا۔ جس طرح عیسائی اور آریہ حضرات دین اسلام کی غیر معمولی کشش

روکنے کے لئے برابر کتابیں لکھتے۔ رسالے شایع اور اشتہارات تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ مگر اسلام کا کیا جھگڑتا ہے؟ بلکہ اسکی برابر ترقی ہی ہوتی رہتی ہے۔
مولوی صاحب۔ تم خواب کی باتیں کر رہی ہو؟ شیعوں کی ترقی کہاں ہو رہی تھی جسکے روکنے کو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے یہ کتاب لکھی؟ یہ مذہب اس قابل ہی نہیں کہ کوئی اسے بدچہے۔ اس کا ترقی کرنا کیسا؟ بالکل خلاف عقل بات! تو براہ؟
ہدایت خاتون۔ تم نے اس کتاب کو پڑھا ہے یا نہیں؟

مولوی صاحب۔ میں نے اسے کئی بار پڑھا ہے۔ ایک مرتبہ والد صاحب قبلہ نے پڑھایا تھا۔ ایک دفعہ دیوبند میں مولانا صاحب کے حکم سے پڑھ گیا۔ اور ایک دفعہ حال میں شادی کے بعد پڑھ گیا ہوں۔ تم البتہ اس کو پھر پڑھو۔ تمہیں اسکی ضرورت **ہدایت خاتون**۔ تو کیا اس کتاب میں یہ مضمون نہیں ہے کہ شیعوں کی غیر معمولی ترقی شاہ صاحب سے دیکھی نہیں گئی اس سبب سے انھوں نے اس کتاب کو لکھا۔

مولوی صاحب۔ ہرگز نہیں ہے۔ ایسی محال بات اس میں ہو ہی نہیں سکتی میں تو کہتا ہوں کہ شیعوں کی معمولی ترقی بھی نہیں ہو سکتی غیر معمولی کا کیا ذکر ہے۔ یہ تو ایسا خراب مذہب ہے کہ کسی کو نام بھی نہ لینا چاہئے ترقی کی بھی خوبی کا ہی اسے سجانا! (اس بات پر ہدایت خاتون اٹھ کر گئیں۔ الماری سے کتاب تحفہ اثنا عشریہ نکال لائیں اور کہا)

ہدایت خاتون۔ ذرہ اس عبارت کو سنو کہ شاہ صاحب کیا تحریر فرماتے ہیں اس رسالہ رافضیۃ المؤمنین وفضیۃ الشیاطین لقب کردہ شدہ۔ غرض از تسوید این رسالہ و تحریک این مقالہ آنست کہ دریں بلاد کہ ماسکن آئیم و دریں زمان کہ ماور آئیم رواج مذہب اثنا عشریہ و شیوع آں بحدے اتفاق افتادہ کہ کم خانہ باشد کہ یک دو کس از ان خانہ بایں مذہب متہذہب نہ باشند و راغب بایں عقیدہ نہ شوند (اس رسالہ تحفہ اثنا عشریہ کا لقب نصیحة المؤمنین و فضیحة الشیاطین رکھا گیا۔ اور اس رسالہ کے لکھنے اور اس مقالہ کے تحریر کرنے کی غرض یہ ہے کہ ان شہروں میں جہاں ہم لوگ موجود ہیں اور اس زمانہ میں جس میں ہم لوگ

رہتے ہیں مذہب شیعی کی ترقی و اشاعت اس حد کو پہنچ گئی کہ کم کوئی گھر ہوگا جس میں دو ایک شخص اس مذہب کے پابند نہ ہوں اور اس عقیدہ کی طرف رغبت نہ رکھیں) (تحفہ اثنا عشریہ ص ۱)

مولوی صاحب۔ ارے! دیکھوں تو یہ کہاں لکھا ہے؟ بالکل عجیب بات ہے۔ ہدایت خاتون نے کتاب دیدی۔ مولوی صاحب نے پڑھا تو سخت شرمندہ ہوئے اور دیر تک سوچنے کے بعد بولے۔ (مگر شرم سے نظر ادبھی نہیں کی جاتی تھی)

مولوی صاحب۔ بات یہ ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے یہ عبارت کتاب کے بالکل شروع میں حمد و ثناء کے بعد ہی لکھی ہے۔ اس وجہ سے ہر مرتبہ میری نظر سے رہ گئی۔ اچھا یہ بتاؤ یہ کتاب کیسی لکھی ہے۔ تم نے اس کو کیسی پائی۔

ہدایت خاتون۔ بس ایسی لکھی کہ خود ان کو شرم معلوم ہوئی کہ اس کو اپنے نام سے رکھیں۔ اس وجہ سے ایک فرضی نام غلام حلیم کے نام سے لکھی اور ایک فرضی نام بنا ہونے کے لئے باب کا نام بھی فرضی لکھا اور دادا کا بھی۔ دیکھو کھتے ہیں ”می گوید بندہ درگاہ قوی۔ حافظ غلام حلیم ابن شیخ قطب الدین احمد بن شیخ ابوالفیض دہلوی“ خداے قوی کی درگاہ کا بندہ حافظ غلام حلیم جو بیٹا ہے شیخ قطب الدین احمد کا اور جو بیٹے تھے شیخ ابوالفیض دہلوی کے کہتا ہے (تحفہ ص ۲)

مولوی صاحب۔ اسے فرضی نام کیوں کہتی ہو۔ انھوں نے دوسرے شخص کے نام سے لکھ دیا ہوگا۔ اس میں کیا عجیب ہے جس پر تم اتنا گر جنے لگیں۔

ہدایت خاتون۔ دوسرا شخص کوئی تھا ہی نہیں۔ اس وجہ سے کتاب چھاپنے والوں کو بڑی مصیبت اٹھانی پڑی۔ اور آخر میں ان لوگوں نے یہ تاویل کی کہ غلام حلیم شاہ صاحب کا اور قطب الدین شاہ صاحب کے والد کا۔ اور شیخ ابوالفیض شاہ صاحب کے دادا کا نام بنایا۔ حالانکہ شاہ صاحب کا نام شاہ عبدالعزیز صاحب۔ موصوف کے والد کا نام شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور شاہ صاحب کے دادا کا نام شاہ عبدالرحیم صاحب ایسا مشہور تھا کہ ان ناموں کے سوا کوئی دوسرا نام لوگوں نے سنا ہی نہیں۔ اب کتاب چھاپنے والے سرورق پر مصنف کا نام اس طرح لکھتے ہیں ”تحفہ اثنا عشریہ“

تصنیف مولانا حافظ غلام حلیم مرحوم محدث بہ شاہ عبدالعزیز دہلوی ابن شیخ قطب الدین احمد مشہور بہ شاہ ولی اللہ محدث ابن شیخ ابوالفیض مشہور بہ شاہ عبدالرحیم۔ اس طرح شاہ صاحب کی عیب پر روشنی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے شیعوں پر تو اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتے یعنی تفتیہ کرتے ہیں لیکن شاہ صاحب کے اس فعل پر کوئی نظر نہیں کرتا کہ کتاب تو لکھی خود اور کہتے یہ ہیں کہ اس کتاب کو غلام حلیم نے لکھا ہے۔ اگر غور کرو تو جو اعتراض غلط طور پر تم لوگ شیعوں پر کرتے ہو۔ اس سے سیکڑوں درجہ زیادہ شاہ صاحب پر وارد ہوتا ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ جب انسان کی جان کا خطرہ ہو تب وہ اپنی زندگی بچانے کے لئے کب دے دے کہ اس کا دوسرا مذہب ہے جیسے عمار صحابی رسولؐ کو کافروں نے ہلاک کرنا چاہا تو آپؐ نے اسلام سے انکار کر دیا اور حضرت رسولؐ کی برائی اور کفار کے معبودوں کی تعریف کی۔ اس پر کافروں نے ان کو جھوٹا آنحضرت صلمؐ کو معلوم ہوا تو فرمایا تم نے اچھا کیا۔ اگر پھر وہ تم کو ہلاک کرنا چاہیں تو پھر تم اسی طرح کہہ کر اپنی جان بچالینا (اسد الغابہ جلد ۲ ص ۲۳۵) ملا و استیعاب جلد ۲ ص ۲۳۵ وغیرہ) مورخین باتفاق لکھتے ہیں کہ حضرت رسولؐ صلمؐ نے اس طرح جناب عمار کو تفتیہ کرنے کا حکم دیا تھا (تاریخ کامل جلد ۲ ص ۲۴۷) دطبری خمیس و سیرۃ جلیبہ و سیرۃ ابن ہشام وغیرہ) لیکن شاہ عبدالعزیز صاحب کو نہ جان کا خطرہ۔ نہ آبرو کا ڈر۔ نہ نقصان مال کا اندیشہ۔ پھر بھی کتاب لکھتے ہیں خود اور نام رکھتے ہیں دوسروں کا۔ اگر یہ کتاب اچھی ہوتی تو اسے گمنام شخص کی طرف سے کیوں لکھتے۔ اپنے نام سے کیوں نہ شائع کرتے؟ جس طرح ان کے والد صاحب نے کتاب ازالۃ الخفائرۃ العینین وغیرہ اپنے ہی نام سے شائع کی۔ اور دوسروں کے سر نہیں تھریلی۔

مولوی صاحب۔ ہو سکتا ہے کہ غلام حلیم شاہ صاحب ہی کا دوسرا نام ہو اور انھوں نے اسے اس دوسرے ہی نام سے لکھا ہو۔ یہ کوئی چوری کی بات نہیں ہو سکتی۔

ہدایت خاتون۔ اگر دوسرا نام رہا بھی ہو تو اس کو کوئی جانتا نہیں تھا بلکہ سب لوگ آپ کا نام شاہ عبدالعزیز ہی جانتے تھے۔ پھر آپ نے اپنے اس نام

سے کیوں اس کتاب کو نہیں لکھا۔ دوسرا نام کیوں اختیار کیا۔ دال میں کچھ نہ کچھ کا لانا بھی ماننا ہی بڑے گا۔ اگر تم کوئی اچھا کام کر دے تو کیا لوگوں سے کہہ دو گے کہ تم نے نہیں بلکہ کسی اور شخص نے کیا ہے؟ امام بخاری نے صحیح بخاری لکھی تو دوسرے کے یا اپنے ہی غیر معروف نام سے کیوں نہیں لکھی؟ امام فہر الدین رازی نے تفسیر لکھی تو اپنے نام ہی سے کیوں لکھی۔ کسی دوسرے کے یا اپنے کسی غیر معروف نام سے کیوں نہیں لکھی؟ غرض لاکھوں کتابیں عربی۔ فارسی۔ اردو و انگریزی میں تمام پھیلی ہوئی ہیں ان میں جو اچھی ہیں وہ لکھنے والوں کے اصلی اور مشہور ہی ناموں سے لکھی گئی ہیں۔ البتہ جو خراب کتابیں ڈاکر زنی۔ جعل و فریب۔ غدر بغاوت یا خون ریزی۔ جرائم پیشگی عیاشی یا بد چلنی۔ بد اخلاقی۔ مکاری و کیا دی و غیرہ کی ہوتی ہیں۔ انھیں کے مصنف ان کو اپنے نام سے لکھتے ہوئے دہرتے ہیں۔ تم برابر سنتے ہو کہ فلاں شہر میں ایک بڑی گورنمنٹ کے خلاف فلاں رسالہ شائع کیا گیا۔ فلاں مضمون اخبار میں نکلا۔ فلاں اشتہار قلم کیا گیا۔ اور وہ سب گنہگار لوگوں کے ہوتے ہیں تاکہ گورنمنٹ لکھنے والوں کو کچھ نہ سکے۔ لیکن تعلیم و تربیت تبلیغ مذہب یا اشاعت حق یا رستی تہذیب یا تکمیل اخلاق وغیرہ کی جو کتابیں ہوتی ہیں وہ گنہگار لوگوں کی طرف سے شائع نہیں کی جاتیں بلکہ اپنے نام سے شائع کر کے مصنفین ان پر فخر و فائدہ کرتے ہیں۔ خود مناظرہ میں شاہ صاحب سے پہلے بکثرت علماء نے کتابیں لکھیں اور ان سب کو اپنے ہی نام سے لکھا۔ اور انھیں شاہ صاحب نے بھی اپنی دوسری کتابیں لکھیں تو اپنا ہی نام دیا اور ولد بیت میں بھی اپنے والد ہی کا نام ظاہر کیا۔ دوسری کتابوں کو اپنے نام سے اور خاص تحفہ اثنا عشریہ کو دوسرے کے نام سے لکھنے اور شائع کرنے کی کیا وجہ تھی۔ کیوں اس کے مصنف نے اپنا نام اس طرح چھپایا؟ اگر چوری نہیں تھی تو اپنے اصلی نام سے کیوں شائع کی؟ کس کا ڈھ تھا؟ خود کو کھوت اس کتاب کو دوسرے نام سے کیوں لکھا۔ مولوی صاحب۔ تو کیا شاہ صاحب نے اپنی اور کوئی کتاب غلام حلیم کے نام سے نہیں لکھی ہے؟ ہدایت خاتون۔ ایک بھی نہیں۔ مدوح کی ایک کتاب فتاویٰ عزیزی ہے جس کے مصنف کا نام اس پر اس طرح لکھا ہے ”از حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک اور کتاب تفسیر مفتی العزیز ہے۔ اس پر بھی مصنف کا نام اس طرح لکھا ہے ”ارتقا نیف عداۃ المفسرین فخر المحدثین مجوہ فراسات و تمیز شاہ عبد العزیز دہلوی“۔ ایک اور کتابستان محمد بن بھی آپ ہی کے نام سے ہے۔

مولوی صاحب۔ البتہ یہ بات بڑی حیرت کی ہے کہ شاہ صاحب نے مفتی تحفہ آشنا مشرہ کو کئی فرضی نام سے متاخر کیا اور کہا جیسے جس کا اپنا حق نہ رکھا۔ ہدایت خاتون۔ اگر کوئی شیعہ ایسا کرتا تو وہ کہہ سکتا تھا کہ اس کے شہرہ میں حضرات اہلسنت کی کثرت تھی ان لوگوں سے اور ڈر۔ یا اہلسنت باد شاہ کی حکومت تھی اس سے اس کو خوف ہوا۔ مگر بات تو یہ ہے کہ شاہ صاحب نے دہلی میں جہاں وہ شیعوں کی سنیوں سے زیادہ آبادی تھی نہ شیعوں کی حکومت یا طاقت۔ یا کوئی وجہ خوف۔ پھر بھی مدوح مجبور ہوئے کہ اس کتاب کو اپنے نام سے نہ لکھیں شیعوں پر تقیہ کا اعتراف کرنے والے کیوں نہیں بتاتے کہ شاہ صاحب نے اس کتاب کے لکھنے میں کیوں تقیہ کیا؟ برخلاف ان کے شیعوں کے عالم جلیل اور محقق اعظم شہید ثالث حضرت قاضی نور اللہ شوستری رضی اللہ عنہ نے جن کا مزار مبارک آگرہ میں ہے باوجود کہ حضرات اہلسنت کے ملک شہر اور حکومت میں تھے لیکن اپنی ہر کتاب اپنے ہی نام سے لکھی۔ احتقان الحق۔ مجالس المؤمنین۔ معائب النواصب وغیرہ سے کسی کو بھی دوسرے نام سے نہیں لکھا اور اسی وجہ سے مدوح شہید کئے گئے۔ تم لوگوں کے ہر شخص کا ہر وقت یہ جملہ رہتا ہے کہ ”رافضی تقیہ کرتے ہیں۔ جھوٹ بولتے۔ غلط بیانی کرتے ہیں“ مگر وہ یہ ہے کہ شیعہوں کے عوام جس قدر تقیہ کرتے ہیں اس سے زیادہ حضرات اہلسنت علماء و ائمان دین تقیہ کرتے رہے۔

مولوی صاحب۔ تم یہ کیا کہتی ہو۔ علماء اہلسنت تو تقیہ کی برابر مخالفت کرتے ہیں۔ وہ خود تقیہ کیوں کریں گے جو جھوٹ بولنا بھی جائز سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ ہدایت خاتون۔ جی ہاں بہت ٹھیک ہے۔ سنا نہیں بلکہ تھی کے کھانے کے

مولوی صاحب - خیر بعض مالہوں کے تفسیر کرنے سے تقیہ کا جائز ہونا تو درستی نہیں ہو سکتا البتہ حدیث و قرآن سے ثبوت دینا چاہئے۔ جو انہیوں کے لئے محال ہے۔

ہدایت خاتون - بہت خوب۔ اگر میں قرآن مجید بھی تقیہ کا ثبوت دوں تو مان جاؤ گے؟

مولوی صاحب - قرآن شریف کی بات کون مسلمان نہیں مانتا؟ مگر کچھ ہر بھی تو ماننے پر آمادہ ہیں۔ یہ مذکور مسلمان ہی تو قرآن مجید پڑھتے مگر اسکی باتیں نہیں مانتے۔ اگر قرآن مجید کی باتوں پر مسلمان سچے دل سے عمل کرتے تو حضرت مسیح علیہ السلام کو یہ کیوں فرمایا پڑتا کہ تفوق امتی علی ثلث و سبعین املۃ کلہم نے النساء الاملۃ واحدا میری امت میں، گروہ بڑے تفرق ہو جائے گی اور سو ایک گروہ کے سب جہنم میں چلے جائیں گے (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب جلد اول ص ۱۰۷) میرا دعویٰ ہے کہ اگر انسان انصاف اور خوف خدا کے مطابق سچے مذہب کی تلاش کرے تو اسے اور کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہوگی قرآن مجید ہی ہر بات کی صحیح رہبری کر دے گا۔ لیکن افسوس مسلمان اسکے سمجھنے کی کچھ بھی کوشش نہیں کرتے ہیں۔

مولوی صاحب - بالکل ٹھیک ہے۔ اگر اب تم سے فیصلہ آسان ہے۔ سچ کہنا تم رافضی مذہب کا حق ہونا کس طرح بھی قرآن شریف سے ثابت کر سکتی ہو؟ میرا تو یقین ہے کہ شیعوں کے خدا، رسول، حنیفہ، نماز، روزہ، حج، عباد، نکاح، میراث کسی چیز کو تم قرآن شریف سے صحیح نہیں ثابت کر سکتیں۔ کوئی شیعوں کو سنا ہے۔

ہدایت خاتون - خیر اب تو تم نے مذہبی بحث چھیڑ دی ہے۔ ممکن ہے میں غلطی پر ہوں۔ تم بتا دو گے تو مان لوں گی۔ مگر کسی چیز کو قرآن مجید سے ثابت بھی تو کرو!!!

مولوی صاحب - مان لینے کی نہیں سہی۔ صاف صاف کہو کہ سنی ہو جاؤں گی۔

ہدایت خاتون - ہاں اگر تم قرآن مجید سے سنی مذہب کا حق اور مذہب شیعہ کا باطل ہو نا ثابت کر دو گے تو میں ضرور سنی ہو جاؤں گی۔ لیکن اگر خدا نے مجھے ہی کامیاب کر دیا اور بفضلہ تعالیٰ مذہب شیعہ ہی کا حق ہونا قرآن مجید سے ثابت ہو گیا تب؟ اس کو بھی بتا دو۔

مولوی صاحب - تب کیا تم کو اختیار ہوگا۔ میں تم سے سنی ہونے کو نہیں کہوں گا۔

ہدایت خاتون - لیکن تم اپنا مذہب بدلو گے یا نہیں؟ اس کو بھی طے کرتے چلو۔

مولوی صاحب یہ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ اس مذہب پر میرے باپ دادا ہی رہے۔ میں اس کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ اس کا تو نام بھی نہ لو۔
ہدایت خاتون۔ مگر یہ کیا انصاف کی بات ہے کہ قرآن مجید سے اگر سنی مذہب کا حق ہونا ثابت ہو جائے تو تم مجھے سنی کرو۔ لیکن اگر شیعہ مذہب کا حق ہونا ثابت ہو تو تم خود شیعہ نہ ہو جاؤ؟ پھر بہشت میں اکٹھے کیسے رہیں گے؟

مولوی صاحب۔ قرآن شریف سے تمہارے مذہب کا حق ثابت ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ پھر میں اس کا اقرار کیوں کروں؟ فضول بات کا وعدہ بھی فضول ہی ہے۔
ہدایت خاتون۔ اگر نہ ثابت ہوگا تو تم سے شیعہ ہونے کو میں کب کہوں گی؟ سوال تو یہ ہے کہ اگر قرآن مجید نے بتا دیا کہ مذہب شیعہ ہی حق ہے تب تم کیا کرو گے۔ اور کیوں شیعہ نہ ہو جاؤ گے؟ تب تو آخرت میں تم مجھ سے الگ ہی ہو جاؤ گے۔

مولوی صاحب۔ نہیں ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ میں ناممکن بات کو تسلیم کیوں کروں؟
ہدایت خاتون۔ خیر تم جانو اور تمہارا مذہب جانے لیکن میرا اور ہر شیعہ کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر قرآن مجید سے مذہب شیعہ کا غلط ہونا ثابت ہو جائے گا تو میں فوراً یہ مذہب ترک کر دوں گی۔ اور ہر شیعہ اسے ترک کر دے گا۔ کبھی غلط نہ کریں گا۔
مولوی صاحب۔ تمہاری بھی کیا باتیں ہیں۔ یہ لاف زنی کسی اور کے سامنے کرنا

ہدایت خاتون۔ خیر ہاتھ کٹنگن کو آرسی کیا ہے۔ میرے اصول و فروع دین کی ایک ایک بات کا نام لیتے جاؤ۔ دیکھو خداے کریم میری تائید کرے کہ قرآن مجید سے اس کا ثبوت پیش کر دیتا ہے یا نہیں۔

مولوی صاحب۔ ابھی تو فقید کی بحث شروع ہی ہو گئی ہے۔ اس کا ثبوت اسد تعالیٰ کے کلام پاک سے پیش کرو۔ ذرہ میں بھی تو دیکھیں کہ تم اپنے غلط مذہب کی کون کون بات قرآن شریف سے ثابت کرتی ہو۔

ہدایت خاتون۔ سنو خدا فرماتا ہے لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاتُوا۔ اس کا ترجمہ جناب سیدنا محمد علیہ السلام مولوی حافظ

نذیر احمد صاحب دہوی کے الفاظ میں یہ ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا تو اُس سے اور اللہ سے کچھ فرق نہیں مگر اس تدبیر سے کسی طرح پر اُن کی شرارت سے بچنا چاہو تو خیر دپارہ ۳ رکوع ۱۱ اس سے صاف معلوم ہوا کہ خدا ہم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ اگر کافروں کی شرارت سے بچنا چاہیں تو کافروں کو دوست بنائیں۔ یہی تقیہ ہے جس پر تم اعتراض کرتے ہو۔ مولوی صاحب۔ مگر اس میں تو صرف کافروں کے دوست بنانے کا ذکر ہے۔ مذہب چھپانے کا بیان تو نہیں ہے۔ تم لوگ تو مذہب چھپانے کو تقیہ کرتی ہو۔

ہدایت خاتون۔ کیا خوب خدا پہلے تو کافروں کو دوست بنانے سے منع کرتا ہے اُس کے بعد کہتا ہے کہ اگر وہ تم سے شرارت کریں اور ان کو دوست بنالینے سے تم ان کی شرارت سے بچ جاؤ تو انھیں دوست بنالو۔ پہلے خدا نے بتا دیا کہ کافروں کو دوست بنانا اس درجہ برا اور باعث غضب خدا ہے کہ جو ایسا کرے گا وہ اللہ سے بے سرو کار ہو جائے گا۔ گویا خدا اُس کو بالکل چھوڑ دے گا۔ پھر فرمایا کہ لیکن ان کو دوست بنانے سے وہ شرارت کریں اور تمہیں نقصان پہنچائیں تو تم لوگ ان کو دوست بنالو۔ ایسی صورت میں ان کا دوست بنانا حکم خدا کی تعمیل ہوگا۔ غرض خدا نے جس بات سے پہلے منع کیا۔ تقیہ کی وجہ سے اسی کی اجازت دیدی۔ مولوی صاحب۔ اچھا ذرہ اس آیت کی تفسیر بھی تو دیکھو کیا لکھا ہے۔

ہدایت خاتون۔ دیکھو تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔ الا ان تتقوا منہم۔ الا ان

ان تحافوا من جہتہما۔ بحسب القائر۔ والفعل متعدی بمن کلانہ فی معنی تحذروا و تحافوا۔ تقاة و قرء یعقوب تقیۃ۔ منع عن مولا ظاہر او باطنانی الاوقات کلہا الاوقاف الخافۃ۔ فان اظہر ما لملوالات حیدث جائز۔ مگر یہ کہ اُن کافروں سے بچنا چاہو یعنی اُن سے تمہیں کسی ایسی بات کا خوف ہو جس سے بچنا واجب ہو تب ان سے ضرور دوستی کرلو۔ موجود قرآن میں لفظ تقاة ہے لیکن امام یعقوب کی قراۃ میں یہ لفظ تقیۃ ہے۔ خدا نے مسلمانوں

کو حکم دینے کے ظاہر و باطن دونوں میں کافروں کی دوستی سے بچیں۔ البتہ کیا فائدہ
 سے کسی بات کا ذکر ہو تو اس وقت اُن کی دوستی ظاہر کریں (تفسیر بیضاوی مطبوعہ
 مصر جلد ۱ ص ۱۱۱) اس سے واضح تر کلام سنو۔ امام بخاری نے لکھا ہے وقال الا
 ان تتقوا منهم تقاة وہی تقيۃ خدا نے جو فرمایا ہے کہ اگر کافروں سے ڈرو
 ہو تو ان سے بچنے کے لئے دوستی کر لو۔ اس میں تقاة کا مطلب تقيۃ ہے کہ تم لوگ
 تقيۃ کر لیا کرو (صحیح بخاری کتاب الاکراه پ ۲۸ ص ۵۵ مطبوعہ دہلی) اور علامہ
 ابن حجر نے اس جملہ کی شرح میں لکھا ہے تقاة و تقيۃ واحدة ومعنى الآية
 لا يتخذ المؤمن الصافر وليا في الباطن ولا في الظاهر الا للتقيۃ
 في الظاهر فيجوز ان يواليه اذا خافه ويعاديه باطنا۔ تقاة اور تقيۃ
 دونوں ایک ہی ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مومن کسی کافر کو اپنا دوست
 نہ بنائے۔ ہاں اگر ظاہر تقيۃ کرنے کی ضرورت پیش آجائے کہ اگر اس کافر کی دوستی
 ظاہر نہ کی جائے تو اس سے کسی قسم کا غم ہو تو جائز ہے کہ ظاہر اس کی دوستی کا
 اقرار کر لیا جائے اور دل میں اس کی دشمنی ہی رہے (فتح الباری پ ۱ ص ۵۵)
 اور علامہ غزالی نے رازی وغیرہ نے لکھا ہے التقيۃ جائزۃ لصون النفس
 جان بچانے کے لئے تقيۃ کرنا جائز ہے۔ التقيۃ جائزۃ للمؤمنين الى
 يوم القيامة وهذا القول اولے لان دفع الضرر عن النفس واجب
 بقدر ما امکان۔ تقيۃ مومنین کے لئے قیامت تک جائز ہے اور یہی قول بہتر
 ہے کیونکہ اپنے نفس سے ضرر کا دور کرنا واجب ہے (تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۶۲۶ و خازن
 جلد ۱ ص ۲۲۱ و در منثور جلد ۲ ص ۱۱ وغیرہ)۔ ہندوستان میں جناب نواب مولوی
 مدنی حسن خاں صاحب بھوپالی تمہارے مذہب کے زبردست عالم گزرے
 ہیں انھوں نے بھی لکھ دیا ہے التقيۃ جائزۃ الى يوم القيامة
 تقيۃ قیامت تک جائز ہے (تفسیر منہج البیان جلد ۲ ص ۱۲) غالباً اب تم کو
 کوئی عذر نہیں ہوگا کہ اس آیت سے تقيۃ کا حکم مثل آفتاب روشن ہے۔
 مولوی صاحب۔ خیر یہی ایک آیت ہے یا اور بھی کوئی بتا سکتی ہو۔

ہدایت خاتون۔ دوسری آیت دیکھو۔ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ فَامَنَّ
اَكْبَرُہٗ وَّ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنُّ بِاِلَیْمَانٍ وَّ لَئِنْ مَن شَرَحَ بِاللّٰفِ صَدًّاۙ سَۤاَفَعْلٰمٌ
غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ لَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ جو شخص کفر پر مجبور کیا جا کر اس کا
دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو اس سے کچھ مواخذہ نہیں لیکن جو شخص ایمان لائے
پچھے خدا کے ساتھ کفر کرے ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان کے لئے سخت عذاب
ہے (بارہ ۱۲ ع ۲۰)۔ اس میں خدا صاف فرماتا ہے کہ جس شخص کے دل میں ایمان
ہو مگر وہ مجبوراً کفر کا کلمہ کہہ دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مولوی صاحب۔ دیکھو تو حضرت مولانا نواب صدیق حسن خاں صاحبِ حمۃ اللہ علیہ
نے اسکی تفسیر میں کیا تحریر فرمایا ہے۔

ہدایت خاتون۔ فرماتے ہیں اجمع المفسرون و اهل العلم علی ان من
اکثر علی الکفر حتی حشے علی نفسه القتل اند کا اثم علیہ ان کفر
و قلبہ مطمئن با لایمان ولا تبین منہ نرا وجتہ ولا یحکم علیہ حکم الکفر
مفسرین و علماء اعلام کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص کفر کی بات کہنے پر مجبور کر دیا جا
یہاں تک کہ اسے اپنے قتل ہو جانے کا خوف ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ کفر
کی بات کہہ دے درحالیہ کہ اس کے دل میں ایمان بھر پور ہو۔ پھر نہ وہ کافر ہو گا نہ
اسکی زوجہ اس سے طلعہ کی جائیگی۔ نہ اس پر کسی بات میں کفر کا حکم کیا جائیگا
(تفسیر فتح البیان جلد ۵ صفحہ ۲۷۹)

مولوی صاحب۔ البتہ اس آیت سے بھی تمہارے دعوے کی تصدیق ہوتی ہے۔
ہدایت خاتون۔ یہ آیت بھی دیکھو۔ خدا نے فرمایا ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ
سے کہا وَ لَبِثْتُ فِیْہَا مِنْ عُمُرِکَ سِنِیْنٍ وَ فَعَلْتَ فَعَلْتُکَ الَّذِیْ فَعَلْتُ وَ اَنْتَ
مِنَ الْکٰذِبِیْنَ۔ اے موسیٰ تم اپنی زندگی میں برسوں میرے ہاں رہے اور تم نے
وہ حرکت بھی کی جو کہ تھی اور تم کافروں سے تھے (پ ۱۹ رکوع ۶)

مولوی صاحب۔ تم بھی کیا بے نیکی باتیں کرتی ہو۔ اس آیت میں تفسیر کا ذکر
کہاں ہے؟ ذکر کیسا اشارہ تک نہیں ہے۔ راضی ایسی ہی ہل باتیں کرتے ہیں۔

آل واصحاب اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرین کے ساتھ صحابہ رسولؐ کا سلوک کیسا تھا۔ ان لوگوں نے امانت رسولؐ کے ساتھ کس درجہ بے رنجی کی۔ واقعہ کر بلا کے وقت کتنے صحابہ موجود تھے مگر انھوں نے اوجہ ذرہ برابر توبہ نہیں کی۔ حالانکہ وہ مدد کرتے تو امام مظلوم شہید نہ ہوتے۔ نہایت مفید اسلامی تاریخی تحقیقات کا ذخیرہ ہے۔ قیمت ۱۲

اب شری مسٹر عبد کلیم صاحب شری لکھنؤی نے حضرت سکینہ بنت اوسینؓ کا بہت فخر اور سزا نادل لکھ کر مسلمانوں کے دل نہیں آگے لگا دی تھی اس کا مسلسل جواب اور تاریخی حقیقات کا بے مثل خزانہ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت پھر

صاحب العصر والزمان حضرت حجۃ کے وجود اور غیبت کی بہت زبردست دلیلیں اور قادیانی فرقہ نے حضرت کے بارے میں جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل اور تشفی بخش جواب۔ قیمت ۱۲

عقل و تہذیب اہل حدیث ان کے علماء و پیشوایان دین کے قابل مضحکہ حالات کا مکمل مجموعہ

قیمت ۱۲ **سنن العلام** مولوی شبلی صاحب نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں لکھا تھا کہ سناذ اللہ فتنہ شبلیؒ جناب میر نے بھی ایک دفعہ شراب پی تھی اسکی مفصل اور محققانہ رد کر کے اس روایت کی وجہاں اڑا دی گئی ہیں۔ قیمت ۸

کے بارے میں اہلسنت اعتراض کرتے ہیں۔ رسالہ حد السارق میں پوری **تحریف قرآن** تحقیق اور جامعیت سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ تحریف قرآن کے قائل اہلسنت ہیں اور انکی کتابوں سے یہ اس طرح واضح ہے کہ کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

سنی شیعہ کے درمیان بہت زبردست بحث ہے۔ ذاب حسن الملک بہادر نے شیعوں **مسئلہ فہک** کے خلاف آیات مبینات میں بہت زور لگایا ہے اس کا مفصل جواب کمال تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب یوں کے لئے نفع بخش ہے۔ جلد اول۔ جلد دوم۔ جلد سوم۔ جلد چہارم

مقدمہ نفع البلاغ بعض اہلسنت کہتے ہیں کہ نفع البلاغ حضرت امیر المومنین علیؓ کا کلام ہے کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲

ہندوینڈیت کا رسالہ خلافت ایک ہندوینڈیت ہرنام صاحب نے مسئلہ خلافت امامت پرودہ پر مد **عزیز شاہ** کی ہے جس سے مذہب شیعہ کی حیثیت مثل آفتاب روشن ہے اس رسالہ نے ہندو اہلسنت میں زلزلہ ڈال دیا ہے۔ اصلاح کو دوجہ یدغیرہ اور دیگر یہ کتاب مفت طلب کر لیجئے۔

فرار اڈیٹر انجم | مولوی جلدت کو صاحب اڈیٹر انجم کھنڈ کا جناب مولانا سید علی حیدر صاحب قبلہ

مدیر رسالہ اصلاح سے مناظرہ کے لئے آنا اور پیر مناظرہ شرمناک فرار اختیار کرنا قابل دیدہ ہے

فتح مبین | اس رسالہ میں بھی اڈیٹر انجم کے مناظرہ سے فرار کرنے اور ضلع سارن کے مشہور عالم

فتح مبین | مولوی حکیم فتح محمد کے مشہور ہو جانے کا دلچسپ تذکرہ ہے۔ قیمت ۲۴

فتح رحمان | اڈیٹر انجم کا دوبارہ مولانا مدح سے مناظرہ کی ہمت کرنا اور فرار کرنا۔ قیمت ۲۴

فتح القدیر | اڈیٹر انجم نے مبنی میں جا کر شیوہ سے مناظرہ کیا اس پر منسل تبصرہ قابل دیدہ ہے قیمت ۳۲

قول کریم | ایک سنی عالم کا اڈیٹر انجم پر اعتراض کفر و اہانت کی کتاب میں تائید قرآن کے مضامین

پوری تحقیق و جامعیت سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ اہانت تحریف قرآن کے قائل ہیں اور انکی کتابوں

قرآن کی تحریف اس طرح واضح ہے کہ کوئی شخص اس کا نہیں کر سکتا۔ آج کل اڈیٹر انجم سے بھی اس کا بڑا

ہٹس ہو سکا قیمت ۴۰

معراج شہادۃ | شہادۃ امام حسین کے متعلق ماہنامہ سید خیرات احمد صاحب دیکھ لیا مصنف کتاب

معراج شہادۃ | زاریان کا زبردست کتاب بہت دلچسپ مفید اور بصیرت افزا

قیمت ۲۰

مشعل ہدایت | جناب حاجی سید احسن صاحب بی۔ اے مجسٹریٹ پیشتر کجھو کی مشہور

مشعل ہدایت | زبردست تحقیقی کتاب حمیں دکھایا ہے کہ خدا اپنے کلام پاک میں رسول اور

آل و اصحاب کے لئے کیا فرماتا ہے اور قرآن مجید سے آل و اصحاب کا کیا پایہ ہے اور اصحاب کس مرتبہ پر

ہیں اور ان تمام حقائق کی مٹیوں میں امت پر کس کی پیروی اور کس حد تک فرض ہے۔ غرض یہ

ہی قابل قدر کتاب ہے بحیثیت مجسٹریٹ آپ نے سنی شیوہ کے اختلافات کا فیصلہ بھی کمال انصاف

وضوہ میں پاؤں پر مسح کرنا | فرقہ اہل قرآن نے جو پنجاب میں پیدا ہوا ہے قرآن مجید سے دکھا

تھا کہ وضوہ میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اسکے جواب میں دفتر اصلاح سے استعان اہل قرآن

قول فیصل شائع کر کے ثابت کر دیا گیا کہ قرآن مجید وضوہ میں پاؤں پر مسح کرنے ہی کا حکم دیتا

اس تحقیق سے یہ رسالے لکھے گئے کہ اہل قرآن کو بھی مان لینا پڑا۔ قیمت ۲۴

اسلامی خدا | توحید خدا کو آیات قرآن مجید سے بہت مفصل اور جامعیت سے ثابت کر

کر دیا ہے کہ جس طرح اسلام خدا کی توحید سکھاتا ہے دنیا کا کوئی فر

سکا سکتا۔ قیمت ۲۴۔ المشتہر۔۔ منجر اصلاح کجھو (صوبہ بہار)

اضلاع



مدیر

جناب مولانا اعلیٰ حیدر صاحب قیادہ ام برکاتہم

دارالاشاعت

کجھوا (صوبہ بہار)

چند سالہ کامیابی کے بعد
پہلی بار اس کتاب کو
پہلی بار شائع کیا گیا ہے

چند سالہ کامیابی کے بعد
پہلی بار اس کتاب کو
پہلی بار شائع کیا گیا ہے

بعض ہمدردان اصلاح اپنے پرچوں کی پوری حفاظت نہیں کرتے اور اس
 مکرر پڑھیں جاسکتا۔ ختم ہونے پر دفتر اصلاح میں شکایت کرتے ہیں کہ اتنے نمبر نہیں ملے کر فوراً
 بھیج دیجئے۔ ان کل حضرات سے التماس ہے کہ جس وقت رسالہ پہنچا کرے بڑھکر اگر صندوق یا مال
 میں مقفل کر کے بند کر دیا کریں تو کوئی نمبر ضائع نہ ہو۔ ہاں ایک نمبر پہنچنے پر اگر ہمیں معلوم ہوگا
 کہ قبل کا نمبر نہیں ملا تو وہ مکرر روانہ کر دیا جائیگا۔ مگر دو تین نمبروں کے بعد قبل کا نمبر طلب کیا جائیگا تو
 نہیں جاسکتا۔ مثلاً نمبر ۱۳۵۶ پہنچنے پر اگر لکھا کہ نمبر ۱ نہیں ملا تھا تو مکرر بھیج دیا جائیگا لیکن اگر نمبر ۲
 طلب کیجئے گا تو وہ نہیں جاسکتا۔ بلکہ اس کے لئے فی نمبر ۸ قیمت آپ کو بھیجی
 پڑے گی۔

وہ فوراً دفتر اصلاح میں بھی اپنے جہد پر پتے کی
 جو لوگ ایک جگہ دوسری جگہ بدل جاتے ہیں | اطلاع دے دیا کریں ورنہ ان کا رسالہ آج سا
 پتے پر جاتا۔ ہنگامہ اور پھر دفتر سے مکرر نہیں بھیجا جائیگا اکثر حضرات اس کی پابندی نہیں کرتے جس
 دفتر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔

۱۳۵۶ ہجری کا چندہ اصلاح | ۱۳۵۶ ہجری کا چندہ اصلاح جن حضرات نے اب تک نمبر
 ۱۳۵۶ ہجری کا چندہ اصلاح | بھیجا وہ فوراً بذریعہ مخی آرڈر روانہ کر کے شکر گزار کریں ورنہ آئندہ
 نمبر ضروری پی روانہ کیا جائیگا جس میں آپ کا سرسبزہ فضول خرچ ہو جائیگا۔ بہت حضرات دئی
 ہو پونچے پر شکایت کرتے ہیں کہ دی پی کیون بھیج دیا خط لکھ کر چندہ کیوں نہیں طلب کیا۔ ان سب کا
 خدمت میں التماس ہے کہ دفتر میں اتنے محرر نہیں ہیں کہ ہر شخص کو طلب چندہ کا خط لکھا کریں اور نہ
 مال ہے کہ ہر شخص کو نہ کا پوسٹ کارڈ بھیجا جائے پس اس اطلاع کو آپ حضرات کا رد خیال
 کر کے فوراً اپنا چندہ بذریعہ مخی آرڈر عنایت فرمادیں کہ دی پی بھیجنا ہمارے لئے بھی بڑی مصیبت ہے
 ناول جوہر قرآن سوانح عمری حضرت عمر | دفتر اصلاح کے مشہور و کچھ نیا بل تصور و عزا کے ختم ہو
 پر ہر ایک فرمائش آرہی ہیں مگر ہم صحیح سے مجبور ہیں اور حضرات اس کے دیکھنے کے لئے یہی
 میں اسی طرح جو حضرات اسی وقت سے سالہ اصلاح کے خریدار نہیں ہونگے اور ناول جوہر قرآن سوانح عمری
 خلیفہ دوم ختم ہونے پر طلب کریں گے تو بہت افسوس کریں گے۔

وہ اچانک بھولا | انگریزی میں ڈاک خانہ کچھ اس طرح لکھا جائے۔
 O. KUNHWA (BIHAR CIRCLE)

| نمبر شمار | مضمون | ہرست مضامین | راستم | صفحہ |
|-----------|------------------------------------------------|------------------------------------------|-------|------|
| ۱ | سب سے پہلے اس کو پڑھئے | بینچر صلاح | ۱ | ۱ |
| ۲ | تاریخ اس کا غلط نامہ اور بعض تیج | " | ۲ | ۲ |
| ۳ | تاریخ ائمہ کا گجراتی ترجمہ | احقر علی حیدر علی عنہ مدبر | ۳ | ۳ |
| ۴ | کتاب طبقات ابن سعد کی امید | مولوی فہیدہ رحید صاحب کچھوئی مودی عالم | ۴ | ۴ |
| ۵ | نام شیعہ | | ۵ | ۵ |
| ۶ | مولانا سید محمد صاحب لدھی پرمقدمہ | جناب مولوی سید نجم الحسن صاحب کاراوی | ۶ | ۶ |
| ۷ | حضرت عثمان کا جمع کردہ قرآن نائب ہو گیا | جناب میر نصرت علی صاحب میسوری | ۷ | ۷ |
| ۸ | ترقی کا اصلی راز | جناب سید کاظم حسین صاحب صلیبہ آریٹھنرولی | ۸ | ۸ |
| ۹ | مولوی شہداء اللہ صفا کا اپنی غلط فہمی پر اصرار | جناب محمد حسن صاحب سنی مال سید ازناوٹہ | ۹ | ۹ |
| ۱۰ | جنت کا محکمہ | جناب سید رضا حسین صاحب گونڈا | ۱۰ | ۱۰ |
| ۱۱ | گوند کا امام باڑہ | جناب سید غلام رسول صاحب ڈیرہ غازی خان | ۱۱ | ۱۱ |
| ۱۲ | عاشقان امام حسین | | ۱۲ | ۱۲ |
| ۱۳ | اخبار عنہ | | ۱۳ | ۱۳ |

سب سے پہلے اس کو پڑھئے! ناظرین! صلح! و ہمدردان دین و ملت! آپ حضرات ملاحظہ فرمائیے
 میں اس سال سے سالہ استانت لے سادہ و عظیم الشان کتابیں
 شروع کی گئی ہیں۔ ان دونوں کی وجہ سے دفتر کے مسافر بہت زیادہ ہوتے ہیں جو کسی طرف پتہ
 ہوتے نظر نہیں آتے۔ البتہ اگر خدا کے فضل و کرم سے آپ حضرات ان دونوں کتابوں کے مکمل
 کرانے پر آمادہ ہو جائیں تو سب آسان ہو جائے۔ اسکی بند صورتیں ہیں (۱) ہمدرد صلح
 اس رسالہ کے کم از کم دو جلد خریدار عنایت فرمائیں۔ بلکہ ۲، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸،

تمام اسلامی فرقوں سے بڑھ جائیگا۔ ایک دو قرن گزرے کہ یہ فرقہ سوائے ایران کے کبھی بسبب قلت و عدم قدرت اپنے مذہب میں تقیہ کرتا تھا۔ مگر تب سے کہ دول مغرب نے ممالک مشرقیہ میں تسلط حاصل کیا ہے اور تمام مذہبوں کو آزادی بخشی ہے یہ فرقہ علی الاطلاق ہر جگہ اپنے مراسم مذہبی عمل میں لاتا ہے اور یہ آزادی ان لوگوں کے حق میں ایسی مفید ثابت ہوئی ہے کہ ارباب تقیہ کا نام مذہب شیعہ سے اٹھ گیا۔ ان اسباب کی مناسبت سے جن کا ذکر ہوا یہ فرقہ زمانہ کی ضرورتوں سے تمام اسلامی فرقوں کی نسبت زیادہ واقف ہے ... علاوہ اس کام کے واسطہ کے جسکی انھیں ضرورت ہوتی ہے ان کی دوستی اور معاشرت تمام اقوام کے۔ یہ لازم و ملزوم ہے اور ان کا میل جول ان کے ساتھ ان کی محفلوں اور مجالسوں کی کثرت سے ہوتا ہے۔ اور جب کہ ان کے ہم مشرب بار بار ان کے مذہبی اولاد پر باتیں سنتے ہیں تو محال ان کے مذہب سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اور شری کا نام ہی یہی ہے۔ اور جو اس سے ہوتا ہے وہ دبی اثر ہے جسکو تمام دول مغرب کے عقائد میں سیر کی رتی کے لئے تعجب خیز اغراجات سے پیدا کرنا چاہا ہے۔

تقریہ کی حکمت من جلد امور سیاسی کے جسکو فرقہ شیعہ کے بزرگوں نے چند قرن سے اس طرف کھینچ لئے ہیں، اصول دانش کا اختیار کرنا ہے۔ جس کا نام شبیہ و تقریہ ہے امام حسین علیہ السلام میں فرقہ شیعہ نے اس نکتہ سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر اس کو ابھی لباس پہنا دیا ہے۔ بہر صورت جو ان کے تقریہ اور شبیہ سے خاص و عام کے دل پر ہونا چاہئے وہ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ادھر تو مجسّم میں متواتر و مضبوط خوافی کا ہونا اور منبروں پر اور مجالسوں میں ان مصیبتوں کا جو ان کے بزرگان دین پر گزری ہیں اور ان ظلموں کا جو امام حسینؑ پر ہوئے ہیں ذکر کرنا اور اس پر شوق دلانے والی حدیثوں کا جو مصائب کی پیغمبر کے بارہ میں وارد ہیں بیان کرنا اور پھر ان مصائب کی شبیہ بھی لوگوں کو دکھانا نہایت موثر ہوتا ہے۔ اور جتنا خیال میں آسکتا ہے اس سے بھی زیادہ اس فرقہ کے اعتقاد کو مضبوط کرنا ہے۔ اور انھیں بارہک نکتوں سے اس بات کا بتا گیا ہے کہ مذہب شیعہ کی ترقی کے آغاز سے آج تک یہ نہیں سنا گیا کہ ان میں سے چند لوگوں نے

یا ایک جماعت نے اسلام کو ترک کیا ہو یا دیگر اسلامی فرقوں کی طرف مائل ہو ہوں۔ یہ لوگ شیبہ کو کئی طرح نکالتے ہیں۔ کبھی مجالس مخصوص میں اور کبھی مقررہ مقامات پر۔ چونکہ اس قسم کی مجلسوں اور خاص مقامات میں دوسرے فرقوں کے لوگ کم شریک ہوتے تھے۔ ایک خاص طرز ایجاد کر کے اور شیبہ نکال کر کوچہ اور بازار اور تمام فرقوں کا پھرتے ہیں۔ اور اس سے ایسا اثر جو ہونا چاہیے اور ایسے نظارہ کے دیکھنے سے ہوتا ہے اپنے بیگانے بلکہ ہر فرقہ کے دل پر پڑتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ اس عل شیبہ نے خاص عام کو ایسا گردیدہ بنالیا ہے کہ بعض اسلامی فرقے اور ہندو بھی شیبیوں کی تقلید کرے شیبہ نکالنے میں اُن کا ساتھ دیتے ہیں۔ شیبہ کا رواج تمام اسلامی ممالک سے زیادہ ہندوستان میں ہے۔ اور اسلام کے دوسرے فرقے اس کام میں اُن کے ساتھ زیادہ تر شریک ہوتے ہیں۔ گویا اصول تائش و عل شیبہ کو سلاطین صفویہ نے (جو اول سلسلہ تھے اور جنہوں نے مذہب کی قوت سے سلطنت کو حاصل کیا) قوت دی۔ شیبیوں کے رؤساء روحانی نے بھی کسی قدر تائید کی اور جائز جانا۔ من جملہ ان امور کے جو اس فرقہ کی ہر جگہ ترقی اور شہرت کا باعث ہیں اپنی حالت کا دکھانا ہے۔ اس معنی میں بسبب مجالس۔ ماتم اور شیبہ اور سینہ زنی اور گشت کرنے اور آشکارا ہونے کے اور فرقوں کے دلوں کو اپنی حالت و ہیبت و قوت و شوکت سے مائل کر لیتے ہیں۔ یہ بات مانی ہوئی ہے کہ ہر گروہ و جماعت لوگوں کی نظروں اور توجہ کو ایک حد تک اپنی طرف منحطف کر لیتی ہے۔ دس ہزار آدمی اگر کسی شہر میں الگ الگ ہوں۔ اور ہزار آدمی ایک جگہ جمع ہوں تو اُن ہزار آدمیوں کی شوکت و نمود خاص و عام کی نظروں میں اُن دس ہزار سے زیادہ ہوگی۔ علاوہ بریں جب ہزار آدمی اپنے ہونگے تو ہزار غیر بھی بعضے تماشہ کی غرض سے۔ بعضے دوستی و آشنائی کی دہر سے۔ بعضے اپنے ضروری کام انجام دینے کے لئے شامل ہو جائیں گے اور لوگوں کی نظروں میں اُن کی قوت و شوکت و گنی معلوم ہوگی یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ اگرچہ شیبیوں کی جماعت قلیل ہے اس عل سے لوگوں کی نظروں میں اُن کی حیثیت و گنی اور قوت و شوکت دس گنی معلوم ہوتی ہے۔ اور اس قوم کی شہرت اور ترقی کا سبب زیادہ تر یہی نکتہ ہے۔ من جملہ اُن امور طبعی کے جو اور فرقوں کے دلوں پر

اثر ڈالنے میں فرقہ فیسیم کے مددگار ہیں وہ مظلومیت کا جلوہ ہے جو یہ لوگ اپنے بزرگان دین کی نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ایک نیچر کا مسئلہ ہے کہ ہر شخص بالطبع مظلوم کا طرفدار اور زبردست پرکمزور کا غلبہ چاہتا ہے۔ ضعیف و مظلوم اگرچہ حق پر نہ ہو اس توئی و ظالم کی نسبت جو حق پر ہو انسانی طبیعتیں اُسکی طرف زیادہ راغب ہوتی ہیں۔ خصوصاً اُس صورت میں جب کہ اس پر ایک مدت اور زمانہ گزر گیا ہو۔ یورپ کے مصنفین نے جو سین اور اُن کے اصحاب کے جنگ جہاں کا حال لکھا ہے ملاحظہ کر کے ان لوگوں پر کچھ اعتقاد نہیں رکھتے۔ تاہم اُن کے قاتلوں کے ظلم و ستم و بے رحمی کو حد سے زیادہ مان کر ان کے قاتلین کا نام لعن و لعن سے لیتے ہیں اور یہ قدرتی باتیں ہیں جن کو کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ نکتہ قدرتنا فرقہ شیعہ کا معاون بن گیا ہے عرض اسی طرح بہ کثرت محققین یورپ نے عزا داری کے فوائد و مصالح کو تفصیل سے لکھا ہے اور تاریخی حالات ان امور کی تصدیق کرتے ہیں (باقی آئندہ)

مولانا محمد صیاد دہلوی پر مقدمہ

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

کس درجہ حیرت سے یہ خبر اخباروں میں دیکھی گئی کہ دین اسلام کے ایہ ناز خلیب اور ملت بیضا کے زبردست حامی جناب مولانا سید محمد صاحب دہلوی پر کسی نے کمال درجہ مہربانی کا ثبوت دیا ہے۔ مدوح کے خلاف زبردفعہ ۳۷۹ ایک مقدمہ دائر کیا گیا ہے جس سے آپ پر یہ الزام ہے کہ آپ نے دس سال کی ایک لڑکی کے ساتھ جو سستی ہے بجز اقدام کیا۔ اس مقدمہ کی کئی پیشیاں ہو چکیں۔ اور ہندوستانی اخبارات اس خبر کو لکھ کر شیعوں پر بہت کچھ چوٹ کر رہے ہیں۔ مومنین ہندوستان میں اس خبر سے بہت زیادہ بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور مولائے مدوح کی طرف سے کئی مشہور وکیل اور برسر طر کام کر رہے ہیں۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی آسکتا تھا کہ ایسے زبردست خادم دین و ایمان پر ایسا الزام قائم ہوگا؟ اگر جب آپ سے ہزاروں درجہ بڑھی ہوئی ذات اس الزام سے نہیں بچی تو آپ کیسے بچتے؟ مولائے مدوح جس بزرگ کے ہم نام اور جس ہستی کی انت میں ہیں یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلعم اُن حضرت کے متعلق بھی بالکل ایسا ہی واقعہ بیان کیا گیا جو آج تک اس کتاب میں موجود ہے جو قرآن کے برابر بھی جاتی ہے اور بخدا ہی

شریف ایسے سوز نام سے پکاری جاتی ہے۔ مولوی سید محمد صاحب ہلوی کے متعلق یہ بیان ہے کہ ایک لڑکی سے بھجرا قدم کیا۔ اب خدا کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلیم کے متعلق بھی اُن حضرات کا بیان ملاحظہ ہو۔ ان عائشہؓ قالت حدثنا ابو نعیم حدثنا عبد الرحمن بن غسیل عن حمزہ بن ابی اسید عن ابی اسید رضی اللہ عنہ قال خیرنا مع النبیؐ حتی انطلقنا الی حائط یقال له الشوط حتی انتهینا فجلسنا بینہما فقال النبیؐ اجلسوا ہنا ودخل رقد اتے بالجونیۃ فانزلت فی بیت فی فخل فی بیت اجمۃ بنت النعمان بن شراحیل ومعہا حاضنۃ لہا فلما دخل علیہا النبیؐ قال ہی نفس لی قالت وھل تمب المککۃ نفسہا للسوقۃ۔ قال فاہرے بیدۃ یضع یدہ علیہا تسکن فقالت اعوذ باللہ منک فقال قد حدثت بمعاذ ثم خرج علینا فقال یا ابا اسید اکسہا اسرقین والحقہا باھلہا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں کہ ابراہیمؑ نے کہا کہ ایک دفعہ ہم لوگ جناب رسول خدا صلیم کے ساتھ مدینہ سے باہر ایک باغ کی طرف چلے جس کو شوط کہتے تھے یہاں کہ ہم لوگ دو باغوں کے قریب پہنچے اور اُن دونوں کے درمیان بیٹھ گئے (تا کہ دونوں باغ دونوں جانب پر دے کا کام کر دیں اور ہم لوگوں کی کارروائی کسی آنے جانے والے پر ظاہر نہ ہو) وہاں پہنچنے پر جناب رسول خداؐ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ یہیں بیٹھ جاؤ اور خود حضرت اُمّ الدرداءؓ داخل ہوئے جہاں جو نیہ لائی گئی تھی اور امیر بنت نعمان بن شراحیل کے گھر میں کھجور کی شاخوں میں ایک کمرے کے اندر بٹھائی گئی تھی اور اُس کے ساتھ اسکی دایہ بھی تھی۔ جب حضرت صلعمؓ اُس عورت کے پاس پہنچے تو اُس سے کہا کہ اپنے کو میرے حوالہ کر دے۔ اس پر وہ بگڑ کر بولی کیا شاہزادی بھی اپنے کو بازاری لوگوں کے حوالہ کرتی ہے؟ یسئرا حضرت صلعمؓ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُسے اوپر رکھنا چاہا تا کہ وہ مان جائے مگر اُس نے غضبناک ہو کر کہا میں تم سے خدا کی پناہ لیتی ہوں۔ اس پر حضرتؓ نے فرمایا تو نے بڑی پناہ مانگ لی۔ پھر اس کمرے سے نکل آئے اور مجھ سے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ اس کو دور از قید (جو کتان کا سفید کپڑا پہنا ہوا ہے) پہننے کو دے دو اور اس کے گھر تک واپس پہنچا دو (صحیح بخاری مطبوعہ مصر)

جلد ۳۱، ۱۶۷، اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ عورت جو نیہ نہ خود سے آئی نہ اپنے اہل و عیال کی اجازت سے بلائی گئی بلکہ حضرتؐ نے اس کو کسی طرح منگایا تھا۔ اور یہ معاملہ اس درجہ مخفی رکھا گیا کہ حضرتؐ نے اس کو مدینہ میں بھی بلانے کی جرات نہیں کی بلکہ اپنے مخصوص اصحاب کے ساتھ حضور مدینہ سے بالکل باہر دو باغوں کے درمیان ٹھہرا جہاں کھجور کا ایک کرا بنایا گیا جس میں وہ عورت اتار لی گئی۔ وہاں حضرتؐ نے پوچھا کہ اس سے اپنی خواہش ظاہر کی تو اس نے قطعی انکار کیا۔ اس پر حضرتؐ نے ہاتھ بٹھا کر اس کو راضی کرنا چاہا مگر اُس نے تیور بدل کر اس طرح اپنی نفرت ظاہر کی کہ حضرتؐ فحش ہو گئے اور اُس کا غصہ کم کرنے کے لئے اُسے دو جوڑے دلوں کا حضرتؐ نے رخصت کر دیا۔

حضرت رسولؐ کا صلہ کے متعلق اس امر کا دعویٰ کرنے والے حضرات اہل سنت ہی ہیں۔ اسی طرح مولوی سید محمد صاحب کے خلاف ایسا دعویٰ کرنے والے بھی برادران اہل سنت ہی ہیں۔ اور جس طرح حضرت رسولؐ کا صلہ کے متعلق یہ واقعہ نہایت درجہ حیرت خیز ہے کیونکہ ۵۳ سال تک حضرتؐ مکہ معظمہ میں رہے وہاں کسی نے حضرتؐ کی معیت کے متعلق ایک حرف بھی نہیں رکھا۔ اور جب حضرتؐ مدینہ میں رہنے لگے اور بوڑھے ہو گئے تب حضرتؐ کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا۔ اُسی طرح مولوی سید محمد صاحب کے متعلق بھی یہ نہایت حیرت خیز ہے کیونکہ آپ مدت دراز سے بلخی ایسے شہر میں ہر سال جاتے ہیں جو ہندوستان کا گویا پرستان ہے اور جہاں پردہ کا رواج کم ہونے کی وجہ سے بھی ہر قوم کی ہزاروں نہایت حسینہ و جمیلہ کیا روزانہ نظروں کے سامنے سے گزرتی رہتی ہیں۔ وہاں مولوی صاحب مدوح نے نہ آنکھ کوئی نکاح کیا۔ نہ نکاح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ نہ کوئی متہ کیا نہ متہ کرنے کی خواہش کی۔ نہ کسی عورت پر عداوت ناجائز نظر کرنے کا الزام آپ کے متعلق کسی نے قائم کیا۔ اور دہلی میں پٹ پٹ یہ الزام قائم ہو گیا جہاں آپ نے گویا وطن اختیار کر لیا ہے۔ اور جہاں کے شاہ عبدالعزیز صاحب اور مرزا حیرت نے خاص شہرت حاصل کر لی تھی۔ یہ معاملہ عدالت میں پوچھا گیا ہے اس وجہ سے اسکے متعلق رائے زنی کی گنجائش نہیں ورنہ بہت کچھ حقیقت ظاہر کرنے کا موقع تھا۔ خدا سلماؤں پر رحم کرے اور مذہبی قصب سے محفوظ رکھے جو انسان کو انھوں کی بسا رت کافوں کی سماعت اور دونوں کی بصیرت کا محروم کر دیتا ہے۔

حضرت عثمان کا جمع کردہ قرآن غائب ہو گیا

برادران اہلسنت ایمان بالقرآن کا دعویٰ چھوڑ دیں

سواد اعظم کی مجتہد کتاب سے اسلامیوں پر توجہ ابن یوسف کا احسان
تھوڑا عرصہ گزر کر میں کراری ضلع الہ آباد کے رئیس عالی جناب سید فیض محمد صاحب دہلی
کے دولت کدہ پر مومنین کے حلقہ میں بیٹھا ہوا دینی گفت و شنید کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں
ایک صاحب نے تین اہم سوالات وارد فرمائے ہیں نے ہر ایک کا اجمالی جواب دینے ہوئے
اونکی خدمت میں عرض کیا کہ عنقریب اسکی تفصیل بھی نظروں کے سامنے آئے گی۔ اسی بنا پر
اُنکے سوالات کو کلمہ تفصیلی جوابات لکھتا ہوں اور عام فائدہ کے لئے ہر ہر ناظرین کو رہا ہوا
(چھلا سوال) سنتے ہیں کہ قرآن مجید کے چالیس پارے تھے۔ صدر اسلام کے
کسی مسلمان نے دس پاروں کو جلا ڈالا اور قرآن شریف کو تیس پاروں کا کر دیا جس سے
قرآن شریف میں نقصان کے ساتھ ساتھ آؤںکی بے حد تفریق ہوئی۔

(جواب) قرآن شریف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ائمہ بندہ ہوتے ہی بیٹے بڑے
منظلم گزر گئے۔ قرآن کافی تعداد میں جلا یا ضرر کیا۔ مگر یہ نہیں کہ جاسکتا کہ اوسکی تعداد
دس پاروں تک پہنچی ہوگی۔ حضرت عثمان نے دودھنٹ پر کی شہادت پر آیتوں کو جمع
کیا اور جب اپنے خیال میں مکمل قرآن بنا لیا تو حکم دے دیا کہ اتنے کے علاوہ قرآن کی
جتنی آیتیں ہیں جلا دی جائیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی اتقان میں اور امام بخاری
صحیح بخاری میں اور صاحب البرقندار اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ و امر ہما سواہ من
القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق یعنی حضرت عثمان نے اپنے قرآن کو
کریںے کے بعد فوراً حکم دے دیا کہ ان کے علاوہ اب جتنے آیات ہیں سب جلا ڈال دیے
جائیں۔ حکم حاکم مرگ معاجات آخر باقی مادہ قرآن جلا ڈالا گیا۔ اتقان جلد ۱ ص ۱۷۷ طبع
اب رہ گیا تو تین کا مسئلہ اوسکی صورت ایک نظیر اس جلائے کے علاوہ اور پیش کرتا ہوں۔

فقیر اعظم اہلسنت علامہ قاضی خاں لکھتے ہیں :-
والذی رعت فلا یرقادمہ ناراداً | اگر کسی کی نگہیں پھوٹ جائے اور خون دیکھ

دیر تک (نہ رُکے تو آیا جائز ہے کہ اپنے خون سے اپنی پیشانی پر قرآن کی کوئی آیت لکھ لے ابو بکر اسکانی کہتے ہیں کہ بے شک جائز ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ اگر پیشاب سے قرآن لکھے تو جواب ملا کہ اگر اس سے شفا ہو جائے تو جائز ہے کوئی ہرج نہیں ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ اگر مردار کی کھال پر قرآن لکھا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ اس کا بھی نہایت آسانی سے یہ جواب ملا کہ اگر اوسمیں شفا ہو تو (قطعاً) جائز ہے۔

یکتب مدہ علی جہت شیئا من القرآن قال ابو بکر الاسکانی یجوز۔ قیل لو کتبت بالبول قال مکان فیہ شفاء کلاباس بہ قیل لو کتبت علی جلد میتہ قال ان کان شفاء جائز۔ (فتاویٰ قاضی حاکم جلد ۴ کتاب الحفظ والاباحۃ ص ۷ طبع نو کشتور ۱۳۳۱ھ ہجری)

(دوسرا سوال) قرآن شریف میں تحریف ہوئی ہے یا نہیں مگر تحریف ہوئی ہے تو اس سے کیا خرابی ہے۔

(جواب) برادران اہلسنت کی وہ معتبر اور موثق کتاب جس پر قرآن ہی کی طرح ایمان لائے ہوئے ہیں اوس سے تحریف کا پتہ چلتا ہے۔ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۱۱ مطبع مصر ۱۳۲۲ھ باب ربم جلی میں ہے۔

اے شک خداوند عالم نے محمد مصطفیٰ صلیم کو مبعوث کیا یعنی فرمایا اور اُن پر اپنی بے نظیر کتاب نازل فرمائی۔ اسی نازل کردہ میں سے آیت ربم بھی تھی۔ ہم نے اسکو پڑھا اور یاد کیا ہے اور اسی آیت کی بنا پر رسول اللہ صلیم نے ربم کی ہے ان کے بعد ہم نے بھی لیکن میں خوف زدہ ہو رہا تھا کہ تھوڑی مدت کے بعد لوگ یہ ذکر اومٹیں کہ آیت ربم کتاب اللہ میں نہیں ہے اس کے سبب سے ایک نازل کردہ حکم کے ترک کی وجہ سے گمراہ ہوں گے۔

ان الله بعث محمدًا بالحق والناس عليه الكتاب فكان ما انزل الله آية الرحيم فقد اناها وعقلها فلما اسرجم رسول الله صليم ورجعنا بعده فاختصه ان طال بالتمساس امان ان يقول قائل والله ما نجد آية الرحيم في كتاب الله يذموا بذلك قصيدة انزلها الله تعالى

اس معتبر اور موثق روایت امام بخاری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف میں تحریف

ہوئی ہے۔ مگر یہ بھی واضح رہے کہ یہ اس آیت کا ذکر ہے جس کو جمع قرآن کے وقت حضرت عمرؓ عمرؓ بڑا ڈھانڈھا کر لائے تھے مگر حضرت عثمانؓ نے اُس کو نہ لکھا اور جلا دیا۔ وان عمرؓ اتی بآیۃ الرحمن فلم یکتبھا یعنی حضرت عثمانؓ کے پاس حضرت عمرؓ آیت رجم لے کر آئے تو آپؓ نے اُسے نہ لکھا۔ کچھ آقان جلد اصلاطیع مصر ۱۸۳۱ء حضرت عثمانؓ کا یہ فعل حق کے صحیفہ پر ہمہر و قصد حق کا کام کرتا ہے۔

ان کے ان معتبر روایات سے تحریف کا مسئلہ صاف ہو گیا۔ ہمارے سر جو ایسی تحریف کے قائل ہونے کا جال مڑھا جاتا ہے وہ سراسر دھوکہ بازی ہے اسلئے سبیل الغرض اگر ہم تحریف (یعنی تحریف ترتیب) کے قائل ہو جائیں تو کوئی قباحت نہیں ہے اس لئے کہ ہم حضرت عمرؓ کے قول (حسبنا کتاب اللہ) کے قائل نہیں ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول (انی تاسک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی) کے قائل ہیں انصاف کی بات تو یہ ہے کہ کوئی شخص چاہے وہ کتنا ہی پست کیوں نہ ہو اگر اچھی بات کہے تو ماننا چاہئے اور اگر خراب ہو تو بڑے سے بڑے کے منہ کی نکلی ہوئی بات بھی میرے خیال میں نہ ماننا چاہئے۔ حضرت عمرؓ کو اکثر گالیاں بجا کرتے تھے۔ ایسی صورت میں اونکے قول پر ایمان لا کر رسول اللہؐ کے قول کو ٹھکرا دینا ایمانی جرم نہیں تو کیا ہے۔ صحیح بخاری جلد ۱۷ طبع مصر باب خندق اور ارشاد الساری باب غزوہ خندق جلد ۱۷ طبع مصر میں ہے:-

حضرت عمر بن خطابؓ یوم خندق افتاب وٹو بنے کے بعد کفار قریش کو خوب گالیاں دیتے ہوئے آئے اور کہا کہ اے رسولؐ (گالیاں دینے میں) اتنی تاخیر ہو گئی کہ آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا (یعنی آفتاب ڈوب رہا تھا) اور مجھے نماز کی پرواہ نہ تھی بلکہ یوں کہوں کہ عروک گالی دینا نماز سے زیادہ مرغوب تھا)

ان عمر بن الخطاب جاء يوم
الخندق بعد ما غربت الشمس
جعل يسب كفار قريش وقال
يا رسول الله ما كنت اصيلي
حتى كادت الشمس ان

تحارب الخ
حدیث ثقلین (جس کو میں اوپر لکھ چکا ہوں) کے متعلق لوگوں کا اعتراض ہے کہ حضرت عمرؓ نے اُسے کیوں نہ مانا جب کہ سرور عالم صلعم کا ارشاد ہے اُس کا جواب صرف اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ کسی کی بات ماننے کے دو ہی سبب ہوتے ہیں یا تو محبت سے مانے یا بزرگ سمجھ کے مانے

حضرت عمر حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو دوست رکھتے تھے یا نہیں اس سے مجھے کوئی بحث نہیں البتہ رسول اللہ صلعم سے اپنے نفس کو بہتر مانتے اور جانتے تھے۔ علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں :-

عن عبد الله بن هشام قال كنا مع رسول الله وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب فقال والله لانت يا رسول الله احب الي من كل شي الا من نفسى فقال النبي صلعم لا يلو من احدكم حتى اكون احب اليه من نفسه (تفسير در منثور جلد ۳ طبع مصر)

عبد اللہ ابن ہشام کہتے ہیں کہ ہم ایک دن رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے وہ حضرت عمر کا ہاتھ پکڑے ہوئے (ٹہل رہے) تھے حضرت عمر بولے خدا کی قسم اے رسول اللہ آپ کو میں اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ چاہتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر جو مجھے اپنی جان سے زیادہ نہیں دوست رکھتا وہ مومن نہیں ہو سکتا۔

انھیں وجہ کی بنا پر حضرت عمر سردار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امور دینی میں روک کر آنحضرتؐ سے کہیں زیادہ اپنے عارف ہونے کا ثبوت دیتے تھے جب عبد اللہ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آپؐ بڑے تو حضرت عمرؓ نے دامن تمام کر جھٹکتے ہوئے کہا (ما امارك الله بهذا) اس کا آپ کو حکم نہیں ہے اوسکے بعد آنحضرتؐ سے کہا امسبت فی اکلا سلام هفوة ما اصبت مثلاً قط آج آپؐ نے ایسی لغویت کی ہے کہ کبھی ایسی لغویت نہیں کی (لباب التاویل سورہ قہر ص ۱۹۲ طبع مصر ۱۳۵۰ھ در منثور علامہ جلال الدین سیوطی جلد ۳ ص ۲۹۶ طبع مصر)

(تیسرا سوال) یہ موجودہ قرآن جو آج ہمارے ہاتھوں میں ہے حضرت عثمان ہی کا جمع کردہ ہے یا کسی اور شخص نے جمع کیا ہے۔

(جواب) بعض کتابوں میں ہے کہ یہ قرآن جو ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ حضرت عثمان کا جمع کردہ ہے مگر بعض کتابیں برادران اہلسنت کی جو موثق ہونے میں پایہ کمال کو پہنچی ہوئی ہیں اس بات کو کھلے فظوں میں کہہ رہی ہیں کہ یہ موجودہ قرآن حضرت عثمان کا جمع کردہ نہیں ہے بلکہ حجاج ابن اسود نے اس کو جمع کیا ہے حضرت عثمان کا جمع کردہ قرآن تو

انھیں کے زمانہ تک رہا اور کئے مرتے ہی وہ بھی دفن ہو گیا۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ حجاج بن یوسف نے جس وقت مدینہ میں اپنا جمع کردہ قرآن بھیجا تھا تو عثمان والے بجز اٹھنے لوگوں نے کہا کہ اچھا حضرت عثمان والا قرآن لاؤ تاکہ پڑھا جاوے۔ اور ان لوگوں نے عاجزانہ کہا کہ دنیا میں اب ان کا جمع کیا ہوا قرآن کہاں ہے؟ وہ تو انھیں کے ساتھ دفن ہو گیا۔

عن محمد بن ابن ثابت مولى سفيان بن عبد الملك عن ابيه قال كنت في حرس الحجاج بن يوسف فكتب الحجاج المصاحف ثم بعث بها الى الامام معاوية بعث بمصحف الى المدينة فكلوه خالف آل عثمان فقتل لهم اخراجا مصحف عثمان يقرأ فقالوا ما ميب المصحف يوم مقتل عثمان الخ تاريخ وفاء الوفاة ۱۴۸۴ طبع مصر ۱۳۲۷ھ بمطابق (ترجمہ) محمد بن ابن ثابت مولى سفيان بن عبد الملك نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں حجاج ابن یوسف کے پاس رہا کرتا تھا۔ حجاج ابن یوسف نے قرآن شریف جمع کر کے لکھا اور اس کو تمام شہروں میں بھیج دیا۔ اسی سلسلے میں ایک مصحف مدینہ بھی بھیجا۔ حضرت عثمان کی اولاد نے جب اس قرآن کو دیکھا تو بہت دل تنگ ہوئے۔ لوگوں نے اس کا احساس کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن اسی دن فوت ہو گیا جس دن وہ مرے ہیں۔ لہذا ہم لوگ مجبور ہیں انتہی۔ چونکہ حضرت عثمان کا جمع کردہ قرآن نظروں سے غائب ہو گیا تھا لہذا اس زمانہ کے جلیل اور بزرگوار علماء نے بھی اُسے زینت طاق بنانے کر دیا تھا۔

ان مصحف عثمان رضی اللہ عنہ | حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن قطعاً غائب تھا۔
تعب فلم يجد له خيراً من لا يشاخ | یہی وجہ ہے کہ بزرگوں میں اس کا نہ کوئی ذکر
تاسا يزد فاء الوفاة ۱۴۸۴ طبع مصر | پاتے ہیں اور نہ تذکرہ۔

ان معتبر اور موثق روایتوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ قرآن انھیں کی کتابوں کی بنا پر حضرت عثمان کا جمع کردہ نہ رہا لہذا برادران اہلسنت پہلے اپنے قرآن عثمانی کو تلاش کریں اور اسکے بعد ایمان بالقرآن کا دعوئے کریں گے۔ ایڈیٹر صاحب نقارہ جناب سلم کھنڈی نے اسی کی طرف اپنے ایک شعر میں اشارہ کیا تھا جس کا مطلب آج واضح ہو گیا۔ اور ان کا شعر بصورت تحریف پیش کرتا ہوں۔

یہ دعا ذکر پڑھا جاوے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ سخت افسوس تو اسی کا ہے کہ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن تو

ہمارا ہاتھ ہے قرآن پاک سے خالی ہے۔ نہیں ہے ہم کو کوئی آلِ مصطفیٰ سے کام
سیدنا محمدؐ کو آدمی ادیب فاضل، فقیہ فاضل، فاضل حدیث، صدر الافاضل سر پرست
شیخ مشن پرگنہ کراری۔ ضلع الہ آباد

ترقی کا اصلی راز

(از جناب میر نصرت علی صاحب میسوری)

انسان کو درجہ کمال تک پہنچنے کے لئے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بزدل
آدمی ان مصائب کا مقابلہ کرنے سے گریز کرتے ہیں اور عمر بھر قعر گنہاری میں بسر کر کے دنیا
سے بے نیل مرام رخصت ہو جاتے ہیں دون ہمت مشکلات سے دب جاتے ہیں۔ لیکن
علی ہمت مشکلات سے اور زیادہ ابھر جاتے ہیں۔ وہ فتوحات جو آسانی سے حاصل ہوتی ہیں
کم قیمت ہوتی ہیں۔ قابل قدر فتوحات تو وہ ہیں جو سخت کشمکش کا نتیجہ ہوں۔ مشکلات سے
خوفزدہ ہونا گویا جو ہر انسانیت کو کھودینا ہے۔ مشکلات انسان کے لئے نہایت سودمند
ہوتی ہیں۔ وہ اس میں جرأت پیدا کرتی ہیں اور اسے مصائب کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار
کرتی ہیں۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

برکیش زندہ دلان زندگی جفا طلبی است۔ سفر یکعبہ نہ کردم کہ راہ بے خطر است
عالی ہمت انسان تکالیف کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہیں اور ترقی کے اعلا درجہ پر
پہنچ کر آنے والی نسلوں کے لئے مشعل ہدایت بن کر چمکتے ہیں۔ جتنی ہی رکاوٹیں ان کے
راستہ میں حائل ہوتی ہیں اتنی ہی محنت و کاوش سے وہ ان کو دور کرنے کی کوشش کرتے
ہیں۔ ہمارے رسول مقبول صلم برسوں مشکلات کا مقابلہ کر کے اس قابل ہوئے کہ عربوں
کو راہ راست پر لائیں۔ حسینؑ نے اپنے اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کے خون سے
اپنے مقصد کو کامیاب بنایا۔ ان ائمہ و بزرگان دین کے علاوہ دیگر دنیا کے مشاہیر کا
بھی یہی عالم ہے۔ جب ڈیو سٹینیز پہلے پہل تقریر کرنے کے لئے مجمع کے سامنے کھڑا
ہوا تو اس کی بہت بُری گت بنائی گئی۔ لوگوں نے اتنا شور مچایا اور اسکی ایسی ہیسی اڑائی لگئی
کہ وہ بہت شکستہ اور آزرده ہوا کیونکہ اس کی آواز پست تھی اور سانس بھی جلد ٹوٹ

جاتی تھی۔ ان ہی محبوب کی وجہ سے فقرے ایسے بٹے پھوٹے اور بے جوڑ نکلتے تھے کہ سارا مطلب خبط ہو جاتا تھا۔ لغزش وہ اس مجمع سے پشیمان ہو کر نکلا اگر کوئی پست بہت ہوتا تو ان مشکلات کے سامنے فن فقرہ کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیتا لیکن ڈیوسٹین نے کمر بستہ باندھ لی اور ارادہ کر لیا کہ خواہ کچھ بھی ہو میں فن فقرہ میں یگانہ روزگار ہو کر رہونگا۔ غرض اس فن کی تعلیم کے لئے اس نے ایک تہ خانہ تیار کر لیا جس میں روزمرہ اپنی آواز و اشارات درست کرنے کی سعی کرنے لگا۔ بعض اوقات دو دو تین تین چھینے مسلسل اسی جگہ پڑا رہتا اور اپنا آدھا سر مونڈ دیتا کہ جی بھی چاہے تو شرم کی وجہ سے باہر نہ نکل سکے۔ نیز لوگوں کے شور و غل کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو اس طرح تیار کرتا کہ سمندر کے ساحل پر جا کر لہروں اور موجوں کے شور و غل کے رد برد فقرہ کرے۔ آواز کی لپٹی اور ہکلا پن کا علاج اس نے یوں کیا کہ منہ میں چھوٹے چھوٹے سنگریزے رکھ کر فقرہ کی کشت کی۔ آواز سدھارنے کی یہ تدبیر کی کہ پڑھائیوں پر جڑھتے وقت یاد دلانے میں جب سانس پھول جاتی تو زور زور سے شویا تشریہ ٹھتا۔ آخر کار یہی ڈیوسٹین فن فقرہ میں یگانہ روزگار ہوا۔ آج کل ہمیں ہزاروں نوجوان ایسے ملیں گے جو غربت، مفلسی کا عذر لٹک پھینس کر کسا پنی قیمتی زندگی کو تباہ کر دیتے ہیں۔ وہ اس امر کو خاموش کر دیتے ہیں کہ کامیابی کے زینے پر چڑھنے کے لئے جس قدر مفلسی، نازاری، مدد و معاون ہونی ہے اور کوئی شے نہیں ہوتی۔ عالی ہمت انسان کو مفلسی اور ناداری کامیابی حاصل کرنے کو روک نہیں سکتی بلکہ وہ افلاس میں زیادہ مستقل مزاجی تن دہی اولو العزمی سے محنت اور سعی کر کے کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ دادا بھائی نوروز جی کا باپ بچپن میں فوت ہو گیا اسکی ماں اتنی غریب تھی کہ وہ اسکی مدرسے کی فیس ادا کرنے سے بھی ناصرف تھی تاہم نوروز جی مدرسہ میں داخل ہو گیا وہاں اس قدر محنت و جانفشانی سے کام کرتا تھا کہ ہمیشہ جماعت میں اول رہتا اور تعلیم تمام کے تمام انعامات حاصل کرتا یہی تادار نوروز جی بعد ازاں ماور بند کایا، ناز سپوت بنا کر پڑھا وہ پہلا ہندوستانی سپر جو برطانیہ عظمیٰ کی پارلیمنٹ کا ممبر ہوا۔

اس زمانے میں جب نیوٹن نے نہایت عظیم الشان علمی معلمات دریافت کیں وہ اس قدر مفلس تھا کہ رائل سوسائٹی کی فیس ادا نہیں کر سکتا تھا۔ سر شمس الہدے اپنی ذاتی محنت و

کاوش سے ایک غریب مدرس کی حیثیت سے ترقی کر کے بنگال کی کونسل کے صدر کے منصب جلیلہ پر فائز ہوا۔ جب گارنیل تعلیم حاصل کرنے کے لئے چتر کے مدرسہ میں پہنچا تو وہ سر پر کھانے پکانے کے برتنوں کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے تھا وہ اس قدر نادار تھا کہ دوسرے طلباء کے ساتھ کھانے کا خرچ برداشت نہیں کر سکتا تھا اس کے کپڑے نہایت خستہ حالت میں تھے اس کے پاس قریباً بیس روپیہ تھے۔ لیکن اس نے مغلی اور ناداری کو عار نہیں سمجھا اور نہ ان کے دباؤ سے ترقی کرنے سے رکا۔ ادھر تعلیم پاتا رہا اور اُس وقت کے وقت میں ایک مہار کے تختے چیرا کرتا تھا اور اس کی اُجرت سے اپنی تعلیم کے اخراجات ادا کرتا۔ آخر کار یہی گارنیل آگے چل کر امریکہ کے ممالک متحدہ کا صدر بنا۔

یورپ میں بے شمار ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ مفلس اور نادار آدمی محض اپنی ذاتی محنت کے زور پر اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج ترقی پزیر ہو گئے۔ ابراہیم لنکن جس کا شمار ممالک متحدہ کیہ کے بہترین پریسیدنٹوں میں کیا جاتا ہے اس قدر غریب تھا کہ وہ کسی اسکول یا کالج میں تعلیم نہ پاسکا۔ فریڈرک ڈکلاس کہتا ہے کہ مجھے ایک چھوٹے سے سیاد فام حبشی لڑکے کا حال معلوم ہے جس کے سر سے والدین کا سایہ جب وہ چھ سال ہی کا تھا اٹھ گیا وہ غلام تھا اور اسکی کفالت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ وہ چھوٹری میں مٹی کے فرش پر سوتا تھا سردی کے موسم میں محاف نہ ہونے کی وجہ سے وہ ایک بورے کے تھیلے میں سر ڈال کر اور پاؤں کو گرم رکھ کر سو رہتا اکثر اوقات اسے کھانے کے لئے سوائے کٹی کے بھٹے کے اور کچھ نہ ملتا۔ نہ اسے کسی مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے کی توفیق تھی اسکی کتابیں وہ اشتہارات تھے جو دیواروں پر چسپاں کئے جاتے تھے انھیں اشتہارات کے ذریعہ اس نے لوگوں کی مدد سے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا اسکے بعد اس نے وعظ کرنا شروع کر دیا اور کسی قدر لوگوں میں مشہور ہو گیا۔ بعد ازاں وہ لڑکا جمہوریہ امریکہ میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوا اور اس نے کچھ دولت بھی جمع کر لی۔ وہ لڑکا میں ہوں۔ جو کچھ میں نے کیا تم بھی کر سکتے ہو اپنے ملک کے وسیع کرنے کی کوشش کرتے رہو جب تک تم جہالت میں ڈوبے بیٹھے اس وقت تک بنی نوع انسان سے عزت کا خراج وصول نہیں کر سکو گے کسی نے کہا خوب کہا ہے کہ زندگی کے رازوں میں ایک عجیب راز یہ ہے کہ ذہانت جو خدا کی سب سے بڑی

نعمت ہے مفلسی و ناداری کے جوش میں پروش پاتی ہے۔ اس کے سب سے عظیم نشان کارنامے ان ہستیوں نے پایہ تکمیل کو پہنچائے ہیں جن کے سروں پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ذہانت نہ تو بڑے بڑے محلوں نہ بڑے بڑے کتب خانوں اور نہ آرام و آسائش کے دامن میں پیدا ہوتی ہے بلکہ یہ نعمت غیر مترقبہ ناداری۔ افلاس اور غربت زدہ گھروں میں جنم لے کر سختیوں اور تنگیوں کے در سے میں تعلیم پاتی ہے جو گناہی کے ظلمت کے کسے نکل کر شہرت کے آسمان پر چمکتی ہے مستقل مزاج آدمی کو کوئی مصیبت کوئی رکاوٹ ترقی کرنے سے نہیں روک سکتی۔ اگر راستے میں پتھر ڈالے جائیں تو وہ ان پتھروں کا زینہ بنا کر ترقی کی بندی پر پہنچ جاتا ہے۔ اگر اس کو جیل خانے میں مقید کیا جائے تو وہ اس قید کو فرصت گردان کر دنیا کے سامنے پلگرز پروگرس کی سی مشہور تصنیف پیش کر دیتا ہے مولانا محمد ہارون علی شمس الدین تحصیل ہوتے ہی ایک انتہائی مہرمن و مودبی مرض میں مبتلا ہو گئے جس کا سلسلہ بیس برس سے زائد تک قائم رہا آپ نے اس عالم میں بھی برابر تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ اُسٹیکیاں بیکار ہو جائیں تو ان چیتھڑے لپیٹ کر سلسلہ تحریر جاری رکھتے۔ اسی طرح تاحیات کتابیں لکھیں جن کی بڑی تعداد ایک سو پانچ ہے۔

مشہور مورخ گریں جب ہسٹری آف انگلینڈ کے لئے کافی مواد جمع کر چکا تو وہ ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ حکموں نے ایبوسی کا اظہار کیا لیکن اس ہمت کے پھٹلے نے معمول سے زیادہ کام کرنا شروع کر دیا۔ اس نے سوچا کہ جتنا وقت میں موت کے پنجے سے چھین سکتا ہوں اتنا مجھے اپنے کام کی تکمیل میں صرف کرنا چاہیئے۔ اس کا مرض روز بروز بڑھتا گیا بانہرہ اس نے پانچ ہفتہ میں تاریخ کو ختم کر لی۔ ڈاکٹروں کی رائے تھی کہ گریں محض اپنی روحانی طاقت اور پختہ ارادے کی وجہ سے اتنا عرصہ زندہ رہ سکا۔ اس زمانہ میں وہ اس قدر کمزور اور ناتوان ہو گیا تھا کہ قلم یا کتاب تک اٹھانے سے معذور تھا۔ بعض اوقات گھنٹوں سخت تکلیف اور درد کے باعث کراہتا رہتا لیکن اس حالت میں بھی اس نے کتاب کے اکثر حصوں کی کئی دفع تصحیح کی۔ وہ آخر وقت تک کام کرتا رہا۔ جب نزع کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ اب میں کام نہیں کر سکتا۔ راجہ رام موہن رائے نے دیکھا کہ ہندوؤں کی حالت بہت خراب ہو گئی

ہے یہ اپنے ملک سے باہر جانے کو گناہ سمجھتے ہیں اور اس تنگ نظری کے باعث کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ اس نے ہندو سوسائٹی کی اصلاح کی ٹھانی لیکن اس کو ایسی سکالیف دی جاتی ہیں کہ بسا اوقات اس کی جان معرض خطر میں آتی مگر وہ ان مصائب و آلام بالکل نہ دبا۔ اس نے نئی روشنی کی تعلیم لوگوں میں پھیلادی اور بالآخر اپنے آرامے میں کامیاب ہو گیا۔ آج علی گڑھ یونیورسٹی کا چہرہ چہرہ سرسید کی مساعی حمید کی داد میں رطب اللسان ہے لیکن جب انھوں نے پہلے پہل اپنی قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ایک ایسی تعلیم گاہ کھولی چاہی جس میں علوم شرقیہ کے ساتھ ساتھ علوم غربیہ کی تعلیم بھی ہو سکے تو طرح طرح کی رکاوٹیں ان کے راستے میں حائل ہو گئیں۔ اکثر تنگ دل ہولیوں اور ملاؤں نے اپنے حسب معمول ان کی تکفیر کے فتوے دیئے ہر ممکن طریق سے ان کو بے عزت کرنا چاہا۔

بعض شریروں نے چند سے کے بجائے پھٹے اور پٹانے جوتے بھیجے لیکن وہ شیر مرد اپنے ارادے سے ذرا تھکے نہ ہٹا آخر کار کامیابی نے ان کے پاؤں کو چومنا سرسید کی حسب ہمت یہ شعروان کی زندگی کے اس پہلو کی صحیح تصویر ہے ابھی قبر پر کندہ ہے۔

تاب یک جلوہ نیا در دہ مونسے و نہ طور :۔ ایں دلم ہست کرنیں گونہ ہزاران وید است
یہ عجیب بات ہے کہ علم و فضل کے ساتھ مناسبت رکھنے والے بزرگوں کی زندگیاں فقروفا
ہمسدستی و تنگ حالی میں بسر ہوئی ہیں۔ انگلینڈ کے مشہور شاعر ملٹن نے اپنی تمام عمر کی
شاہکار پیراڈائز لاسٹ فقرہ افلاس کی حالت میں ختم کی تھی اور اس پر طرہ یہ کہ وہ اس وقت
نا بینا بھی ہو گیا تھا۔ شہید ثانی علامہ زین الدین نے قید خانہ کے اندر بتوں کے اوپر
شرح لمعہ تصنیف فرمائی جو فقہ کی مشہور عالم کتاب ہے اور آج تک تمام عربی مدارس میں پڑھائی
جاتی ہے۔ علامہ طبری کی ایک مرتبہ تنگ دستی کی وجہ سے یہ حالت ہو گئی تھی کہ انھیں اپنی
دروں آستینیں کاٹ کر فروخت کرنا پڑیں۔ ایک اور بزرگ کے متعلق مشہور ہے کہ جب بنگال
کی وجہ سے انھیں پے در پے فاقے ہونے لگے اور بھوک نے انھیں ضعیف و مہذور کر دیا
تو وہ تانبائی کے یہاں جا کر کھانوں کی خوشبو سے اپنی طبیعت ہلایا کرتے تھے۔

کامیابی کے حند میں داخل ہونے کی کوئی شاہراہ نہیں جو کوئی اس حند میں داخل ہونا
چاہتا ہے وہ اپنا مددوازہ آپ بناتا ہے جو یہی وہ اندر داخل ہو جاتا ہے یہ دروازہ جھٹ مسدود

ہو جاتا ہے اور اس میں سے کسی کو بھی گزرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھے کہ اسکی ادلاؤ بھی اس دروازے سے داخل نہیں ہو سکتی۔ جب ہمارے تمام امور خوش اسلوبی سے سرانجام ہو رہے ہوں اور راستے میں کوئی مشکل اور رکاوٹ نہ ہو تو اس وقت بہادر بننا آسان ہے۔ لیکن جب ہر طرف سے ہمارے گرد مصائب کی گٹائیں چھا جائیں اور ہمیں اس بات کا ہوش نہ ہو کہ کیا کریں اور کہہ رہ جائیں تو اس وقت ہماری جرأت و دلیری کا امتحان ہوتا ہے۔ اس امتحان میں ہم میں سے اکثر دون ہمتی کے باعث کشمکش سے دست بردار ہو جاتے ہیں یا آسان ترین طریقہ اختیار کر لیتے اور بلند ارادوں کو ترک کر دیتے ہیں۔ معمولی درجہ کی معیشت سے مطمئن ہو جاتے ہیں اور ہمیں جرأت نہیں ہوتی کہ ہم اپنے ستر قوی کی نشوونما کر کے کمل انسان بن جائیں۔

مولوی شہداء کا اپنی غلطی پر اصرار

اخبارِ اہلحدیث مورخہ ۲۹ اپریل ۱۳۸۶ء کے صفحہ ۵ پر مولوی نور الہی صاحب گرجا کی نے چند روایات نکاح ام کلثوم کے بارے میں شیعہ سنی کی لکھی ہیں اور تہدیدوں شروع کی ہے۔ چند دن ہوئے ایک شیعہ دوست میرے پاس آیا دوران گفتگو میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان حق میں گستاخی کرنے لگا۔ میں نے کہا زبان کو روکو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وہ داماد ہیں۔ اگر حضرت علیؑ یہ بات سن لیتے تو ہرگز برداشت نہ کرتے اس نے کہا تو بہر حضرت عمرؓ ہرگز حضرت علیؑ کے داماد نہ تھے۔ میں نے کہا اگر یہ ثابت کر دیا جاوے تو پھر اس نے کہا میں شیعہ مذہب جمہور دوں گا۔ میں نے اونچا کتابوں سے نکال کر دکھا دیا جتنی اس شیعہ دوست نے کہا لکھ دو تاکہ میں علمائے شیعہ کو دکھا کر تسلی کروں اگر کسی نے جواب نہ دیا تو میں شیعہ مذہب سے بیزاری کا اعلان کر دوں گا۔

اسکے بعد مولوی نور الہی صاحب نے چند روایات سنی و شیعہ لکھ کر اپنے زعم میں ثابت کرنا چاہا ہے کہ وہ ام کلثوم جس کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا تھا وہ بنت جناب فاطمہؑ تھی حالانکہ یہ غلط ہے اور امر واقعہ و درایت کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ ام کلثوم جس کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا بیان کیا جاتا ہے بعد ایزمویہ فوت ہوئی اسی دن اس کا پسر زید فوت ہوا۔

دونوں پر ناز جنازہ امام حسن علیہ السلام اور ابن عمرؓ نے پڑھی یا بقول امام نسائی رحمہ اللہ بن العاص صحابی نے پڑھی۔ امام حسن بعد امیر مروجہ ۲۹ھ ہجری یا ۳۵ھ ہجری میں شہید ہوئے اور سعید بن عاص صحابی ۳۵ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ دیکھو استیعاب تاریخ اہلسنیہ و صواعق محرقة و اسما صاف الراغبین وغیرہ۔

یہ بھی غلط ہے کہ ام کلثوم کا نکاح بعد انتقال حضرت عمرؓ کے محمد بن جعفر سے ہوا۔ کیونکہ محمد بن جعفر حضرت عمرؓ کے قتل ہونے سے تین چار سال قبل تشریف فرما ہوئے تھے۔ دیکھو استیعاب وغیرہ۔ پس ثابت ہے کہ وہ ام کلثوم جس کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا تھا وہ اپنے پسر زید کے بھیات امیر مروجہ اور عمرؓ کے بلا سلسلہ ہجری سے پہلے فوت ہو چکی تھی۔ اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو اختلاف نہیں ہے اور اس میں سب کو اتفاق ہے کہ ام کلثوم بنت فاطمہ علیہا السلام عمرؓ کے بلا سلسلہ ہجری میں زندہ موجود رہی ہیں۔ دیکھو مقتل ابوالاسحاق اسفرائینی و مقتل ابو مخنف و روضۃ الشهداء و تحریر الشہداء و غیرہ۔ یہ اور بھی متفق علیہ ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جناب زینب بنت جناب فاطمہ علیہا السلام کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا تھا اور اس سے دو لڑکے عون و علی پیدا ہوئے تھے جو عمرؓ کے بلا میں شہید ہوئے جناب زینب کے انتقال پر عہدہ عبداللہ بن جعفر کا نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ سے ہوا۔ اور یہ عبداللہ بن جعفر ام کلثوم کو زندہ چھوڑ کر سنہ ہجری میں فوت ہو گئے تھے اس سے بھی ثابت ہے کہ ام کلثوم بنت فاطمہ سنہ ہجری تک زندہ تھیں۔ دیکھو تاریخ خمیس و استیعاب وغیرہ۔ چونکہ وہ ام کلثوم جو حضرت عمرؓ کے نکاح میں تھی ام کلثوم بنت فاطمہ نہ تھی اس لئے مولوی نور الہی صاحب کی اس معاملہ میں جاننا ہی اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی تائید غلط اور رائگاں ہے۔ تمہید میں جو مولوی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ زبان کو روک حضرت علیؓ سن لیتے تو ہرگز برداشت نہ کرتے۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا بھی غلط ہے کیونکہ جس معاملہ میں یہ فقرہ لکھا ہے وہ مشتبہ اور موضوع ہے۔ بلکہ موزوں اور اس سے اچھا یہ ہوتا کہ مولوی صنّاء یہ فرماتے کہ حضرت عمرؓ رسول اللہؐ کے خسر تھے اگر رسول اللہؐ سن لیتے تو ہرگز برداشت نہ کرتے۔ اور حضرت عمرؓ کا رسول اللہؐ کا خسر ہونا متفق علیہ ہے اور رسول اللہؐ اپنے خسر حضرت عمرؓ پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔ چنانچہ جب جناب حفصہ و خیر حضرت عمرؓ نے اپنی زوجہ کو

رسول اللہؐ نے اپنی کسی نافرمانی پر طلاق دیدی۔ دیکھو تاریخ انجیس واستیعاب۔ ادیب حضرت عمرؓ کو اپنی دختر حفصہ کی طلاق کی خبر ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا دیکھئے اس کے بعد خدا عزا اور اس کی بیٹی کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ دیکھو استیعاب۔ حضرت عمرؓ کی درخواست پر رسول اللہؐ نے جناب حفصہ کی طرف پھر رجوع فرمایا دیکھو روضۃ الاحباب اسی طرح جنگ حدیبیہ کے موقع پر عہدہ سفیر کفار مکہ کی واپسی کے بعد رسول اللہؐ نے اپنے خسر حضرت عمرؓ کو بلا کر حکم دیا کہ تم قریش مکہ کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہؐ تم سے لڑنے کو نہیں آئے بلکہ صرف حج کے ارادہ سے آئے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ قریش میرے دشمن ہیں مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ مکہ میں میرا کوئی حمایتی بھی نہیں ہے مگر عثمان کو بھیجہ میں تو بہتر ہے رسول اللہؐ نے اس موقع پر بھی اپنے خسر حضرت عمرؓ کی درخواست کو منظور فرمایا۔ دیکھو تاریخ کامل۔ روضۃ الاحباب وصیب السیر وغیرہ۔

اسی جنگ حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمرؓ کو اپنے داماد رسول اللہؓ کی نبوت میں ایسا شک ہوا کہ اتنا شک کبھی پہلے نہیں ہوا تھا دیکھو روضۃ الاحباب وغیرہ۔ اس پر بھی رسول اللہؐ نے درگزر فرمایا۔ جہاں حضرت عمرؓ کے فضائل و مناقب لکھے ہیں وہاں امام بخاری نے اپنی مشہور صحیح بخاری باب کتابہ العلم میں یہ بھی حدیث لکھی ہے کہ رسول اللہؐ کی بیماری جب بڑھی تو رسول اللہؐ نے فرمایا لاؤ ہم ایسی کتاب لکھدیں کہ ہمارے بعد گراہ نہ ہو۔ عمرؓ نے کہا رسول اللہؐ پر دروغ کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس تو کتاب خدا موجود ہے جو ہم کو کافی ہے پس ان لوگوں نے اختلاف کیا اور جھگڑا بڑھا تو رسول اللہؐ نے فرمایا دور ہو جاؤ ہمارے پاس کتاب خدا نہیں مناسب ہے کہ ہمارے سامنے نزاع کرو۔ کتابہم الریاض خفاجی میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ اس شخص لینے رسول اللہؐ کو ہذیان ہو گیا ہے۔ اور ہم کو تو کتاب خدا کافی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہؐ تین دن زندہ رہے مگر کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عمرؓ کو اس تین دن کے عرصہ میں بارگاہ رسالت میں باریابی کا موقع ملا ہو بلکہ حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کفین و دفن رسول اللہؐ میں شریک نہیں ہوئے اور نہ نماز جنازہ پڑھی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری کے ص ۱۱۱ میں لکھا ہے کہ اس معاملہ میں اختلاف صحابہ کی وجہ سے برکت اٹھ گئی جیسا کہ

عادت ہے وقت تنازع و تشاجر برکت اٹھ جاتی ہے۔ فرض کہ حضرت عمرؓ کے لئے تو سب میں بڑی فضیلت یہ ہے کہ وہ رسول اللہؐ کے خُسر تھے۔ اور حضرت علیؓ کا تو خود اقرار ہے کہ میں غلامانِ محمدؐ میں سے ایک غلام ہوں۔

اسکے علاوہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے مذہب کا اصول تو یہ ہے کہ بعد رسول اللہؐ کے افضل البشر حضرت ابو بکرؓ ہیں وہ بھی رسول اللہؐ کے خُسر ہیں۔ اور بعد حضرت ابو بکرؓ کے افضل البشر حضرت عمرؓ ہیں۔

اگر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کے کہنے میں نہ آیا کر میں بلکہ وہ انکی تحریرات کو غور سے جانچ کر تائید فرمایا کریں۔ سید کاظم حسین دہلی جی کہ مذکورہ کی معرفت خدا کے مقرر کردہ فوری اور مصوم لوگوں کے سوا غیر مصوم جنت کا نام ملے گا۔ انسانی ذریعہ سے حاصل ہونا ناممکن ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں

الست بہکم اصول دین کے مطابق انبیاء علیہم السلام کی بلوت اور آلِ محمدؐ کی امامت تاقیامت مومنوں کے لئے اپنی معرفت کا وسیلہ قائم کیا ہے۔ لہذا ہر سہ مطاع کی تصدیق ہی ایمان ہے اور ایمان کی تکمیل عمل سے ہوتی ہے۔ پس مسلمان اللہ تعالیٰ کی تصدیق **اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ** سے اور رسولؐ کی تصدیق **اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** سے اور آلِ محمدؐ کی تصدیق **اَشْهَدُ اَنْ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ** سے ہی کرتے ہیں۔ اگر مثل یہ نہ ہو اور آپؐ کے مقلدین صرف اللہ و رسولؐ کی زبان فی تصدیق اور آلِ محمدؐ کی تکذیب کرنے والے مسلمان ہوتے تو بروئے حدیث نبوی اسلام کے بیٹھنے والے ناری کیوں ہوتے۔ اگر نجات کا دار مدار صرف ہر دو مطاع کی تصدیق پر ہوتا تو کل مسلمان ناجی ہوتے جس سے ثابت ہے کہ جناب ابیر علیہ السلام کی تصدیق اور اطاعت کے بغیر ایمان حاصل ہونا غیر ممکن ہے جس کا نتیجہ حصول جنت اور فخرِ بجات ہے۔ کیونکہ جناب رسولؐ کا یہ مقدس فرمان موجود ہے کہ اگر کتاب اللہ اور میرے اہلبیتؑ سے متمسک باطاعت رہو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے جبکہ نماز میں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود پڑھنا تکمیل نماز کا باعث ہے تو کلام اور اذان آلِ محمدؐ کی تصدیق کے بغیر کیونکر مکمل ہیں۔ یہ بھی سلسلہ امر ہے کہ فوری اور مصوم سے بیعت طلب کرنے والا ظالم ہے تو مصوم کسی غیر مسلم کی بیعت کیسے کر سکتا ہے۔ کیونکہ جب امام حسین علیہ السلام سے

محبت طلب کرنے والا بزرگ عالم تھا تو جناب امیر علیہ السلام سے بیعت طلب کرنے والوں کا کیا غصہ ہو گا جب کہ اللہ تعالیٰ واحد مانا گیا ہے تو منہاجب اللہ مخلوق کا قانون شریعت بھی از ابتدا اے نسل انسانی تا قیامت اصولاً ایک ماننا پڑے گا ورنہ مصنوعی مذاہب کی پابندی از روئے عقل سلیم بحث ہے۔ جس طرح اپنے ہاتھ سے تراشا ہوا بُت نہ معبود ہو سکتا نہ قابل پرستش اسی طرح خود ساختہ نبی یا امام بھی قابل اطاعت نہیں۔ اگر اہل علم و فہم با خدا مسلمانوں کے نزدیک غیر معصوم کو چھوڑ کر فردی اور معصوم لوگوں کی اتباع باعث ذم و ذلت ہے تو اصحاب رسول کا کفر سے اسلام اختیار کرنا بھی قابلِ مح نہیں ہے۔ ہزار ہوں سرگٹھے قلندہ ولی ہے ولی ہے۔ کسی کا کیا ذکر انکے آگے علی علی ہے علی ہے فقط راقم احسن سابق سنی ازناوۃ ضلع سہارنپور (مولف رسالہ تحقیق حق ہم پیغام حق پر نظام حقار) گوئدہ کا امام باڑہ انجمن کوئی مرکز عہدہ اداری سلیٹ ہڈا کا نہ تھا۔ اب اراکین انجمن عمارت تیار ہو کر وقف ہو چکی ہے مگر اس سے انجمن بچیس سو روپے کی مقروض ہو گئی ہے جس کا فوراً ادا کرنا ضروری ہے۔ جسکے بعد وقف کی آمدنی تقریباً چالیس روپیہ ماہوار مستقل ہو جائیگی خداے واحد کے غیور پرستار انجمن کی دستگیری کر کے جنت کے قہر میں اپنی دیادلی سے دنیا پر یہ ثابت کر دیں کہ سلیٹ ہڈا کے اختیار پر خدا ہونے والے مال تو مال جان تک ہر حق قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ انجمن کا ایک ایک پیسہ نہایت احتیاط سے خرچ ہوتا ہے۔ اسلئے بلا خیالِ قلیل و کثیر ہر رقم سے اعانت کی جاسکتی ہے جسکی جزاء خود بائی اسلام سے حاصل ہوگی۔ کیونکہ یہ اسلام کی بہترین خدمت ہے۔

مجتہدین کرام کی دستخطی تحریریں موجود ہیں کہ ”اس کا خیر میں اعانت کرنا موجب بے حساب ہے الملتس۔ احقر المکتوبین سید رضا حسین پوری سکریٹری انجمن اتحاد المؤمنین رجسٹرڈ گوئدہ (دو۔ بلی) اصلاح۔ احتراماً اصلاح کو اس امام باڑے کا ذاتی طم ہے۔ اس کے ایک ممبر اس سال کچھ التشریف لائے تھے۔ ان کے بیان سے بھی معلوم ہوا کہ امام باڑے کی تعمیر سے جو بچیس سو روپیہ کا قرض ہو گیا ہے اسکے لئے مدد بہت پریشان ہیں۔ پس کل ناظرین اصلاح سے التماس ہے کہ اعانت کر کے اس قرض کو ادا کر دیں۔ آپکا روپیہ بہر صورت دوسرے

کاموں میں صرف ہو جائیگا لیکن اگر اس امام باڑے میں خرچ ہوگا تو جب تک امام باڑہ قائم رہیگا آپکا فیض بھی جاری رہیگا اور آخرت میں جو اجر ملیگا اس کا حساب نہیں۔ اگر مہربان انہیں کوشش کر کے مالی جناب ذواب صاحب پور دہلی جناب ہمارا صاحب بہادر ریاست محمود آباد ام اقبالہا کو کسی طرح اس امام باڑے کی کسی مجلس میں شریک کریں اور حالات تعمیر بیان کریں تو قوی امید ہے کہ دونوں حضرات کافی اعانت کریں۔ ضلع گونڈہ میں بھی بعض بڑے شیعہ تعلقہ اریں ان کو اپنے ضلع کے صدر مقام کا خیال کر کے اس امام باڑہ کی طرف خاص توجہ کرنی چاہئے۔

عاشقانِ امام حسین علیہ السلام! شرفی ضلع ڈیرہ غازی خاں اپنے قصہ میں تنہا تعزیر دار حضرت امام حسین علیہ السلام ہوں۔ یہاں شیعہ افراد بہت کم ہیں جو غافلین کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مجھکو تعزیرہ امام کا سرکاری سینس ملا ہوا ہے اس کے بموجب امام بالگاہ سے جب تعزیرہ اٹھتا ہے تو بند شمالی پر ایک درخت بیر کے سایہ میں ٹھہرتا تھا۔ غافلین نے درخت بیر کو چھ سات سال سے کاٹ دیا ہے۔ اب اس سال موقعہ بیر پر بھڑخت بیکانے کا بنا دیا۔ پولیس کو پورٹ دی گئی تو تھانیدار صاحب نے کپتان صاحب بہادر کو بکھار دیا کہ تعزیرہ دار ملکیت مخالفانہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ سارا سلسلہ مخالفانہ نہ ہیکل ہے کہ وہ تعزیرہ دار کو خراب اور تعزیرہ کو بند کرنا چاہتے ہیں۔ میری دردناک حالت پر مومنین توجہ فرمائیں اور سورہ دیں کہ اب میں کیا کروں۔ اس ضلع میں کوئی دکیل شیعہ نہیں سب با اثر اشخاص سنی المذہب ہیں اور مجھکو کس پشیمانی کی حالت میں خراب کیا جا رہا ہے۔ فقط

اجیارم! انیسویں جناب سید احمد حسین صاحب سب بڑا صنفی پور ضلع انارک کی اکلوتی صاحبزادی نے ۲۲ مارچ کو انتقال کیا۔ جناب مولوی سید نجم الحسن صاحبہ الافاضل کراروی کے نچیلے بھائی شیعہ لباس جسٹا کی المیہ نے ۲۲ ربیع الاول کو انتقال کیا۔ جناب سید تقو شاہ صاحب پشکار محکمہ صدر بارکھان ساکن کھاجو ضلع جالندھر نے انتقال کیا۔ مکھنویں بروز اربعین جب مومنین حسب معمول زمرہ و ماتم کرتے کر ہلا جا رہے تھے سینوں نے شیعوں پر حملہ کر دیا۔ کئی حضرات مومنین انتقال کر گئے۔ خدا سب کے درجات عالی کرے۔ ناظرین سب کی روجوں کو سورہ فاتحہ کا ثواب ایسا کریں۔

بے احتیاطیاں ہوئیں کہ موضوعات اور اغالیط کا ایک دفتر بے پایاں طیار ہو گیا۔ یہاں تک کہ امام بخاری نے اپنے زمانہ میں صحیح حدیثوں کو جدا کرنا چاہا تو کئی لاکھ میں سے انتخاب کر کے جامع صحیح لکھی جس میں کل ۷۳۹۷ حدیثیں ہیں۔ اُس میں بھی اگر کرات نکال ڈالی جائیں تو صرف ۲۷۶۱ حدیثیں باقی رہتی ہیں۔ سیکڑوں ہزاروں لاکھوں حدیثیں دانستہ لوگوں نے وضع کر لیں۔ حماد بن زید کا بیان ہے کہ چودہ ہزار حدیثیں صرف ایک دن زندہ نے وضع کر لیں (فتح المغیث ص ۸) عبدالکریم وضاع نے خود تسلیم کیا تھا کہ چار ہزار حدیثیں اُس کی موضوعات سے ہیں (فتح المغیث ص ۸) بہت سے ثقات اور پارسا تھے جو نیک نیتی سے فضائل اور ترغیب میں حدیثیں وضع کرتے تھے۔ حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہیں کہ ان حدیثوں نے بہت ضرر پہنچایا کیونکہ ان واضعین کی تشقہ اور تورع و زہد کی وجہ سے یہ حدیثیں اکثر مقبول ہو گئیں اور رواج پا گئیں۔ وضع کے بعد مسابحات۔ غلط نمیاں۔ بے احتیاطیوں کا درجہ تھا۔ جن کی وجہ سے ہزاروں اقوال رسول اللہ کی طرف بے قصد منسوب ہو گئے بعض محدثین کا قاعدہ تھا کہ حدیث کے ساتھ حدیث کی تفسیر بھی بیان کرتے جاتے تھے اور اکثر حروف تفسیر حذف کر دیتے تھے جس سے سامعین کو دھوکا ہوتا تھا اور وہ اُن کے تفسیری جملوں کو بھی حدیث مرفوع سمجھ لینے لگے۔ تعجب یہ ہے کہ اس قسم کے مسابحات بڑے بڑے ائمہ فن سے صادر ہوئے۔ امام زہری جو امام مالک کے استاد اور حدیث کے ایک بڑے رکن تھے اُن کی نسبت علامہ سخاوی لکھتے ہیں دکان اکان الزہری یفسد الحدیث کثیرا و اسما سقط اداۃ التفسیر یعنی اسی طرح زہری اکثر حدیث کی تفسیر کرتے تھے اور وہ حروف جن سے اُس عبارت کا تفسیر ہونا ظاہر ہو چھوڑ دیا کرتے تھے۔ دیکھ کا بھی یہی حال تھا وہ اکثر حدیث کے بیچ بیچ میں ”یعنی“ کہہ کر مطلب بیان کرتے جاتے۔ اور اکثر ”یعنی“ کا لفظ چھوڑ دیتے تھے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا۔ کتب رجال و اصول حدیث میں اس قسم کی اور بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ جیسی آفت تدلیس کی تھی جس کا ارتکاب بڑے بڑے ائمہ فن کرتے تھے۔ اُس تدلیس نے اسناد کے اتصال کو بالکل مشتتبہ کر دیا تھا۔ ان کے سوا اور بہت سی بے احتیاطیاں

تھیں جن کی تفصیل اصول حدیث کی کتابوں میں مل سکتی ہے۔
 غرض امام ابو حنیفہ کے زمانہ میں اہل احادیث کا جو دفتر پیدا ہو چکا تھا ہزاروں مسوختوں
 اغالیط۔ درجیات سے بھرا ہوا تھا۔ اُس وقت امام بخاری و مسلم نہ تھے جو صحیح حدیث
 کے انتخاب کی کوشش کرتے... حدیث کے متعلق پہلا اجمالی خیال جو امام (ابو حنیفہ) صلی اللہ علیہ وسلم
 کے دل میں پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ بہت کم حدیثیں ہیں جو صحیح ہیں۔ یا یہ کہ بہت کم حدیثیں
 ہیں جن کی صحیح کافایت ہو جو ہے۔ یہ صدا اگرچہ جدت کی وجہ سے کسی قدر نامانوس صدائق
 اور اسی وجہ سے بعض بعض ارباب حدیث نے نہایت سخت مخالفت کی لیکن امام صاحب
 اس خیال پر مجبور بلکہ معذور تھے۔ انھوں نے یہ رائے مقلد انہیں قائم کی تھی وہ اپنے
 زمانہ کے اکثر مشہور شیوخ سے ملے تھے اور اُن کے سرایہ حدیث سے متنع ہوئے تھے
 حرمین کی بڑی بڑی درسگاہوں میں برسوں تعلیم پائی تھی۔ کوفہ۔ بصور۔ حرمین میں ارباب
 روایت کا جو گردہ موجود تھا۔ برسوں کے تجربہ سے اُن کے ذاتی اوصاف۔ اخلاق۔ و
 عادات پر اطلاع حاصل کی تھی۔ غرض اس مسئلہ کے متعلق اثباتاً یا نفیاً مجتہد انہ رائے
 قائم کرنے کے لئے جو شرطیں درکار تھیں سب اُن میں موجود تھیں... امام صاحب کے
 اس خیال نے اگرچہ قبول عام کی سند حاصل نہیں کی تاہم وہ بالکل بے اثر نہیں رہا۔
 امام مالک و امام شافعی جو اجتہاد میں امام ابو حنیفہ سے متاخر ہیں اُن کے اصول اجتہاد میں
 اس خیال کا صاف پر تو پایا جاتا ہے... صرف وہ حدیث قابلِ حجت ہے جس کو راوی
 نے اپنی حفظ سے یاد رکھا ہو اور یہ قول مالک و ابو حنیفہ سے مستقل ہے۔ محدثین نے
 لکھا ہے کہ امام مالک نے اول جب موطا لکھی تو اُس میں دس ہزار حدیثیں تھیں۔ پھر
 امام مالک زیادہ تحقیق کرتے گئے تو یہ تعداد کم ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ چھ سات سو
 رہ گئی۔ امام شافعی نے صاف لفظوں میں امام ابو حنیفہ کے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ امام
 بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک دن ہرم قرشی نے امام شافعی سے کہا کہ آپ وہ حدیثیں
 لکھو ایسے جو رسول اللہ سے ثابت ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ارباب معرفت کے
 نزدیک صحیح حدیثیں کم ہیں۔ کیونکہ ابو جبر صدیق نے جو حدیثیں رسول اللہ سے روایت

کیں اُن کی تعداد سترہ سے زیادہ نہیں ہے۔ عمر بن الخطاب باوجود اس کے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مدت تک زندہ رہے اُن کی روایت سے پچاس حدیثیں بھی ثابت نہیں حضرت عثمان کا بھی یہی حال ہے۔ حضرت علیؓ اگرچہ لوگوں کو حدیث سے لے سکنے کی ترغیب دلاتے تھے لیکن اُن سے بھی کم حدیثیں مروی ہیں کیونکہ وہ مطمئن نہیں رہے۔ اُن سے جو حدیثیں مروی ہیں اکثر حضرت عمر اور حضرت عثمان کے عہد خلافت کی ہیں۔ ان لوگوں کے سوا اور صحابہ سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں لیکن اہل معرفت کے نزدیک وہ تمام روایتیں صحیح سند سے ثابت نہیں۔۔۔ امام ابو حنیفہ کو اس امتیاز پر جس چیز نے مجبور کیا تھا وہ یہ تھی کہ اُن کے زمانہ تک روایت بالسنن کا طریقہ نہایت عام تھا اور بہت کم لوگ تھے جو الفاظ حدیث کی پابندی کرتے تھے اس لئے روایات میں تغیر و تبدل کا احتمال ہر واسطہ میں بڑھتا جاتا تھا۔۔۔ اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ غیر متاط طریقہ یہ تھا کہ اخبار و واحد حدیث کو بعض بعض محدثین نہایت عام معنوں میں استعمال کرتے تھے۔ امام حسن بصری نے متعدد روایتوں میں کہا ہے حدیثنا ابوہریرہ (مجھ سے ابو ہریرہ نے بیان کیا) حالانکہ ابو ہریرہ سے وہ کبھی نہیں ملے تھے۔ انہوں نے اس کی یہ تاویل کی تھی کہ ابو ہریرہ نے جب وہ حدیث بیان کی تھی تو اُس شہر میں وہ موجود تھے۔ اسی طرح اور شیوخ صحابہ کی نسبت حدیثنا کا لفظ استعمال کرتے تھے اور معنی یہ لیتے تھے کہ اُن کے شہرواؤں نے اُن شیوخ سے سنا تھا۔ محدث بڑا نے لکھا ہے کہ حسن بصری نے اُن لوگوں سے روایت کی ہے جن سے وہ کبھی نہیں ملے۔ اور تاویل یہ کرتے تھے کہ اُن کی قوم نے وہ حدیث اُن لوگوں سے سنی تھی۔ یہ امر علاوہ اس کے کہ ایک قسم کی غلط بیانی تھی حدیث کی اسناد کو مشتبہ کر دیتا تھا کیونکہ راوی نے جب خود شیخ سے حدیث نہیں سنی تو بیچ میں کوئی واسطہ ہوگا اور چونکہ راوی نے اُس کا نام نہیں بتایا اس لئے اُس کے ثقہ و غیر ثقہ ہونے کا حال نہیں معلوم ہو سکتا۔ صرف حسن ظن پر مدار رہ گیا کہ ایسے شخص نے جس سے سنا ہوگا وہ ضرور قابلِ استناد ہوگا۔ امام ابو حنیفہ نے اس طریقہ کو ناجائز قرار دیا اور اُن کے بعد اور ائمہ حدیث نے بھی اُن کی متابعت کی (سیرۃ النعمان ص ۱۸)

مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہوا کہ احادیث کی ایجاد اور وضع میں کس قدر وسعت سے

کام لگایا۔ خاصکر صحابہ کے فضائل میں زیادہ کوشش کی گئی جسکی حسبِ فہم ادلہ ہیں :-
 (۱) جناب مولوی شبلی صاحب لکھتے ہیں ”علامہ ابن تیمیہ حاکم کا یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں حاکم
 کا اس قسم کی حدیثوں کو صحیح کہنا ائمہ حدیث نے اس پر انکار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ حاکم
 بہت سی جھوٹی اور موضوع حدیثوں کو صحیح کہتے ہیں۔ اسی طرح حاکم کی مستدرک میں بہت
 سی حدیثیں ہیں جن کو حاکم نے صحیح کہا ہے حالانکہ وہ ائمہ حدیث کے نزدیک موضوع ہیں۔
 علامہ موصوف ایک اور موقع پر ابوالفتح اصفہانی کی کتاب کا تذکرہ کر کے لکھتے ہیں۔ اور اس میں
 بہت سی حدیثیں ہیں جو قوی ہیں اور حسن ہیں۔ اور بہت سی ضعیف اور موضوع اور مہمل ہیں۔
 اور اسی طرح وہ حدیثیں جو ابونعیم بن سلیمان صحابہ کے فضائل میں روایت کرتے ہیں۔

اور وہ حدیثیں جو ابونعیم اصفہانی نے ایک مستقل کتاب میں خلفاء کے فضائل میں روایت
 کی ہیں۔ اور اسی طرح وہ روایتیں جو ابوبکر خطیب اور ابوالفضل اور ابوموسیٰ مدنی اور
 ابن عساکر اور حافظ عبد الغنی وغیرہ اور ان کے پایہ کے لوگ روایت کرتے ہیں۔

غور کرو ابونعیم خطیب بغدادی، ابن عساکر۔ حافظ عبد الغنی وغیرہ حدیث اور روایت کے

امام تھے۔ باوجود اس کے یہ لوگ خلفاء اور صحابہ کے فضائل میں ضعیف حدیثیں سے تکلف
 روایت کرتے تھے (سیرۃ النبی جلد ۱ ص ۳۹) معلوم ہوا کہ خلفاء اور صحابہ چونکہ علماء اہل سنت
 کے پیشروان دین اور مقتدیان مذہب تھے اس وجہ سے راویوں کی کوشش رہتی
 تھی کہ ان کے فضائل میں حدیثیں وضع کی جائیں اور ائمہ حدیث کا معمول تھا کہ ان حدیثوں
 کو بے تکلف روایت کرتے اور علماء کرام آنکھ بند کر کے ان روایات کو اپنی کتابوں میں
 جمع کرتے گئے۔ پھر موصوف لکھتے ہیں ”اس موقع پر ایک خاص نکتہ لحاظ کے قابل ہے۔

یہ مسلم ہے کہ حدیث و روایت میں امام بخاری اور مسلم سے بڑھ کر کوئی شخص کامل فن نہیں پیدا
 ہوا۔۔۔ باوجود اس کے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کی مبالغہ آمیز روایتیں بہتی۔ ابونعیم
 بزار۔ طبرانی وغیرہ میں پائی جاتی ہیں۔ بخاری اور مسلم میں ان کا پتا نہیں لگتا بلکہ اس قسم کی
 حدیثیں جو نسائی بن ماجہ۔ ترمذی وغیرہ میں پائی جاتی ہیں صحیحین میں وہ بھی مذکور
 نہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر تحقیق و تنقید کا درجہ بڑھتا جاتا ہے مبالغہ آمیز
 روایتیں گھٹتی جاتی ہیں۔۔۔ سیرت پر جو کتابیں لکھی گئیں وہ زیادہ تر اسی قسم کی کتابوں

(طبرانی - بیہقی - ابونعیم وغیرہ) سے ماخوذ ہیں۔ اس لئے اُن میں کثرت سے کمزور روایتیں درج ہو گئیں اور اسی بنا پر محدثین کو کہنا پڑا کہ سیر میں ہر قسم کی روایتیں ہوتی ہیں (سیرۃ النبی جلد ۱ ص ۱۲۱)۔ موصوف نے کسی مصلحت سے اصلی راؤ کو نہیں کھولا کہ کیوں خلفاء اور صحابہ کے فضائل میں کثرت سے حدیثیں وضع کی گئیں۔ ہر فعل کی کسی علت کا ہونا ضروری ہے۔ پس فضائل خلفاء میں احادیث موضوع کی بھرمار ہونے کا بھی کوئی نہ کوئی سبب ضروری ہے۔ او اس کا پتا لگایا جائے (۲) حضرات اہلسنت کے عالم جلیل جناب محمد بن عقیل بن عبد اللہ لکھتے ہیں :- کتب معویۃ نفعۃ واحداۃ الی عمالہ بعد عام الجماعۃ ان برئت الذمۃ من سوائے شیعۃ من فضل الی تراب و اہل بیتہ - فقامت الخلیفۃ فی کل کورۃ و علی کل منبر یلعنون علیہا ویبذرون منہ و یقعون فیہ و فی اہل بیتہ و کان اشد الناس بلاء حینئذ اہل الکوفۃ کثرتہ من ہما من شیعۃ علی علیہ السلام - فاستعمل علیہم زیاد بن سمیۃ و ضم الیہ البصرۃ - فکان یتبع الشیعۃ و ہوبہم عارف لانہ کان منہم ایاہ علی علیہ السلام فقتلہم تحت کل حجر و مدر و اخافہم و قطع الایدی والارجل و سل علیہم و صلبہم علی جذوع النخل و طردہم و شادہم عن العراق - فلم یبق ہما معروف منہم و کتب معویۃ الی عمالہ فی جمیع الافاق ان لا یجیزوا لاحد من شیعۃ علی شہادۃ و کتب الیہم ان انظر دامن قبلکم من شیعۃ عثمان و محبیہ و اہل ولایتہ الذین یروون فضائلہ و مناقبہ فاذنوا بحالہم و فرقوہم و اکرموہم و اکتبوا الی بکل ما یروی کل رجل منہم و اسمہ و اسم ابیہ و عشیرتہ - ففعلوا ذلک حتی اکثروا فی فضائل عثمان و مناقبہ لما کان یبعث الیہم معویۃ من الصلوات و الکساء و الحیاء و القطائع و فیضہ فی العرب منہم و الموالی فکثر ذلک فی کل مصر و تناقصوا فی المنازل و الدنیا فلیس یجد امرؤ من الناس عاملا من عمال معویۃ فیزید فی عثمان فضیلۃ او منقبۃ الا کتب اسمہ و قریبہ و شفیعہ فلیشوا بذلک حینا ثم کتب الی عمالہ ان الحدیث فی عثمان قد کثر و فشا فی کل مصر و کل وجہ

وناحية فاذا جاءكم كتابي هذا فادعوا الناس الى الهداية في فضائل الصحابة
 والخلفاء الاولين ولا تذكروا اخبارهم فيه احد من المسلمين في ابي تراب الا
 واثموني بمناقض له في الصحابة - فان هذا احب الي واثم لعيني وادحض لجة
 ابي تراب وشيعته واشد عليهم من مناقب عثمان وفضله - فقرئت كتبه
 على الناس فرويت احاديث كثيرة في مناقب الصحابة مقتطعة لاحقة
 لها وجد الناس في رواية ما يجري هذا المجرى حتى اشادوا بذلك
 على المنابر والحق الى معلى الكتاب فعملوا صبيانهم وعلماؤهم من ذلك الكثير
 الراسع حتى ردوه وتعلموا كما يتعلمون القراء ان وجته علموا بناتهم ونساءهم
 وخدمهم وحشيمهم فلبثوا بذلك ما شاء الله - ثم كتب الى عماله نسخة
 واحدة الى جميع البلدان انظروا من قامت عليه البينة انه يحب عليا و
 اهل بيته فاحموا من الديار واسقطوا عطائهم ورضائهم وشفع ذلك بنسخة
 اخرى من اتهمتموها بمراعاة هؤلاء القوم فنكولوا به واهدوا داسه - فلم يكن
 البلاء اشد واكثر منه بالعراق ولا سيما بالكوفة حتى ان الرجل من شيعة
 علي ليا ياتي من يثق به فيدخل بيته فيلقه اليه سرا ويخاف من خادمه
 ومملوكه ولا يحدته حتى ياخذ عليه الايمان الغليظة ليكنن عليه - فظهر
 حديث كثير موضوع ومحتان منتشر - وصنع على ذلك الفقهاء والقضاة
 والولاة - وكان اعظم الناس في ذلك بلية القراء المراءون والمستضعفون
 الذين يظهر الخشوع والنسك فيفتعلون الاحاديث ليحظوا بذلك عند ولا
 وقيس براني مجالسهم ويصيبوا به الاموال والضياع والمنازل حتى
 انتقلت تلك الاخبار والاحاديث الى ايدي الديانين الذين لا يستحلون
 الكذب والبهتان فقبلوها ورووها وهم يظنون انها حق - ولو علموا انها
 باطلة لما روهوا ولا تدبروها - فلم ينزل الامر كذلك حتى مات الحسن
 بن علي عليهما السلام - فانه اداد البلاء والفتنة فلم يبق احد من هذا القبيل
 الا وهو خائف على دمه او طريقه على الارض - ثم تفاقم الامر بعد

قتل الحسين عليه السلام وولے عبد الملك بن مروان فاشتد الامر على الشيعة وولے عليهم الحجاج بن يوسف فقتل به اليه اهل النسك والصلاح بغض على وموالاة اعدائه وموالاة من يدعى قوم من الناس انهم ايضا اعدائه فاكثروا من الرواية في فضلهم وسوا بقهرهم مناقبهم واكثروا من الغض من على كرم الله وجهه وعيبه والطن فيه والشنان له حتى ان انسانا وقف للحجاج ويقال انه جلد الاصحى عبد الملك بن قتيب فصاح به ايها الامير ان اهلى عقولنا نسرى عليك وانى فقير باش وانا الى صلة الامير محتاج فتضاحك الحجاج وقال للطف ما ولسلت به قد وليتك موضع كذا - وقد روى ابن عرفة المعروف بنفطويه وهو من اكابر المحدثين واعلامهم في تاريخه ما يناسب هذا الخبر وقال ان اكثر الاحاديث الموضوعة في فضائل الصحابة افتعلت في ايام بني امية لقربا اليهم بما يظنون انهم يرغنون به افوف بنى هاشم - قلت لا يلزم من هذا ان يكون على عليه السلام يسوء ان يذكر الصحابة والمتقدمون عليه بالخير الفصل الا ان معاوية وبني امية كانوا يبنون الامم من هذا على ما يظنون في على كرم الله وجهه من انه عدو من تقدم عليه ولم يكن الامم في الحقيقة كما يظنون وكان يراى انه افضل منهم وانهم استأثروا عليه بالخلافة من غير تفسير من لهم ولا براءة منهم - جس سال (۱۳۳ھ میں) معاوية نے حضرت امام حسنؑ سے صلح کر لی اس کے بعد ہی اس نے دنیائے اسلام کے ہر گورنر - والی اور حاکم کو یہ پریسبیت فرمان لکھ کر روانہ کیا کہ جو شخص بھی ابو تراب (حضرت علیؑ) اور ان کے اہلبیت کی فضیلت میں کوئی حدیث روایت یا کوئی خوبی بیان کرے گا اُس سے حکومت بری الذمہ رہے گی - اس اعلان کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہر شہر و دیہات میں بلکہ ہر منبر پر خلیہ دینے اور وعظ کہنے والے کھڑے ہو کر حضرت علیؑ پر لعنت اور حضرت سے تبرا کرنے لگے اور حضرتؑ کو ادرھت کے اہلبیت کو برا کہنے اور ان حضرات کی مذمت کرنے میں مشغول ہو گئے - اُس مصیبت میں اُس وقت

بات بیان کر دیتا تو فوراً وہ عامل اُس کا نام لکھ لیتا۔ اُس کو مقرب بارگاہ بنالیتا۔ (درمعیہ کے ہاں اُس کی سفارش لکھ بھیجتا۔ اسی طرح ایک مدت دراز تک ہوتا رہا۔

ان سب کے بعد سو یہ نے اپنے مالوں کو لکھ بھیجا کہ حضرت عثمان کے فضائل میں حدیثیں بہت زیادہ ہو گئیں اور ہر شہر و دیہات میں پھیل گئیں۔ اب ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا خط پانے کے بعد تم سب لوگوں کو بلا کر کہو کہ اب صحابہ اور خلیفہ اول و دوم کے فضائل میں حدیثیں بیان کریں اور ابو تراب (حضرت علیؓ) کی فضیلت میں کوئی شخص بھی جو حدیث بیان کرتا ہے اس کے مقابل کی حدیث صحابہ کے لئے بھی یہ لوگ پیش کریں۔

خبردار کوئی ایسی حدیث نہ چھوٹنے پائے جو حضرت علیؓ کے بارے میں وارد ہوئی ہو اور ویسی ہی صحابہ کے لئے بھی نہ بنائی جائے۔ کیونکہ یہ تدبیر مجھے بہت پسند اور میرے لئے نہایت درجہ موجب اطمینان و باعث مسرت ہے اور ابو تراب اور ان کے شیعوں کی تہمت بل کرنے کی بہترین صورت ہے اور خلیفہ اول و دوم کی فضیلت میں حدیثوں کا انبار لگنا شیعوں کے لئے حضرت عثمان کے فضائل کی حدیثوں سے بھی زیادہ ناگوار اور گراں ہرگا۔

غرض سو یہ کے یہ سب زبان لوگوں کے سامنے پڑے گئے جس پر کثرت ایسی جعلی حدیثیں صحابہ کے فضائل میں گراہ دی گئیں جن کی کوئی بھی اصلیت نہیں تھی اور لوگوں نے ان موضوع حدیثوں اور ان کے مثل دوسری چیزوں کے بیان کرنے اور ہر شخص سے روایت کرنے میں ہڑی ہی جدوجہد کی۔ یہاں تک لوگوں نے ان بنائی ہوئی جھوٹی اور بالکل بے اصل حدیثوں کو منبروں پر بیٹھ کر پڑھنا اور لوگوں کو سننا شروع کیا اور مدرسوں کے معلموں کو بھی وہ بنادٹی حدیثیں دے دی گئیں۔ انھوں نے ان حدیثوں کی تعلیم بچوں کو بھی دے دی اور ان کے داغوں میں بھی ان ہملات کا زیادہ حصہ بھر دیا گیا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے ان حدیثوں کو بھی اسی طرح لوگوں سے بیان کرنا اور خود پڑھنا شروع کیا جس طرح قرآن مجید کو پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ ان جعلی حدیثوں کی تعلیم لوگوں نے (اپنے ہی تک محدود نہیں رکھی بلکہ) اپنی لڑکیوں بیویوں خدمت گاہوں اور عاصیوں کو بھی دی۔

جب اس حالت کو بھی ایک مدت گزر گئی تب سو یہ نے ہر شہر میں یہ فرمان بھیجا کہ اب پتا لگاؤ جس شخص کے متعلق کوئی شخص یہ کہی یا جھوٹی لگوا ہی دے کہ وہ علیؓ اور ان کے اہلیت کو

دوست رکھتا ہے اُس کا نام دفتر سے مٹا دو۔ اور اُس کو بطور بخشش یا بغرض مدد معاش جو کچھ ملتا ہے اسے بند کر دو۔ اس کے ساتھ دوسرا فرمان اس مضمون کا بھی تھا کہ جس شخص پر اس بات کی ہمت بھی قائم ہو جائے کہ ان سبھوں (علیٰ اور ان کے اہلیت) سے محبت رکھتا ہے اُس کو پوری سزا دو اور اُس کا گھر تک ڈھا دو۔ ان فراموش کی تعمیل میں سب سے زیادہ آفت عراق والوں اور خصوصاً کوفہ کے لوگوں پر نازل ہوئی۔ ان بیچاروں (کوفہ کے شیعہ باشندوں) کی حالت (خوف و دہشت سے) یہاں تک پہنچ گئی کہ اگر کسی شیعہ کے پاس اُس کا نہایت سچا اور معتبر دوست بھی ملنے جاتا تو وہ دوسروں کے ڈر سے اس سے باہر لاقاۃ نہیں کر سکتا بلکہ اس کو کسی کمرے یا کوٹھری میں لے جاتا اور وہاں تخلید میں اس سے اپنی مصیبت وغیرہ کا حال بیان کرتا اس خوف سے کہ کہیں اس کا ذکر یا غلام ان باتوں کو نہ سُن لے (اور جا کر مویہ والوں کو خبر نہ کر دے) اور وہ اپنے اُس سچے معتبر اور مخلص دوست سے بھی اپنا اصلی حال اُس وقت تک بیان نہ کر سکتا جب تک اس سے بڑی سخت قسمیں نہ کھلوایں تاکہ وہ ان باتوں کو اپنے ہی تک رکھے گا اور کسی پر بھی ظاہر نہ ہونے دے گا۔

غرض (ان سختیوں اور ظلم و تشدد سے) بکثرت موضوع حدیثیں ظاہر ہو گئیں اور جمل و خربا بلکہ افتراء و بہتان تک کی روایتیں ہر طرف پھیل گئیں۔ اس دبا میں بڑے بڑے فقہاء و قضاۃ اور ولایہ تک متلاء ہو گئے مگر اس مصیبت میں سب سے زیادہ وہ لوگ پھنس گئے جو لوگوں کے دکھانے اور اپنے تقدس کا سک جمانے کے لئے قرآن مجید کے قاری اور مذہبی علوم کے عالم بنے ہوئے تھے۔ اور ایمان کے وہ کچے لوگ بھی تھے جو عوام پر اپنے مشورع و خضوع۔ زہد و ورع اور تقدس و پارسائی کا رنگ جانا چاہتے تھے کہ وہ نئی نئی حدیثیں بنا کر اور اپنے دل سے روایتیں گڑھلکراپنے حاکموں کے ہاں سرخ روئی حاصل کرتے اور اُن کے دربار میں اپنی عزت و وقار بڑھاتے اور اس فن حدیث سازی و روایت بازی کے ذریعہ سے بکثرت مال و متاع اور جاگیریں و جائدادیں پیدا کرتے۔ یہاں تک کہ انھیں دنیا پرست عالموں زاد ہوں اور بندہ زرو مال مذہبی پیشواؤں کے ذریعہ سے ان کی من مگرت حدیثیں اور بے بنیاد روایتیں اُن ایماندار اور واقعی پابند دین و مذہب حضرت تک بھی پہنچ گئیں جو جھوٹ اور بہتان کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ پس ان لوگوں نے اپنی

سادہ لوحی سے ان نکار اور دھوکے باز حدیث سازوں کے فریب میں مبتلا ہو کر (ان جلی اور وضعی حدیثوں کو قبول کر لیا اور گمان کیا کہ یہ سب سچی حدیثیں ہیں حالانکہ اگر ان کو پتا چل جاتا کہ ان حدیثوں کو روپیہ پسہ کے لالچ اور دنیوی عزت و جاہ کی طمع اور جاگیر و جائیداد کی تمنا میں ابن الوقت لوگوں نے اپنے دل سے ڈھالا ہے تو کبھی ان حدیثوں کی روایت نہ کرتے نہ ان پر عمل کرتے۔ غرض دنیا سے اسلام کی یہی حالت برابر رہی۔

یہاں تک کہ (سلسلہ ہجری میں) حضرت امام حسن ابن حضرت علی علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔ پھر کیا تھا فتنہ و فساد کا بازار اور زیادہ گرم ہو گیا اور مذہبی مصیبت پہلے سے بھی بڑھ گئی۔ اب تو سچے مذہب کے پابند لوگوں سے کوئی بھی نہ بچا جو اپنی جان کو پتیلی پر زر کھے ہو کہ یا ہر وقت اس کو اپنی ہلاکت کا خوف رہنے لگا یا وہ اپنی زندگی بچانے کے لئے آؤں اور ہو کر ہر طرف مارا مارا پھرنے لگا۔ پھر (سلسلہ ہجری میں) جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کر دیئے گئے اس کے بعد تو اور بھی مذہبی لوگوں کی حالت سقیم ہو گئی۔ خصوصاً جب عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا تشیعوں کے مصائب پہلے سے بھی بہت زیادہ ترقی کر گئے۔ عبدالملک نے لوگوں پر حجاج بن یوسف ایسے شخص کو حاکم بنا کر مسلط کر دیا۔ اس کے دربار میں عابد زادہ۔ مقدس اور پارہ ساق حضرات حضرت علیؑ کے دشمن ہونے اور حضرتؑ کے دشمنوں کو دوست رکھنے کا دعویٰ کر کے تقرب حاصل کرتے تھے بلکہ جو لوگ دعویٰ کرتے تھے کہ حضرت علیؑ کے دشمن ہیں ان کی دوستی کا اقرار کر کے بھی لوگ حاکم وقت کے پاس اپنا مرتبہ بڑھاتیے تھے، غرض جس نے خوب ترقی کرنی چاہی اُس نے یہی پیشہ اختیار کر لیا کہ حضرت علیؑ و اہلبیتؑ سے خوب دشمنی کرو اور خلفاء کی شان میں اچھی طرح جھوٹی حدیثیں بناؤ، اس طرح لوگوں نے صحابہ اور خلفاء ثلاثہ کی شان۔ ان کے فضائل۔ مناقب اور سوابق میں بہت کثرت سے روایتوں کا ڈھیر لگا دیا۔ اور حضرت علیؑ کا مرتبہ کم کرنے۔ حضرتؑ کی شان گھٹانے بلکہ حضرتؑ کی مذمت۔ عیب۔ اعتراض۔ بدنامی۔ بُرائی اور اہانتہ و تحقیر کے متعلق بھی اسی کثرت سے جھوٹی روایتیں بنائی گئیں۔ یہاں تک تماشہ ہوا کہ ایک شخص جس کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ وہ جدِ مہمی عبدالملک بن قریب تھا۔ حجاج کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ امیر میرے بزرگوں نے مجھ پر بڑا ظلم کیا کہ میرا نام علیؑ رکھ دیا تھا اور میں ایک پریشان حال

بھوکا فقیر شخص اور سرکار کی بخشش و عطا کا محتاج ہوں۔ یہ سُن کر حجاج ہنس پڑا اور کہا تو نے اچھا بہانا تراشا۔ جا میں نے تجھ کو فلاں مقام کا تحصیلدار مقرر کر دیا۔ اور ابن عرفہ صرف یہ نکتہ یہ نے بھی جو اکابر محدثین اور ان کے اعلام سے ہیں اپنی تاریخ میں اسی کے قریب

مضمون لکھا ہے۔ اور کہا ہے کہ صحابہ کے فضائل میں اکثر حدیثیں بنی امیہ ہی کے زمانہ میں وضع کی گئی اور گڑھی گئی ہیں۔ اُس زمانہ کے لوگ ایسی حدیثیں اس امید میں ایجاد کرتے تھے کہ حکومت ان کی بڑی قدر کرے گی اور وہاں ان کا رسوخ بڑھ جائیگا کیونکہ وہ سمجھتے تھے اس طرح خاندان بنی ہاشم کے لوگ خوب چڑھیں گے۔ اُن کی شکست ہوگی اور وہ ذلیل ہو جائیں گے۔

میں کہتا ہوں کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحابہ اور خلفاء ثلاثہ کا ذکر خیر یا ان کے فضائل کا بیان حضرت علی علیہ السلام کو ناگوار ہوتا ہو لیکن سو یہ اور بنی امیہ یہ سب کوششیں اسی

غلام خیال سے کرتے تھے کہ وہ سمجھتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلفاء ثلاثہ کے مخالف اور دشمن تھے حالانکہ وہ جو گمان کرتے تھے حقیقت میں ایسا نہیں تھا۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ حضرت

علیؑ اپنے کو خلفاء ثلاثہ سے افضل سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان لوگوں نے حضرت کو الگ کر کے خود خلافت پر قبضہ کر لیا لیکن حضرت علیؑ اسکی وجہ سے خلفاء ثلاثہ کو نہ برا کہتے تھے

نہ اُن سے برا کرتے تھے (نصائح کافیہ مطبوعہ ممبئی ص ۷۲ تا ۷۴) علامہ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے:- ان معاویۃ ام الناس بالعراق والشام وغیرہا بسبب علی والبراءۃ

منہ وخطب بذلک علی منابہ الاسلام وصاخذک سنتہ فی ایام بنی امیہ...

وسوئے ابو عثمان ایضاً ان تو صامت بنی امیہ قابو المعادیۃ یا امیر المؤمنین انک قد بلغت ما املت فلو کففت عن لعن هذا الرجل - فقال لا والله حتی یروا

علیہا الصغیر ویحرم علیہا الکبیر ولا یدک لہ ذاکر فضلہ - وقال ابو عثمان ایضاً وما کان عبد الملک... من یخفی علیہ فضل علی... وکنہ اسراح تشیید الملک

وتاکید ما نقلہ الاسلاف وان یقر فی نفس الناس ان بنی ہاشم لا حظ لہم فی هذا الامر وسیدہم الذی بہ یصلون وینفخون وینفخون حالہ و هذا مقلدہ

فیكون من ینتی الیہ ویلدی بہ عن الامر البعد وعن الوصول الیہ اشھط وانہ... وکان الحجاج یلعن علیا وایامہ بلعنہ - وقال لہ متعرض بہ یوما دھور اکب

ايها الامراء ان اهلي عتقوني فسرني عيسى فقيرا سمي وصلني بما اتبلغ به فاني فقير
فقال للطفت - ما توصلت به قد سميتك كذا ودليتك العمل الفلاني فاشخص اليه
... ان معاوية وضع قوما من الصحابة وقوما من التابعين على رواية اخبار
تبيح في علي تقتضي الطعن فيه والبراءة منه وجعل لهم على ذلك جملا
يرغب في مثله فاختلوا ما ارادوا منهم البرهيرة وعمر بن العاص والمغيرة
بن شعبة ومن التابعين عروة بن الزبير .. ان معاوية بدل لسيرة بن جندب
مائة الف درهم حتى يروى ان هذه الآية نزلت في علي ومن الناس
من يعجب قوله في الحياة الدنيا ويشهد الله على ما في قلبه وهو الذاكر
واذا قل سفي في الارض يفسد فيها ويهلك الحرث والنسل والله لا
يعب الفساد وان الآية الثانية نزلت في ابن ملجم وهو قوله تعالى
ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله فلم يقبل - فبذل له
ما في الف درهم فلم يقبل فبذل له اربع مائة الف فقبل وروى ذلك
قال وقد صح ان بني امية منعوا من اظهار فضائل علي وعاقبوا ذلك الراعي
له حتى ان الرجل اذا روى عنه حديثا لا يتعلق بفضله بل بشراعه الله
لا تجاسر على ذكر اسمه فيقول عن ابي سيب وروى عطا عن عبد الله
بن شداد بن الهاد قال ارادت ان اترك فاحداث بفضائل علي بن
ابي طالب لما الى الليل وان عتق هذه ضربت بالسيف - قال فالاتحاد
الارادة في فضله لولم يكن في الشهرة والاستفاضة وكثرت النقل الى
غاية بعيدة لا تقطع نقلها للخوف والتقية من بني مروان مع طول المدح
وشدة العداوة ولولا ان الله تعالى في هذا الرجل سا يعلمه من يعلمه
لم يروى في فضله حديث ولا عرفت له منقبة - الا ترى ان رئيس قرية
لو سخط على واحد من اهلها ومنع الناس ان يذكره بخير وصلاح لتحل ذكره
ونفسه اسمه وصار وهو موجود معد وما هو ميتا ... وذكر جماعة ان عداوة
من الصحابة والتابعين والمحدثين كانوا منحرفين من علي قائلين فيه السوء

منہم من ... اعان اعدائہ میل مع الدنیا و ایشاء اللعاجلۃ - عراق و شام غزوہ
 ملکوں کے لوگوں کو مسویہ نے حکم دیا کہ (حضرت) علیؑ کو گالیاں دیا کریں اور ان سے تہا کیا
 کریں۔ اور اسلامی منبروں پر اس بات کا خطبہ بھی بیان کیا جو بنی امیہ کی سلطنت میں
 واجب العمل دستور ہو گیا ... ابو عثمان نے یہ بھی روایت کی ہے کہ ایک قوم نے مسویہ سے
 کہا کہ اے امیر اب اس شخص (علیؑ) کو گالیاں دینے میں اپنی مراد کو پہنچ گئے (بہت کچھ
 گالیاں دلا دیں)۔ اب جانے دیجئے اور اس شخص پر لعنت کرنے سے باز رہئے (کہ کوئی
 ضرورت باقی نہیں رہی)۔ مسویہ نے جواب دیا نہیں خدا کی قسم میں اس کو کبھی موقوف نہیں کروں گا
 یہاں تک کہ اس کو دیکھتے اور سنتے ہی بچے بوڑھے ہو جائیں اور بڑے بڑھاپے کی آخری
 حد تک پہنچ جائیں اور دنیا میں ایسا کوئی شخص باقی نہ رہے جو علیؑ کی ایک نفیلت بھی
 بیان کر سکے۔ اور ابو عثمان یہ بھی بیان کرتے تھے کہ حلیفہ عبد الملک بن مروان ایسا غافل
 شخص نہیں تھا کہ حضرت علیؑ کے فضائل سے نادان تھا ہوتا لیکن حضرت علیؑ پر لعنت اور گالیوں کا
 سلسلہ جاری رکھ کر اس نے چاہا کہ اپنی سلطنت کو خوب مستحکم کر دے اور اس کے بزرگ حضرت
 علیؑ کی عداوت میں جو کچھ کرتے رہے ہیں اس کی تاکید کر دے کہ خانہ ان بنی ہاشم کو خلافت
 و حکومت میں کوئی حق ہی نہیں ہے اور ان کے سردار جس پر وہ فخر کرتے اور جسکی وجہ سے وہ
 خلافت کا دعوے کرتے ہیں اس کی حالت و منزلت اتنی ہی تھی (کہ ہم لوگ آج ان پر لعنت کرتے
 ہیں) پس جو شخص ان کی طرف منسوب اور ان سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اس کا مددگار
 ہے وہ تو اور بھی اس کے استحقاق سے دور تر اور اس تک پہنچنے سے بہت زیادہ محروم ہو گیا
 ... اور بنی امیہ کی طرف سے جو مشہور گورنر حجاج تھا اس نے معمول کر لیا تھا کہ حضرت علیؑ پر خود
 بھی لعنت کرتا اور دوسروں سے بھی لعن کراتا۔ ایک دفعہ اس سے ایک شخص نے کہا اے امیر
 میرے اہل خانہ ان نے مجھ پر بڑا ستم کیا کہ میرا نام علی رکھ دیا اب حضور میرا خراب نام بدل کر
 دوسرا اچھا نام رکھ دیں اور مجھے اتنا انعام دیں جو میری ضرورتوں کے لئے کافی ہو کیونکہ میں
 ایک نادار شخص ہوں۔ حجاج نے کہا تم نے اپنی مطلب براری کا اچھا حیلہ نکالا۔ لو میں نے
 تمہارا وہ نام بدل کر فلاں نام رکھ دیا اور تم کو فلاں مقام کا حاکم بھی مقرر کر دیا وہاں چلے جاؤ
 (اور حضرت علیؑ کی دشمنی ظاہر کرنے کا مزہ اٹھاؤ) ... مسویہ نے ایک بڑا انتظام بھی کیا کھانا

۴۶ اور لوگوں کے دلوں میں یہ بات رائج کر دی۔

اور تابعین کی ایک ایک جماعت کو اس بات پر مقرر کر دیا کہ وہ حضرت علیؓ کے بارے میں بری باتیں مذمت کی خبریں اور توہین و تذلیل کی حدیثیں بیان کیا کریں جن کی وجہ سے حضرت علیؓ اچھی طرح رسوا اور بدنام ہوتے رہیں اور لوگ حضرتؓ سے برا کیا کریں۔ ان باتوں کے لئے معویہ نے بڑی بڑی رشوتیں اور انعام دینے کا انتظام کر لیا تھا جسکی وجہ سے لوگ ایسی حدیثوں کے وضع کرنے میں لڑے پڑے اور معویہ کی خوشامد میں سب کچھ سیاہ سفید کرنے پر آمادہ رہتے تھے ان میں ابو ہریرہ، عمرو بن العاص، منیرہ بن شعبہ وغیرہ صحابہ اور عروہ بن زبیر وغیرہ تابعین خاص کا تقابل ذکر ہے۔۔۔ ایک دفعہ معویہ نے عمرہ بن عبد بن جندب سے کہا کہ میں تم کو ایک لاکھ درہم دیتا ہوں تم صرف اتنا کر دو کہ لوگوں سے برابر بیان کرتے رہو قرآن مجید کی یہ آیت واللہ من یعلم قلبہ فی الحیرۃ الذینا ولیہم اللہ علی مافی قلبہ وہوالذین انحصارہوا اذا تولے سئلے فی الامراض لیفسد فیہا ویملک الحث والنسل واللہ لایعبد الا فیہا یعنی اے رسول منافقین سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کی چکنی چوڑی باتوں سے اس دنیوی زندگی میں تم بہت خوش ہو جاتے ہو اور وہ اپنی دلی محبت پر خدا کو بھی گواہ مقرر کرتے ہیں حالانکہ وہ تمہارے دشمنوں میں سب سے زیادہ جھگڑاویں اور جب وہ حاکم ہو گئے تو زمین میں کوشش کریں گے کہ اس میں خوب فساد پھیلانیں۔ اور زراعت اور مویشی کو تباہ کریں اور خدا تو فساد کو اچھا نہیں سمجھتا (پہلے سورہ فرقہ رکوع ۲۵) حضرت علیؓ کی شان میں نازل ہوئی! اور یہ دوسری آیت ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مہذات اللہ واللہ ساروف بالعباد اور لوگوں میں سے خدا کے بندے کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اپنی جان تک بیچ ڈالنے ہیں اور خدا ایسے بندوں پر بڑی ہی شفقت والا ہے۔ (پہلے رکوع ۹) ابن لمیم کی شان میں نازل ہوئی تھی!!! اگر عمرہ بن جندب نے اس کو منظور نہیں کیا۔ تب معویہ نے کہا اچھا دو لاکھ دیتا ہوں۔ ابن بھی عمرہ بن جندب نے انکار کیا تب معویہ نے کہا چار لاکھ درہم لے لو اگر اس معویہ بن کی روایت ضرور کرادو۔ آخر عمرہ بن جندب نے قبول کر لیا اور اس بات کی حدیث گڑھ کر روایت کر دی۔ یہ بھی صحیح واقعہ ہے کہ بنو آ نے لوگوں کو حضرت علیؓ کے فضائل زبان تک پر لانے سے لڑتے رہے اور دیکھ دیا تھا اور جو شخص ایسا کرتا اس کی سخت سزا کرتے تھے۔ یہاں تک نویت پہنچ گئی تھی کہ اگر کوئی شخص

حضرت علیؑ

حضرت علیؑ سے کوئی ایسی حدیث روایت کرتا جو حضرتؑ کے فضائل سے نہیں بلکہ دوسرے احکام و بینات متعلق ہوئی جب بھی اسکی مجال نہیں تھی کہ حضرت علیؑ کا نام تک لے سکے۔ بلکہ یوں کہتا کہ زینب کے والد نے اس طرح بیان کیا تھا کہ اور عطاء نے عبد اللہ بن شداد بن ابیہاد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں چھوڑ دیا جاؤں اور حضرت علیؑ کے فضائل کی ایک دن رات بیان ہی کرتا رہوں اگرچہ اسکی وجہ سے میری گردن پر تلوار مار دی جائے مگر یہ کہ حضرت علیؑ کے فضائل کی حدیثیں اگر مشہور ہوں۔ ہر شخص کے کانوں میں پڑ جانے اور بکثرت منقول ہونے کی حیثیت سے غیر معمولی حد پر نہ پہنچ گئی ہوتی تو آج اُن کا پتا بھی نہ ملتا اور کہیں ذکر بھی دکھائی نہ دیتا کیونکہ مدت دراز تک بنی امیہ کی حکومت اور حضرت علیؑ و اہلبیت کے ساتھ ان کی شدید عداوت کی وجہ سے لوگ ایسی حدیثوں کا کوئی لفظ تک زبان پر نہ لاسکتے اور اس کا ایک حرف تک سننے کی جرأت نہیں پاتے تھے۔ اور اگر اس بزرگ (حضرت علیؑ) کی شان اعلیٰ وارفع رکھنے میں خدا کا کوئی خاص بمعید نہ ہوتا جس کی حقیقت سے صرف وہی واقف ہے جس کو اس کا شرف حاصل ہوا تو حضرتؑ کے فضائل و شرف میں ایک حدیث بھی کہیں روایت نہ کی جاتی اور نہ آپ کی کسی طرح یا غوی کا کہیں نام و نشان ملتا۔ تم دیکھتے نہیں کہ اگر کسی بستی کا کوئی چودھری وہاں کے کسی شخص پر رخصتا ہو جاتا ہے اور لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ کوئی شخص اس کا ساتھ نہ دے نہ اس کو بغیر و غوی سے یاد کرے تو اس کا ذکر غائب اور وہ گنہام ہو جاتا ہے۔ وہ موجود رہتا ہے مگر ممدوم کے حکم میں اور زندہ رہتا ہے مگر گویا مردہ۔ پھر جس بزرگ کے خلاف اتنی زبردست سلطنت اتنے دنوں تک کوشش کرتی رہی اُس کے فضائل کیسے باقی رہتے۔ لیکن خدا کی قدرت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے کہ باوجود اتنی مخالفت کے آج بھی حضرتؑ کے فضائل سے کتابیں بھری ہیں، اور ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ و تابعین و محدثین سے بکثرت لوگ صرف دنیا حاصل کرنے اور اس زندگی کا مزہ اٹھانے کے لئے حضرت علیؑ کے خلاف رہتے تھے کہ حضرتؑ کی برائیاں کرتے اور حضرتؑ کے دشمنوں کی تائید و حمایت میں مشغول رہتے (شرح پنج البلاغۃ از علامہ ابن ابی الحدید مطبوعہ مصر جلد اول جزو راجع ص ۳۵۵) وغیرہ۔ اس عبارت سے احادیث موضوعہ کی علت غائیہ پر جو پردے پڑے تھے ان میں سے اکثر ہٹ گئے اور واضح ہو کہ جس طرح حضرت امیر المومنینؑ

ہدایت خاتون۔ تم غور نہ کرو تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تم میرے ہاں رہو اور کافر تھے۔ اور حضرت موسیٰ نے اُس سے یہ نہیں کہا کہ تو غلط کہتا ہے میں کافر نہیں تھا۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ فرعون کے گھر رہ کر تقیہ میں بسر کرتے تھے۔ اس سبب سے فرعون کو کہنے کا موقع ملا کہ تم کافر تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی تکذیب نہ کر سکے۔ ورنہ بتاؤ کیا حضرت موسیٰ واقعاً کبھی کافر تھے؟

مولوی صاحب۔ اچھا ذرا اس آیت کی تفسیر بھی دیکھو کیا لکھا ہے۔
ہدایت خاتون۔ دیکھو علامہ بیضاوی لکھتے ہیں:- فانہ علیہ السلام کان یعایشہم بالتقیہ فرعون نے جو حضرت موسیٰ سے کہا کہ تم کافروں سے تھے تو اس وجہ سے کہ حضرت موسیٰ اُن فرعونوں کے ساتھ تقیہ کی زندگی بسر کرتے تھے (تفسیر بیضاوی جلد ۲ ص ۱۱۱) اور علامہ نسفی نے لکھا ہے:- هذا افتراء منه علیہ لانہ معصوم من الکفر و کان یعایشہم بالتقیہ فرعون نے حضرت موسیٰ پر افتراء کیا جو کہا کہ تم کافروں سے تھے کیونکہ حضرت موسیٰ کافر نہیں تھے۔ بلکہ حضرت موسیٰ کو کفر سے معصوم تھے۔ ہاں حضرت اُن لوگوں کے ساتھ تقیہ کی زندگی بسر کرتے تھے (تفسیر مدارک التنزیل جلد ۳ ص ۳۵۹) اور علامہ فخر الدین رازی و نیشاپوری نے بھی لکھا ہے:- وقد افترے علیہ ادھیل امہ لانہ کان یعایشہم بالتقیہ فان الکفر غیر جائز علی الانبیاء قبل النبوة فرعون نے حضرت موسیٰ پر افتراء کیا یا جہالت سے حضرت کو کافر کہا۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ واقعاً کافر نہیں تھے بلکہ ان لوگوں کے خون سے اُن لوگوں میں تقیہ کی زندگی بسر کرتے تھے (تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۱۹) و غرائب القرآن جلد ۱۹ ص ۵۷۵

انصاف کرو جب حضرت موسیٰ ایسے اولوالعزم پیغمبر تک تقیہ کریں تو اس پر اعتراض کرنا کہاں تک مناسب ہے؟ جو انبیاء کرتے رہے وہی توحید بھی کرتے ہیں؟
مولوی صاحب۔ البتہ تم نے بہت سی آیتیں پیش کر دیں۔ ماشاء اللہ تم کو قرآن مجید کے مطالب پر اچھی اطلاع ہے جو میرے لئے نہایت فخر کا امر ہے۔

ہدایت خاتون۔ حضرت ابراہیم کے متعلق بھی دیکھو خدا فرماتا ہے کہ حضرت نے کہا:-

ہیں۔ میرے پاس خدا کے فضل سے وہ رسالہ بھی موجود ہے لہ
مولوی صاحب۔ ہاں یقیناً وہ کتاب دیکھنے کی چیز ہوگی۔ میں نے بھی اُن کا نام
 سنا ہے۔ رافضیوں کے وہ بڑے مجتہد تھے۔ انھوں نے عقائد الانوار بھی لکھی ہے جو شاید بڑی کتاب
ہدایت خاتون۔ شاید بڑی کتاب کی بھی خوب ہی کپی۔ وہ دس بارہ جلد سے کم نہ
 چھپی نہیں ہے اور اسکی یہ معلوم کتنی جلدیں چھپنے کو باقی ہیں۔ اور ایک ایک جلد پانچ پانچ
 چھ سو صفحہ کی ہے۔

مولوی صاحب۔ خیر تفسیر کے متعلق تمہاری سبب دیلیس صحیح لیکن عقل کیا کہتی
 ہے۔ جھوٹ بولنا بہر صورت بُرا ہے۔

ہدایت خاتون۔ بات یہ ہے کہ غوں ریز تلواروں کے حلوں کے علاوہ شیعوں
 پر اخلاقی حلوں کی وہ کثرت ہوئی کہ اگر تمام مذاہب کے تمام مذاہب پر ملے جمع کئے
 جائیں تو بھی ہمارا نمبر زیادہ ہو گا۔ اور یہ کیوں؟ صرف اس وجہ سے کہ زمانہ کے زبردست
 ہاتھوں نے تیرہ سو برس سے ہماری زبانوں پر خاموشی کی مہریں لگا دیں۔ اور چونکہ
 ہماری طرف سے ترکی بر ترکی جواب دیا جانا محال تھا حملہ آوروں نے اخلاقی حلوں کی وہ
 بھر کر دی کر اُن کی آنے والی قوم خواہ مخواہ یہ سمجھنے لگی کہ شیعوں پر واقعی صحیح الزامات
 لگائے گئے تھے حالانکہ صحیح مجبور یوں نے ہم کو مجبور کر دیا تھا۔

خدا خدا کر کے وہ زمانہ ختم ہوا اور گورنمنٹ انگلشیہ کی ہر قوم و مذہب کے ساتھ مساویانہ
 برتاؤ کی پالیسی نے ہماری زبانوں کی بھی سوسائیاں نکال دیں۔ تفسیر کا حملہ بھی زبان زدِ دعا
 و خاص ہے۔ غیر مذہب کا ہر شخص اپنی جگہ پر نہتا ہے کہ شیعوں کا مذہب بھی عجیب انوکھا
 مذہب ہے جس میں جھوٹ بولنا جائز ہے مگر میں غیر مذہب کے تعلیم یافتہ اور منصف مزاج
 حضرات کو بھی مخاطب کر کے یہ کہنے کو طیار ہوں کہ وہ حضرات کسی مذہب کو اس نگاہ سے نہ
 دیکھیں کہ اُس کے مخالفین اُس کے بارے میں کیا کہتے ہیں بلکہ خود اُس مذہب کے
 اصول کو مد نظر رکھیں۔ تفسیر کے لغوی اور اصطلاحی معنی اور نیز اُس منہوم سے جو شیعوں سمجھتے

لہ اس کتاب کا اردو ترجمہ چھپ گیا ہے اور دفعہ (اصلاح کچھ دہریہ) سے ۹ میں مل سکتا ہے ۱۲

میں قطع نظر کر کے میں اس وقت اُسی معنی پر گفتگو کرتی ہوں جس کے تسلیم کرنے میں کسی فرد مذہب والے کو اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہے۔ یعنی صفات صاف اور دیدہ و دانستہ جھوٹ بولنا۔ ایسی بھی صورتیں ہوتی ہیں جہاں انسان ایسے الفاظ میں جھوٹ بولتا ہے جو سچ اور جھوٹ دونوں معلوم ہوں۔ کچھ لوگ اس معنی گوئی کو بالکل سچ سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ مطلقہ وقت کہہ کر اُس میں معنی پہنا دیتے ہیں۔ یہاں پر بھی یہ سوال پیدا ہو گا کہ کیا معنی گوئی مذہباً و اخلاقاً جائز ہے؟ ان سب جھگڑوں کو چھوڑ کر کیوں نہ ہم لوگ ایک عام مسئلہ پر غور کریں کہ کیا ”دیدہ و دانستہ صاف جھوٹ بولنا“ مذہباً و اخلاقاً مناسب ہے۔ جس وقت یہ عام مسئلہ طے ہو جائیگا اُس وقت خود بخود یہ حل ہو جائیگا کہ سنئے گوئی جائز ہے یا نہیں تقیہ پر تفصیلی بحث کے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ شیہر محل اور ہر موقع پر تقیہ کو جائز نہیں سمجھتے۔ یا اس طرح مجھو کہ شیہر تقیہ کی ہر صورت کو ناجائز سمجھتے ہیں سوائے اُس صورت کے جہاں بغیر تقیہ کے کسی طرح کام نہ چل سکے۔ مختصر یہ کہ تم لوگ کہتے ہو کہ تقیہ کبھی اور کسی حالت میں جائز نہیں ہے مگر ہم شیہر اس کے خلاف خاص خاص صورتوں میں جائز اور بعض مواقع پر نہ صرف جائز بلکہ ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ مسئلہ کہ ”کسی خاص صورت میں تقیہ جائز ہے یا نہیں“ یا تم لوگوں کا یہ دعوئے کہ ”تقیہ ہر صورت میں ناجائز ہے“ دو طرح حل ہو سکتا ہے۔ ایک اُن مجید اور احادیث رسولؐ سے جس کو میں ادب پر بیان کر چکی۔ دوسرے عقل سے۔

عقل و فہم سے کام نہ لینے والا تو بغیر سمجھے بوجھے فیصلہ کر دے گا کہ تقیہ کسی محل اور کسی موقع پر جائز نہیں ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ احکام اخلاق حکمت پر مبنی ہیں۔ شراب ہوا یا نہ ہر جس وقت کہ بغیر اُس کے استعمال کے بیاری دفع نہیں ہو سکتی۔ یعنی جب جان کا بچنا اُس کے استعمال پر موقوف ہو تو شراب پیمیا یا نہ ہر کھانا مذہباً و اخلاقاً نہ صرف جائز بلکہ اُن کو استعمال نہ کر کے جان دے دینے والا اخلاقاً خود کشی کرنے والا مجرم ہے۔ اسی طرح عبادت کرنا عام طور پر اچھا کام ہے مگر جب تربیب کے مکان میں آگ لگی ہو اور ہمسایہ کے بچے جل رہے ہوں تو عبادت کو ترک کر کے فوراً اُن کی مدد کرنا مذہباً اور اخلاقاً ضروری ہے۔ بلکہ ایسی صورت میں عبادت کرنا ہی گناہ عظیم ہے۔ اسی طرح ہزاروں مثالیں دی سکتی ہیں جن میں اچھے سے اچھا فعل خاص موقع پر چلے بُرا۔ اور بُرے سے بُرا فعل خاص صورت میں بہت اچھا ہو جاتا ہے۔ بالکل یہی صورت تقیہ کی

ہے۔ جھوٹ بولنا تمام مذہب اور خود شیعوں کے نزدیک بھی نہ صرف مذہب بلکہ بڑا گناہ ہے مگر ظاہر کا یہ قانون بھی مستثنائے خالی نہیں ہے۔ ایسی بھی صورتیں ہیں جہاں جھوٹ بولنا اخلاقاً ویسا ہی ضروری ہے جیسا منہ جہ بالا موقع پر عبادت کا ترک کر دینا اخلاقاً ضروری تھا۔ مثال کے طور پر۔ وہ سمجھو کہ اگر ہمارا دشمن ہمارے اور ہمارے بچوں کے قتل کرنے اور ہمارے مال و اسباب کے لوٹ لینے کی غرض سے ہم پر حملہ کرے اور صرف ہم کو پکڑ کر کہے کہ بتاؤ تمہارے بچے کہاں چھپے ہیں اور تمہارا مال کہاں ہے۔ اور ہم بچا سے مثال کے جذبہ بتا دیں اور ۳۱ طبع اپنے مال اور اپنے متعلقین کی جانیں بچالیں تو کیا ہمارا یہ فعل اخلاقاً مذہم اور مذہباً گناہ کہا جاسکتا ہے؟ ہم کسی اصول کے مطابق کسی نامناسب فعل کے مجرم کہے جاسکتے ہیں؟ میرا تو خیال ہے کہ کسی طرح کوئی استراض نہیں ہو سکتا۔ یا ایسی صورت میں کہ کسی مقام پر مسلمانوں کے قتل عام کا حکم عام جا۔ سی ہو اگر کوئی شخص جس کا زندہ رہنا خدا اسلام کے لئے ہر صلحہ سے ضروری ہو اپنے مسلمان ہونے سے انکار کر دے تو کیا یہ شخص واقعاً اسلام سے خارج اور اخلاقاً گنہگار سمجھا جائیگا؟ میرا تو خیال ہے کہ دین اسلام اتنا کمزور نہیں ہے۔

یہ چند اور بہت سی دوسری مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ ایسے بھی کچھ مواقع پیش آتے ہی رہتے ہیں جہاں جھوٹ بولنا اور خلاف واقع امر کا صرف زبان سے ظاہر کر دینا اخلاقاً جائز بلکہ ضروری ہوتا ہے۔ جس کا یہ واضح نتیجہ ہے کہ تقیہ کے موقع پر تقیہ نہ کرنا ویسا ہی جرم ہے جیسا بے موقع تقیہ کرنا۔ میں نے محض رفع شرک خیال سے تقیہ کو جھوٹ بولنے کے معنی میں تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ تقیہ کے اصلی معنی ”راز داری“ کے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ راز داری اخلاقاً ممنوع نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ہم لوگوں سے ہمارا راز پوچھے یا کوئی ایسا سوال کرے جس کے جواب دینے سے افشا دراز ہوتا ہو اور راز بھی ایسا ہو جس کے دریافت کرنے کا حق دوسروں کو حاصل نہ ہو اور ظاہر کر دینے میں ہمارے لئے سخت مضرت ہو اور ہم یہ بھی دیکھتے ہوں کہ بغیر جواب دینے ہماری جان بچ نہیں سکتی اور ہم بچا سے راز کے کچھ اور کر دیں تو کیا اسلام اور اخلاق کا قانون میں مجرم قرار دیا جائے گا؟ نہیں۔ اسلام کا قانون بالکل نفرت کے مطابق اور عقل کے موافق ہے۔ واقعاً مجرم تو وہ شخص ہے جس نے ہم کو جھوٹ بولنے کے لئے مجبور کیا نہ کہ ہم۔ میں سچ کہتی ہوں کہ تقیہ کو

شیعوں سے کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ ہر مذہب و ملت میں تقیہ کے موقع پر تقیہ کرنا اخلاقاً جائز ہے۔ پھر یکس درجہ کی بے انصافی ہے کہ تمام دنیا تقیہ کے موقع پر تقیہ کرے اور وہ اخلاقاً یا مذہباً کسی طرح برا نہ سمجھا جائے مگر جب غریب شیعہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنا راز چھپائیں تو وہ قابل معافی نہ ہوں۔ اس قدر ضرور صیح ہے کہ تقیہ کو شیعوں کے ساتھ اتنی خصوصیت ضرور ہے کہ گزشتہ زمانہ میں تمام دنیا کے تقیہ کرنے والوں سے اُن کا نمبر بڑھا ہوا تھا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی سچ ہے کہ کسی اور قوم کو تقیہ کرنے کی ایسی مجبوریاں بھی پیش نہیں آئیں جیسی اس فرقہ کو۔ ظاہر ہے کہ جس قوم پر اظہار مطلب کرتے بلکہ لفظ شیعہ منہ سے نکالتے بجلی گرائی جاتی ہو۔ یا جس کو صبح سے شام تک دس بارہ مرتبہ وہ کہنے کی مجبوریاں ہوتی ہوں جو وہ یقیناً کہنا نہیں چاہتا۔ اور سلطنت کے زبردست ہاتھ جس کے نیست و نابود کر دینے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہوں وہ قوم تقیہ نہیں کر سکتی تو کیا وہ لوگ کر سکتے جو ہم کو تقیہ کے لئے مجبور کرتے تھے اور جن کا پورا قبضہ دنیوی حکومت پر تھا۔ ہم پر کیا گزری اور کن مجبورہوں نے ہمیں تقیہ کرنے پر مجبور کر دیا اس کا بیان آسان نہیں۔ تاریخ کے اوراق اُن سے بھرے ہیں۔ ہمارا یہ کہنا کہ ہم مجبور آ تقیہ کرتے تھے اور اگر تقیہ کا موقع نہ ہوتا تو ہم ہرگز تقیہ نہ کرتے دعوے بے دلیل نہیں ہے۔ دیکھو وہی شیعہ قوم جو آج سے دو سو برس پہلے تقیہ کی آڑ میں چھپ کر ایک جھوٹے بولنے والی قوم مشہور کی جاتی تھی آج غیر مسلم قوموں کے تسلط اور غلبہ سے تقیہ کو اس زمانہ میں غیر ضروری سمجھ رہی ہے اور جس طرح غیر قویوں نے ہستی تھیں آج شیعہ بھی اپنے گزشتہ تقیہ کے برا کہنے والوں پر کبھی ہنسنے میں کبھی سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی مخاطب کو نا سمجھ جان کر خاموش ہو جاتے ہیں۔

مولوی صاحب۔ وہ غیر مسلم قویں کو نہ ہیں جن کی وجہ سے اس زمانہ میں لوگوں کے لئے تقیہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

ہدایت خاتون۔ یہی اور پ کی سلطنتیں جن کے خوف پر اردان اہلسنت شیعوں سے نہ ٹکی میں بول سکتے ہیں نہ مجاز میں نہ مصر میں۔ نہ ہندوستان میں۔ اور اسی وجہ سے اب ہم لوگوں کی تعداد برابر ترقی کرتی جا رہی ہے۔ تقیہ ہی کی وجہ سے ہم زندہ رہے اور

اسی کے سبب سے خدا ہم لوگوں کو برابر ترقی دیتا جاتا ہے۔
مولوی صاحب۔ پھر وہی بے عقلی کی باتیں۔ تفتیک کی وجہ سے کیسے ترقی ہوگی؟ ایسی بات بولتی ہو جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آئے۔

ہدایت خاتون۔ تم وہم و گمان کہتے ہو اور میرے پاس یورپ کے محققین کی رائیں موجود ہیں جو اس تفتیک کو شیعوں کی ترقی کا زبردست ذریعہ کہتے ہیں۔

مولوی صاحب۔ تم نے خواب میں وہ رائیں دیکھی ہوں گی۔

ہدایت خاتون۔ بہتا رہے منہ میں زبان ہے جو چاہو کہو لیکن یہ یقین رکھو کہ ہم شیعہ کبھی غلط نہیں کہتے اور جو دعویٰ کرتے ہیں اسکی دلیل رکھتے ہیں۔

مولوی صاحب۔ ابھاتاؤ۔ یورپ کے کس محقق نے لکھا ہے کہ تفتیک سے شیعوں نے ترقی کی ہدایت خاتون اٹھ کر گئیں۔ الماری سے ایک کتاب نکال لائیں اور پھر کہا۔

ہدایت خاتون۔ دیکھو ڈاکٹر جوزف نے جو فرانس کا ایک مشہور مورخ ہے اس کتاب میں جس کا نام اُس نے "اسلام اور اسلامیان" رکھا ہے اسلامی فرقوں سے ہر ایک کی ترقی کا حال مدلل و مشرح لکھا ہے۔ مصنف مذکور کا دعویٰ ہے کہ مسلمانوں کا حال مثل اُسکے اب تک یورپ کے کسی مورخ نے ایسا مدلل نہیں لکھا ہے۔ ڈاکٹر موصوف شیعوں کے متعلق لکھتا ہے "جو تک حکومت اور پورا پورا اقتدار شیعوں کو سوا اسے اس قلیل مدت کے

(جو حضرت علیؑ کی خلافت کا زمانہ تھا) کبھی میسر نہیں ہوا اس سبب سے ان کی قوت زیادہ نہ تھی۔ مذکوروں کی طرح منتشر تھے اور جان کے خوف سے اپنے تئیں علانیہ ظاہر نہیں کرتے تھے۔

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں یہ فرقہ اتنا ظاہر نہ تھا۔ اس گروہ کی قلت کے سبب رد ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ ریاست و حکومت جو فی نفسہ کسی مذہب کے پیروں کی ترقی کا باعث ہو سکتی ہے دوسرے فرقہ کے ہاتھ میں تھی۔ دوسرے اس گروہ کا قتل و غارت جو ہر موقع اور میدان میں ہوتا رہا ہے۔ یہی باعث ہو کہ شیعوں کے پیشوایان دین نے اپنے تابعین کی جان و مال بچانے کی غرض سے مذہب شیعہ کو دوسروں سے

چھپانے کا حکم دیا۔ تفتیک نے اس فرقہ کو قومی بنا دیا۔ چونکہ ظاہر نہ تھے اُن کے زبردست مخالفان ان کے قتل و غارت کا موقع نہیں پاتے تھے۔ کچھ عرصہ دگر گذرا کہ اس گروہ

نے بلندی حاصل کر کے ترقی کی اور کتنے ہی وزیر اور بہت سے بادشاہ اور خلیفہ اس مذہب کے بعضے تقیہ میں اور بعضے علانیہ معتقد ہو گئے۔۔۔۔۔ ہم قرائن و اسباب سے نتیجہ حاصل کئے ہیں کہ تھوڑا عرصہ نہیں گزرے گا کہ یہ فرقہ از روئے شمار تمام اسلامی فرقوں سے بڑھ جائیگا۔ ایک دو قرن گزرے کہ یہ فرقہ سوائے ایران کے عموماً بسبب قلت و عدم قدرت اپنے مذہب میں تقیہ کرتا تھا جب سے کہ دول مغرب نے مالک مشرقیہ میں تسلط حاصل کیا ہے اور تمام مذہبوں کو آزادی بخشی ہے فرقہ شیعہ بھی علی الاعلان ہر جگہ اپنے مراسم مذہبی عمل میں لاتا ہے اور یہ آزادی ان لوگوں کے حق میں ایسی مفید ثابت ہوئی ہے کہ تقیہ کا نام مذہب شیعہ سے اٹھ گیا۔

مولوی صاحب - واہ تمہارے پاس لڑائی کے سب ہتھیار موجود ہیں۔
ہدایت خاتون - (لڑائی نہیں بلکہ ہدایت کے) ہنس کر) اور شاید اسی وجہ سے خدا نے میرا نام ہدایت خاتون رکھوا دیا۔

مولوی صاحب - نہیں ابھی تو تم فطالت پر ہو۔ جب اس باطل مذہب کو ترک کر کے مذہب حق اہلسنت و جماعت اختیار کرو گی تب اسم باطل سے ہو جاؤ گی۔

ہدایت خاتون - خیر میں تو کہہ چکی ہوں کہ تم اپنے مذہب کی حقیقت ثابت کر دو تو میں ضرور سنی ہو جاؤ گی۔ ہٹ دھرمی میرے مذہب میں جائز نہیں۔ نہ کوئی شیعہ اس کو پسند کرتا ہے۔

کتاب تحفہ اثنا عشریہ کی حالت | **مولوی صاحب** - خیر میں مانے لیتا ہوں کہ تقیہ کا حکم عقل بھی دیتی ہے۔ اور خدا و رسولؐ نے بھی دیا ہے۔ جب بھی میری ہیجیت ہے ہتھاری نہیں۔

ہدایت خاتون - وہ کس طرح۔

مولوی صاحب - جس تقیہ کی خوبی تم نے ثابت کی اُسی تقیہ پر مرثاہ عبدالعزیز صاحب نے عمل کیا تو کیا مبرا نکلیا؟

ہدایت خاتون - اے سبحان اللہ۔ جب ضرورت ہوتی تب تقیہ کیا جاتا ہے یا بے ضرورت؟ کیا اس زمانہ میں کسی شیعہ کی حکومت یا بادشاہت تھی جس کے ڈر سے شاہ صاحب نے اپنا نام چھپایا اور فرضی نام سے یہ کتاب لکھی؟ ان کے تقیہ کرنے کا سبب بھی تو بیان کرو۔

مولوی صاحب۔ اچھا تم ہی بتاؤ۔ کیوں انہوں نے اس کو غلط نام سے رکھا اور اپنا نام ظاہر کرنا پسند نہیں کیا۔ اس کتاب میں کیا خرابی ہے۔

ہدایت خاتون۔ اس کی بہت دجہیں ہیں مجھ سے نہ پوچھو تو بہتر ہے۔
مولوی صاحب۔ نہیں بتانے میں کیا ہے۔ ہم نوک تو اس کتاب کو بڑی عزت سے دیکھتے ہیں۔ اور تم اس کتاب کی خرابی کی بہت سی وجہیں کہتی ہو۔ فردہ میں بھی تو سنوں۔

ہدایت خاتون۔ میرے خیال میں شاہ صاحب نے سبب ذیل وجوہ سے اس

کتاب کو اپنے نام سے لکھنا پسند نہیں کیا (۱) اس کے کل دعوے ہدایت ضعیف و خلاف عقل اور اس کے کل مطالب بالکل بے جان۔ بے حقیقت ہیں۔ شاہ صاحب بھی

اس نکتہ کو خوب سمجھتے تھے اور ان کو اس کتاب کی کمزوری اور پچھسپھساہن کی وجہ سے پورا غم ہوا کہ شیعوں کا بچہ بچہ اس کتاب کا جواب لکھ دے گا اور اس کی ایک لایک

بات کی دجھیاں اڑا دی جائیں گی۔ اس وجہ سے انہوں نے پسند نہیں کیا کہ ایسی کتاب جسکی رد ہر شخص آسانی سے کر سکتا ہے اپنے نام سے لکھیں۔ تم شاعروں کو دیکھتے ہو

کہ جو اشعار اچھے ہوتے ہیں ان کو اپنے نام سے ذکر کرتے ہیں۔ اور جو بھرتی کے۔ یا الفاہمل ہوتے ہیں وہ اپنے ادنیٰ شاگردوں کو لکھ کر دے دیتے ہیں۔ بس اسی طرح شاہ

صاحب نے بھی اس کتاب کو حد درجہ کی ہل سمجھ کر فرضی نام سے قرار دے دیا کہ معمولی لوگوں اور عوام و جبلاء سے کہہ دوں گا کہ دیکھو رافضیوں کے خلاف کیسی کتاب لکھ دی ہے لیکن جب

کوئی سمجھدار شخص پوچھے گا تو کہہ دوں گا کہ مجھ سے اس سے کیا تعلق۔ غلام علیم صاحب نے وہ کتاب لکھی ہے وہ جاہل۔ ان سے پوچھیے۔ اور اگر کوئی شخص جواب لکھے گا تو اس سے

میری ذلت نہیں ہوگی بلکہ غلام علیم (فرضی شخص) کی ہوگی۔

مولوی صاحب۔ رافضیوں نے اس کتاب کا جواب بھی ضرور ہی لکھا ہوگا۔

ہدایت خاتون۔ ایک جواب ہوا ہے ؟ شاہ صاحب کی زندگی ہی میں دہلی کے

نامہ محقق جناب مولانا حکیم مرزا محمد صاحب اعلیٰ اللہ مقاصد نے بارہ جلدوں میں پوری تحفہ اثنا عشریہ کا نہایت مختصراً جواب لکھ دیا جس کا نام نزہۃ اثنا عشریہ ہے۔ اور شاہ صاحب

یا ان کے کسی شاگرد یا آج تک کسی عالم اہلسنت کو اس کی جرأت نہیں ہوئی کہ نہ کہ کسی

جلد کا بھی جواب دے سکتے۔ پھر علماء لکھنؤ نے بکثرت جواب لکھے مثلاً صوامر اہلیات
سام الاسلام۔ تشیید المطاعن۔ تقلیب المکائد۔ صوامر تبار۔ جوہر عبقریہ۔ بوارق مولیٰ۔
سیف نامری۔ عبقات الافوار وغیرہ۔ ان میں سے کسی کتاب کا جواب بھی تمہارے کسی عالم سے
نہ ہو سکا۔ تم جو بار بار مجھ سے کہتے ہو کہ تحفہ اشنا عشریہ پڑھو۔ تحفہ دیکھو تو خدا کے فضل سے
میں اس کو بھی پڑھ چکی ہوں اور اُس کے جوابوں سے کئی کتاب کو بھی پڑھ گئی ہوں
لیکن تم نے تحفہ کے کسی جواب کو غالباً نہیں پڑھا ہوگا۔ ایمان سے بولنا ہے نہ بھی بات؟
مولوی صاحب۔ ہاں واقعہ تو یہی ہے کہ میں نے تحفہ کے کسی جواب کو نہیں پڑھا ہے۔
اور میں کیا کوئی بھی سنی عالم را فضیوں کی کتابیں دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

ہدایت خاتون۔ پھر تم لوگوں کا خیال یک طرفہ فیصلہ ہوا یا نہیں؟ تحقیق کا مطلب تو یہ
ہے کہ ایک شخص کا کسی پر اعتراض دیکھ کر تو اس کا جواب بھی ملاحظہ کرے۔ اُس کے بعد رائے قائم
کرے کہ کس کی بات صحیح اور کس کی غلط ہے۔ اور میں دعوے سے کہتی ہوں کہ اگر اہلسنت حضرات
انصاف سے اُن تحقیقات کو دیکھا کریں جو علماء شیعہ اپنے مذہب کی حقیقت میں بیان کرتے
ہیں تو ان میں سے اکثر اپنا مذہب چھوڑ کر شیعوں کا دین اختیار کر لیا کریں۔ لیکن ستم تو یہ ہے
کہ تم لوگ اپنی کہے جاتے ہو اور دوسروں کی نہیں سنتے۔ اپنی کتاب پر فخر کرتے ہو اور اسکا
جوابوں کی طرف بھولے سے بھی نہیں دیکھتے۔ اب تم انصاف سے بتاؤ کہ جو شخص تحفہ
اور اس کے کل جوابوں کو دیکھنے کے بعد کسی مذہب کو حق سمجھے اُس کا قول معتبر ہوگا یا
اس کا جو صرف جھگڑا اپنے آبائی مذہب کی تائید کرے۔

مولوی صاحب۔ خیر اور کیا وجہیں ہوئیں جن سے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ
نے یہ کتاب فرضی نام سے لکھی۔

ہدایت خاتون۔ دوسری وجہ یہ ہوئی کہ شاہ صاحب نے اس کتاب کے ذریعے
ہندوستان کی اسلامی آبادی میں فتنہ و فساد کا بازو گرم کر دیا۔ عرب۔ عراق۔ ایران
وغیرہ میں تو مسلمانوں کی آبادی تھی وہاں کے علماء مناظرہ کی کتاب لکھتے ہی رہتے تھے
مگر ہندوستان میں مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ رہنا تھا۔ اس وجہ سے ان میں اتفاق
و اتحاد۔ میل۔ جمل۔ صلح و آشتی کی شدید ضرورت تھی۔ چنانچہ سنی اور شیعہ سب ہی

عالم تھے۔ ایک دوسرے کے ہر حال میں شریک۔ شادی بیاہ تک میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا تھا۔ دونوں فرقوں میں کچھ بھی تعصب نہ تھا۔ حقیقی دو بھائیوں کی طرح دونوں مذہب والے بسر کرتے تھے۔ اکثر عبادتوں میں شریک ہوتے تھے۔ سنی کی نماز جنازہ میں شیعہ اور شیعہ کی نماز جنازہ میں سنی برابر رہتے۔ نماز عید تک ایک دوسرے کے پیچھے چلتے۔ عزاداری میں دونوں بالکل متفق۔ محبت اہلیت کے دونوں دعوے دار۔ بس صرف اتنا فرق تھا کہ دل میں اہلسنت خلفاء ثلاثہ کو بھی مانتے اور شیعہ ان کو نہیں مانتے۔ اس کے سواے کوئی بات تھی ہی نہیں۔ دونوں شیر و شکر بنے رہتے اور اسلام ہی کو اپنا مذہب سمجھتے۔ سنی شیعہ کا تو نام تک نہیں آتا تھا۔ شاہ صاحب نے اس کتاب کے ذریعہ سے مسلمانوں میں تفریق کی قیامت بپا کر دی۔ سینوں کر شیعوں کا اور شیعوں کا غمناک بنادیا۔

مولوی صاحب۔ تم بھی کتنی بے خبری کی باتیں کرتی ہو۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے بہت پہلے اسی ہندوستان میں تمہارا مذہب کے عالم قاضی نور الدین شوستری تھے۔ انھوں نے مناظرہ ہی میں تو کتاب احقاق الحق لکھی تھی جس کی وجہ سے علماء اہلسنت نے ان کو قتل کرادیا۔

ہدایت خاتون۔ ہاں میں جانتی ہوں۔ مگر جناب قاضی صاحب طاب ثراہ نے یہاں مناظرہ کا دروازہ خود نہیں کھولا۔ بلکہ تمہارے مذہب کے ایک عالم فاضل ابن روز بہان صاحب نے مذہب شیعہ کے خلاف ایک نقصان رساں کتاب ابطال الباطل لکھی تھی۔ اس کا جواب لکھنا ہر شیعہ عالم کا فرض تھا۔ اس وجہ سے جناب قاضی صاحب نے بھی لکھا مگر اس شیعہ سنی آبادی پر کوئی اثر نہیں پڑا کیونکہ احقاق الحق عربی زبان میں ہے جس کو عربی علماء ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عوام نہ اس کو دیکھیں گے نہ اس کی وجہ سے برا فروختہ ہوں گے۔ اور خواص بھی اپنی جگہ یہ سمجھ کر سڑھکا لیں گے کہ اگر ہمارے عالم نے شیعہ مذہب کے خلاف کتاب ابطال الباطل نہ لکھی ہوتی تو قاضی صاحب بھی یہ کتاب نہ لکھتے۔ غرض قاضی صاحب نے اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے یہ کتاب اسی طرح مدافعت لکھی جس طرح حضرت رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے غزوہ بدر و احد وغیرہ میں جنگ کی۔ پس جس طرح حضرت رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مدافعت جہاد قابل اعتراض نہیں اسی طرح جناب قاضی صاحب

کا جواب ابطال ابطال لکھنا بھی قابلِ لزام نہیں۔ لیکن شاہ صاحب نے تو خود شیعوں پر حملہ کیا۔ ان کو جنگ کے لئے ابھارا۔ ان کو جواب دینے کے لئے آمادہ کیا اور ہندوستان کی شیعوں کی جماعت میں قیامت تک کے لئے تعصب کی آگ روشن کر دی۔ اس وجہ سے ڈرے کہ اگر اس کتاب کا فتنہ اتنا بڑھا جو مجھ سے سنبھل نہ سکا تو آسانی سے کہ دو جگہ کر میں نے یہ کتاب لکھی ہی نہیں ہے۔ اس کے مصنف کا نام غلام حلیم ہے۔ انھیں غلام کر پکڑو اور سزا دو۔

مولوی صاحب۔ بس یہی دو وجہیں تھیں یا اور بھی کچھ ہیں۔

ہدایت خاں۔ اور بھی کئی وجہیں ہیں۔ اپنے مطلب کے لئے جھوٹ بولنا بعض اوقات میں بہت مزہ بین تک دل سے پسند کرتے ہیں۔ مگر دنیا کی بدنامی۔ لوگوں کی ہنسی۔ ہم چشموں کے مضحکہ سے بچنے کے لئے وہ اس سے رکھتے اور غلط بیانی کی ذلت سے اپنے کو بچاتے ہیں۔ کیونکہ اس سے سخت فضیحتی درسوئی ہوتی ہے۔ شاہ صاحب بھی صاحبِ عزت و وقار تھے۔ مسلمانوں کے بہت بڑے پیشوا تھے۔ ہر طرف ان کا خاص اکرام و احترام تھا۔ وہ اپنے نام سے مرجعِ جھوٹ بولنا کیسے پسند کرتے۔ ضرور ڈرتے کہ لوگ بدنام کرینگے اور کہیں گے کہ اتنے بڑے عالم دین اس طرح جھوٹ بولتے ہیں۔ اور مدوح نے دیکھا کہ شیعوں کے خافِ کتاب لکھنے میں بغیر جھوٹ بولے۔ بغیر افتراء و بہتان کئے کام چل نہیں سکتا۔ تو اب کیا کرتے جس سے جھوٹ بولنے کے دھبے سے اُن کا دامن محفوظ بھی رہتا اور وہ اپنا نام بھی نکال لیتے۔ اس سبب سے اُنھوں نے فرضی نام سے کتاب لکھی اور جہاں جہاں دل چاہا غلط باتیں بھر دیں۔ شیعوں پر اتہام و افتراء کے انبار لگادیئے۔ ایسی کتابوں تک کا نام لکھ دیا جو آج تک دنیا میں آئیں ہی نہیں۔

مولوی صاحب۔ واہ تمھ میں جتنی کتابوں کے نام ہیں سب مشہور۔ بڑی معتبر اور ہر جگہ موجود ہیں۔ ایک کتاب بھی غیور نہیں ہے۔

ہدایت خاں۔ ہاں تم شاہ صاحب کا کلمہ بڑے ہوئے ہو۔ کیوں نہ اسی تہی کہہ گئے۔

مولوی صاحب۔ اچھا کسی ایک ہی کتاب کا نام بتا دو جس کا مولیٰ حضرت شاہ صاحب

علیہ الرحمہ نے دیا ہوا اردو غلط ہو۔

ہدایت خاتون۔ میں کس کس کتاب کا نام بتاؤں۔ ایک تو مجاہد السالکین ہی ہے۔
بتاؤ اس نام کی کوئی کتاب تم نے سنی ہے؟

مولوی صاحب۔ نہیں میں تو حضور عالی کے کتب خانہ کی برابر سیر کرتا رہتا ہوں۔
کیسا عظیم الشان کتب خانہ ہے لیکن اس نام کی تو کوئی کتاب نہ موجود ہے نہ کسی زمانہ کی
کسی نہرست میں دیکھی گئی۔ مگر شاہ صاحب نے تو اپنی تحفہ میں یہ نام نہیں لکھا ہے۔ دیکھو
تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں۔ میں تمہاری فقرو بازی میں نہیں آؤں گا۔

ہدایت خاتون۔ اگر شاہ صاحب نے تحفہ میں لکھا ہو کہ شیعوں کی ایک کتاب
مجاہد السالکین ہے تب؟

مولوی صاحب۔ تب کیا؟ میں مان لوں گا کہ شاہ صاحب نے غلط لکھا اور شیعوں
پر افتراء دہن کیا ہے۔ لیکن تم دکھا ہی نہیں سکتیں۔

ہدایت خاتون (تحفہ اثنا عشریہ کا ایک صفحہ نکال کر) دیکھو یہ تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ مکتبہ
باب و ہم در مطامن خلفائے صفویہ میں صاف لکھا ہے واما امامیہ پس صاحب مجاہد السالکین
و غیر اذن علماء ایشان روایت کردہ اند (شیعوں کے مصنف کتاب مجاہد السالکین وغیرہ علماء
نے روایت کی ہے)

مولوی صاحب (نے کتاب دیکھی تو بالکل چپ ہو گئے۔ پھر ٹھہر کر بولے) یہی
تین و جہیں تھیں یا اور کوئی ہے۔

ہدایت خاتون۔ جو تمہی وجہیکہ شاہ صاحب نے یہ کتاب بڑے غصہ اور ہنایت
فیض و غضب میں اپنے آپ سے باہر ہو کر لکھی ہے۔ اس وجہ سے اکثر مقام پران کے
قلم سے ایسی جبارتیں نکل گئیں جو علماء کی شان کے خلاف ہیں بلکہ کہہ سکتی ہوں کہ
کوئی شریف شخص ان باتوں کو اپنی زبان پر نہیں لاسکتا۔ نہ کوئی ہندو شخص ان عبارات کو
کہہ سکتا ہے۔ ایسی گندہ باتیں بھردی ہیں کہ شیعہ تو شیعہ سنی بھی ان کو سنا گوارا
نہیں کر سکتے۔

مولوی صاحب۔ نہیں ایسا تو نہیں ہے۔ کتاب بہت تہذیب اور شرافت سے لکھی ہے۔

ہدایت خاتون - کیا کہتے ہو یاب بھی تو کوشش کرو کہ جو کہ اس کو ثابت کر سکو تو کچھ
 شاہ صاحب ایک جگہ شیعوں کے متعلق لکھتے ہیں ”ہر گاہ در محافل و مجالس بالہنست و جماعت
 گفتگو می نمایند کج می گویند و شتر گردی آرند“ (تحفہ ص ۱۰) یہی تہذیب کی گفتگو ہے ؟
 اور سنو ص ۱۵ میں لکھتے ہیں ”و ایں جات شیع با اتحاد و فلسفہ انعام یافتہ و بول و بارز و خون
 حیض آمیختہ طرفہ معجونہ بہم رسید کہ دجال ہم بصد رشک آں می برد و در ہمیں آشنا
 کہ غیث با وج ضلالت رسیدہ در اغوا سحر کار یہا می نمود (اس جگہ مذہب شیعہ بے دینی
 اور فلسفہ کے ساتھ بغل گیر ہو کر اور پیشاب پاٹنا اور خون حیض کے ساتھ مخلوط ہو کر
 ایسے تماشے کی معجون ہو گیا کہ دجال بھی ہزار جان سے اس پر رشک کرنے لگا۔ اور
 اسی آشنا میں کہ غیث ضلالت کی بلندی پر پہنچ کر گمراہ کرنے میں حامد اور سحر کر رہا
 تھا)۔ انصاف سے برو کیا اس سے بھی زیادہ گندی کالی ہو سکتی ہے ؟ یہودی بھی تو
 عیسائیوں کے خلاف ہیں۔ پھر کسی یہودی نے عیسائی مذہب کو اس تہذیب سے کبھی یا
 کیا ہے ؟ عیسائی بھی تو مسلمانوں کے مخالف ہیں۔ مگر کسی عیسائی سے ممکن ہے کہ اسلام
 کے بارے میں یہ دشنام بازی کر سکے ؟ آریہ بھی تو ہم لوگوں پر بہت منہ آتے ہیں لیکن
 کسی سخت سے سخت تر آریہ نے ایسی نفس تحریر اسلام یا مسلمانوں کے بارے میں لکھی ہے
 اور سنو اسی تحفہ کے باب اول ص ۱۴ (مطبوعہ کلکتہ) میں شاہ صاحب اس طرح موقی برآئے
 ہیں ”و دعاء امامیہ در اصل ہشامین و شیطان الطاق و اقران اینہا اند و کید البشاش و دعوت
 و اغوا نجل ابلیس و مجر دجال است (فرقہ شیعہ کے داعی اور مبلغ حقیقت میں دونوں شام
 اور شیطان طاق اور اس کے جوڑ کے لوگ ہیں اور یہ لوگ اپنے مذہب کی طرف جلا
 اور دوسرے لوگوں کے گمراہ کرنے میں ایسا جملہ دغریب کرتے ہیں جس سے شیطان
 بھی شرم کرتا اور دجال بھی حیرت زدہ ہو جاتا ہے)۔ سچ کہو اس زمانہ کے کسی مذہب کا
 عالم اپنے مخالف کے حق میں ایسی بھکڑا بازی کرتا ہے ؟ یا اس قسم کی عبارت کو کسی اور
 والے پسند کر سکتے ہیں ؟ اور سنو باب دوم کید یا زد ہم (ص ۶) میں دیوں گہرا نشانی فرماتے
 ہیں ”ہر گاہ در یکے تشیع رائج شد فتنہ و فساد و نکبت و ذل و ففاق فیما بین کہ خیر بایہ زوال
 دولت است از آسمان فوج فوج باریدہ و ہرگز صلاح پزیر نہ گشتہ ... و نیز بہ تجربہ رسیدہ

کہ ہر گاہ تسلط شیعوں در قطر سے اتفاق افتاد غلبہ کفار در عقب آں از مقررات است
گو یا تسلط ایٹاں بمخرمی شود بہ تسلط کفر و اینہا کو چک ابدال کفر اند۔ در ہنگالہ دکن و
پورب و دہلی و فوج آں و در لاہور و پنجاب بشوئی ایس سید کاران روسیہ کافر
را مسلط ساختند جب کسی ملک میں مذہب شیعہ رائج ہوتا ہے تو فتنہ و فساد و کینت و ذلت
اور نفاق جو دولت زائل ہونے کا خیر ماہ ہے آسمان سے فوج پر فوج نازل ہونے لگتا
ہے اور کسی طرح وہاں خیر و غنی، نہیں ٹھہرتی ... اور تجربہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا ہے
کہ جب کسی جگہ شیعوں کا تسلط ہو جاتا ہے تو اس کے پیچھے کافروں کا غلبہ بھی ضروری ہوتا
ہے۔ گو یا شیعوں کے تسلط کا نتیجہ ہی یہ ہے کہ کافروں کا غلبہ ہو اور یہ لوگ کافروں کے
چھوٹے قائم مقام ہیں۔ ہنگال۔ دکن۔ پورب۔ دہلی۔ لاہور و پنجاب وغیرہ میں ان روسیہ
سیاہ کاروں (یعنی شیعوں) کی کبھنٹی اور خوشست سے کافروں کو مسلط کر دیا۔ ذریعہ میں
بیانی کے ساتھ شاہ صاحب کی صدق بیانی بھی دیکھتے چلو۔ اس ریاست حیدر آباد
دکن میں بھی خدا کے فضل سے مذہب شیعہ رائج ہے۔ بتاؤ وہ فتنہ و فساد و کینت و ذلت
اور آپس کا نفاق جو مذہب شیعہ کے رائج ہونے کی وجہ سے آسمان سے فوج پر فوج نازل
ہوتا رہتا ہے کہاں ہے؟ اللہ رے تعجب۔ شاہ صاحب نے اپنی آنکھوں پر
بٹی باندھ کر اپنی کتاب میں کیا کیا لکھ ڈالا !!!

مولوی صاحب۔ لاجل و لا قوت۔ شاہ صاحب کو کیا ہو گیا تھا جو ایسی بے مردیا
باتیں لکھ ڈالیں۔ تاریخ دانی اور جزاف نہ بھی میں بھی انھوں نے اپنا کمال دکھا دیا۔ یہ سب
لکھ کر خواہ مخواہ اپنے کو مطمئن کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ شیعوں کے مذہب کی خرابی
جہاں تک ہوتا بیان کرتے جاتے۔ شیعوں کا تسلط ہی کہاں ہے جبکہ وجہ سے کافروں کا
تسلط ہوا۔ ایران میں شیعہ ہی شیعہ ہیں۔ پھر وہاں کافروں کا تسلط کیوں نہیں ہوا؟
ایسی غلاف عقل و مشاہدہ باتیں کوئی مان نہیں سکتا خواہ شاہ صاحب کہیں یا اور کوئی بزرگ۔
ہدایت خاتون۔ اور سنو شاہ صاحب باب مکہ میں لکھتے ہیں و شیعہ قاطعہ بعد اوت
امہات المؤمنین عائشہ صدیقہ و حفصہ معطلہ و حضرت زبیر قبائلیہ و حضرت عائشہ و حضرت
دکھل شیعوں نے حضرت عائشہ و حفصہ کی عداوت میں اپنے لئے لعنت کی قبائلیہ کی ہے (دعوت)

باب دوم کید ۲ ص ۷۷) پھر لکھتے ہیں والحق مذہب ایں سیاہ درونان ترو باطن کرستخ
حقاء و سفہار چند است لائق ہمیں است کہ متکلم و مناظر و مجتہد آں کینر سیاہ باشد (حق یہ ہے
کہ ان شیعوں کا جن کے دل تاریک اور جن کے دماغ اندھے ہیں مذہب جو چند بے وقوفوں
اور گدہوں سے حادث ہوا ہے اسی قابل ہے کہ اس کی محقق اور مناظر و مجتہد کوئی جیشتی و جی
ہو) تحفہ باب ۲ کید ۲ ص ۷۷) اور سنو۔

مولوی صاحب۔ نہیں نہیں اب اس بات کو ختم کرو۔ مجھ سے سنا نہیں جاتا بیشک
شاہ صاحب نے بڑی زیادتی کی۔ کتاب لکھنے کی فرض یہ ہونی چاہیے کہ لوگ اس سے روشنی
حاصل کریں۔ نامہ اٹھائیں نہ کہ نفرت کریں اور اس کے نام سے کانوں پر ہاتھ دھر دیں۔
میں نے اگرچہ اس کتاب کو کئی بار پڑھا مگر ان مقامات سے میری نظر سرسری طور پر گزرتی
جاتی تھی۔ تم نے مجھے چونکا دیا۔ اب ضرورت ہے کہ اس کتاب کی اصلاح کر کے دوبارہ
اس کتاب کو شائع کیا جائے اور اس سے ایسی بدزبانی اور عداوت بڑھانے والی کل
عبارتیں نکال دی جائیں۔ غالباً تم کہو گی کہ صرف انھیں چار وجہوں سے حضرت شاہ صاحب
نے اس کتاب کو فرضی نام سے لکھا ہے۔

ہدایت خاتون۔ نہیں اور بھی بہت وجہیں ہیں۔ بلکہ سب سے بڑی وجہ کہ تو
میں نے ابھی ذکر نہیں کیا۔ ارادہ تھا کہ اس کو سب سے آخر میں کہوں گی۔

مولوی صاحب۔ تو اب باقی وجہیں چھوڑ کر اسی بڑی وجہ کو بیان کر دو۔
ہدایت خاتون۔ شاہ صاحب نے ایک دوسرے شخص کے کل مضامین کو لے کر نئی
کتاب بنا کر پیش کر دیا تاکہ لوگ سمجھیں یہ محنت انھیں کی ہے۔

مولوی صاحب۔ تو کیا شاہ صاحب نے جوہری کی؟ جس طرح ایک شاعر دوسرے
شاعر کے اشعار کو چر کر اپنا کہتا اور لوگوں کو سنا کر اپنی قابلیت کی داد دیتا ہے؟

ہدایت خاتون۔ میں کیونکر کہوں مگر واقعہ یہ ہے کہ تمہارے مذہب کے ایک بڑے
عالم خواجہ نصر اللہ کلابی صاحب گورے ہیں۔ انھوں نے شیعوں کے خلاف ایک کتاب
بڑی محنت سے لکھی جس کا نام صواعق مرقیۃ تھا وہ شائع نہیں ہو سکی اور کسی طرح شاہ
صاحب کے ہاتھ لگ گئی۔ تو شاہ صاحب نے اس کے کل مضامین لے کر اہل اس کاغذ کی

آل اصحاب اس سرائے میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرین کے ساتھ صحابہ رسول کا سلوک کیسا تھا۔ ان لوگوں نے امانت رسول کے ساتھ کس درجہ بے رُخی کی۔ واقعہ کربلا کے وقت کتنے صحابہ موجود تھے مگر انھوں نے ادھر ذرہ برابر توجہ نہیں کی۔ حالانکہ وہ مدد کرتے تو امام مظلوم شہید نہ ہوتے۔ نہایت مفید اسلامی تاریخی تحقیقات کا ذخیرہ ہے۔ قیمت ۱۲

جواب شریر مسٹر عبدالحلیم صاحب شرر لکھنؤی نے حضرت سکینہ بنت الحسین کا بہت فحش اور گندہ ناول لکھ کر مسلمانوں کے دلوں میں آگ لگا دی تھی۔ اس کا مفصل جواب اور تاریخی تحقیقات کا بے مثل خزانہ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

صاحب العصر والزمان حضرت مجتہ کے وجود اور نبیت کی بہت زبردست دلیلیں اور قادیانی فرقہ نے سفرات کے بارے میں جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل اور نفی بخش جواب قیمت ۱۲

عقل و تہذیب اہل نجدیہ و فرقہ اہلحدیث کی عقل۔ تہذیب۔ انسانیت۔ مذہب اور خصوصاً ان کے علماء و پیشوایان دین کے قابل مضحکہ حالات کا مکمل مجموعہ قیمت ۱۲

فقہ شیعہ شیعہ ائمہ العلماء مولوی شبلی صاحب نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں لکھا تھا کہ معاذاً شر جناب امیرؑ نے بھی ایک دفعہ شراب پی تھی اسکی مفصل اور محققانہ رد کر کے اس روایت کی دھجیاں اڑا دی گئی ہیں۔ قیمت ۸

تحریف قرآن اہل اہمیت سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ تحریف قرآن کے قائل اہمیت ہیں اور انکی کتابوں سے یہ اس طرح واضح ہے کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

سنی شیعہ کے درمیان بہت زبردست بحث ہے۔ نواب محسن الملک باہر **مسئلہ فک** نے شیعوں کے خلاف آیات بینات میں بہت زور لگایا ہے اس کا مفصل جواب

کمال تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب شیعوں کے لئے نعمتِ مطلق ہے۔ جلد اول ۸ جلد دوم ۸ جلد سوم ۸ جلد چہارم ۸

بعض اہمیت کہتے ہیں کہ رنج البلاغ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا کلام نہیں **مقدمہ رنج البلاغ** ہے۔ اس کتاب میں نہایت تحقیق و جامعیت سے اس کو حضرت کا کلام ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲

ہندو پنڈت کا رسالہ خلافت ایک ہندو پنڈت ہرنام صاحب نے مسئلہ خلافت و امامت پر وہ ہندو پنڈت کا رسالہ خلافت زبردست تحریرشائع کی ہے جس سے مذہب شیعہ کی حقیقت مثل آفتاب روشن ہے۔ اس رسالہ نے برادران اہمیت میں زلزلہ ڈال دیا۔ اصلاح کو دو جلدیں خریدار دے کر یہ کتاب مفت طلب کرے۔

اصلاح

ما في مع الثاني

مدیر

جناب مولانا علی حیدر صاحب قسطنطنیہ امیر کا تہم .

دار الاشاعة

کجھوا (صوبہ بہار)

محبوبہ! وہ کام تو میرے لیے اور میرے لیے

چندہ اقامتیں پورے پورے

بعض ہمدردان اصلاح اپنے برہمنوں کی پوری مخالفت نہیں کرتے اسلئے
مکر چوچندیں جاسکتا ختم ہونے پر دفتر اصلاح میں شکایت کرتے ہیں کہ اتنے غیر نہیں ملے کہ فوراً
 بھیج دیجئے ان کل حضرات سے التماس ہے کہ جس وقت رسالہ پہنچا کرے پڑھ کر اگر مستحق فی اللہ
 میں مقتل کر کے بند کر دیا کریں تو کوئی نبرضا نہ ہو۔ اس ایک نمبر پہنچنے پر اگر ہمیں معلوم ہو
 کہ قبل کا نمبر نہیں ملا تو وہ مکرر روانہ کر دیا جائیگا۔ مگر دو تین نمبروں کے بعد قبل کا نمبر طلب کیا جائیگا تو
 نہیں جاسکتا۔ مثلاً نمبر پہنچنے پر اگر کھاکر نمبر نہیں ملتا تو مکرر بھیج دیا جائیگا لیکن اگر نسبتاً
 طلب کیجئے گا تو وہ نہیں جاسکتا۔ بلکہ اس کے لئے فی نمبر ۸ قیمت آپ کو بھیجی
 پڑے گی۔

وہ فوراً دفتر اصلاح میں بھی اپنے جدید پتے کی
 اطلاع دے دیا کریں ورنہ ان کا رسالہ اصلاح سبوت
 پتے پر جاتا ہے پیکٹ اور پھر دفتر سے مکرر نہیں بھیجا جائیگا اکثر حضرات اسکی پابندی نہیں کرتے جس
 دفتر کو بڑی ہاریشانی ہوتی ہے۔

۱۳۵۷ء ہجری کا چندہ اصلاح ۱۳۵۶ء ہجری کا چندہ اصلاح جن حضرات نے اب تک نہیں
 بھیجا وہ فوراً بذریعہ منی آرڈر روانہ کر کے شکر گزار کریں ورنہ آئندہ
 نمبر ضرور دی جاتی رواد کیا جائیگا جس میں آپ کا سرمایہ فضول خرچ ہو جائیگا۔ بہت حضرات وہی
 پہنچنے پر شکایت کرتے ہیں کہ وہی کیوں بھیج دیا خط لکھ کر چندہ کیوں نہیں طلب کیا۔ ان سب کو
 خدمت میں التماس ہے کہ دفتر میں اتنے محرر نہیں ہیں کہ ہر شخص کو طلب چندہ کا خط لکھا کریں اور نہ اتنا
 مال ہے کہ ہر شخص کو نہ رکا پوسٹ کارڈ بھیجا جائے پس اس اطلاع کو آپ حضرات کا رد خیال
 کر کے فوراً اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرادیں کہ وہی کیوں بھیجنا ہمارے لئے بھی بڑی مصیبت ہے
 ناول جو ہر قرآن سوانح عمری حضرت عمرؓ دفتر اصلاح کے مشہور و کچھ نہال قصہ ہر حوالہ کے ختم ہونے
 پر برابر ڈرائنگیں اور پیکٹیں مکرر ملتی ہیں جو ہم مانگتے ہیں، مجبور ہیں اور حضرات اس کے دیکھنے کے لئے دیکھیں
 ہیں اسی طرح حضرات اسی وقت سے سالہ اصلاح کے نوید نہیں ہوئے اور ناول جو ہر قرآن سوانح عمری
 غلام غلام ختم ہونے پر طلب کریں تو بہت افسوس کریں گے۔

وہ احسانہ پیکٹ اور انگریزی میں ڈاک کا کچھ اس طرح لکھا جائے۔
 P.O. RAJWAHA (SHAR GIRCLE)

فہرست مضامین اصلاح ۲۲ جلد ۲۲

| صفحہ | مضمون | نمبر شمار |
|------|-------------------------------------|-----------|
| ۱ | انصار اصلاح | ۱ |
| ۲ | جلد خوشخبری | ۲ |
| ۳ | الحمد لہ | ۳ |
| ۴ | تاریخ ائمہ کا غلط نامہ اور ٹیٹل پیج | ۴ |
| ۵ | تاریخ ائمہ کا گجراتی ترجمہ | ۵ |
| ۶ | جوہر قرآن و سوانح دوم پریش | ۶ |
| ۷ | ایک ضروری تجویز | ۷ |
| ۸ | علمی خیانتیں | ۸ |
| ۹ | حاجی نثار احمد صاحب کی افترا بازیاں | ۹ |
| ۱۰ | وقف مسند ہونگلی | ۱۰ |
| ۱۱ | تقریظ | ۱۱ |
| ۱۲ | مینجرا اصلاح | ۱۲ |
| ۱۳ | مینجرا اصلاح | ۱۳ |
| ۱۴ | مینجرا اصلاح | ۱۴ |
| ۱۵ | مینجرا اصلاح | ۱۵ |
| ۱۶ | مینجرا اصلاح | ۱۶ |
| ۱۷ | مینجرا اصلاح | ۱۷ |
| ۱۸ | مینجرا اصلاح | ۱۸ |
| ۱۹ | مینجرا اصلاح | ۱۹ |
| ۲۰ | مینجرا اصلاح | ۲۰ |
| ۲۱ | مینجرا اصلاح | ۲۱ |
| ۲۲ | مینجرا اصلاح | ۲۲ |
| ۲۳ | مینجرا اصلاح | ۲۳ |
| ۲۴ | مینجرا اصلاح | ۲۴ |
| ۲۵ | مینجرا اصلاح | ۲۵ |
| ۲۶ | مینجرا اصلاح | ۲۶ |
| ۲۷ | مینجرا اصلاح | ۲۷ |
| ۲۸ | مینجرا اصلاح | ۲۸ |
| ۲۹ | مینجرا اصلاح | ۲۹ |
| ۳۰ | مینجرا اصلاح | ۳۰ |
| ۳۱ | مینجرا اصلاح | ۳۱ |
| ۳۲ | مینجرا اصلاح | ۳۲ |
| ۳۳ | مینجرا اصلاح | ۳۳ |
| ۳۴ | مینجرا اصلاح | ۳۴ |
| ۳۵ | مینجرا اصلاح | ۳۵ |
| ۳۶ | مینجرا اصلاح | ۳۶ |
| ۳۷ | مینجرا اصلاح | ۳۷ |
| ۳۸ | مینجرا اصلاح | ۳۸ |
| ۳۹ | مینجرا اصلاح | ۳۹ |
| ۴۰ | مینجرا اصلاح | ۴۰ |
| ۴۱ | مینجرا اصلاح | ۴۱ |
| ۴۲ | مینجرا اصلاح | ۴۲ |
| ۴۳ | مینجرا اصلاح | ۴۳ |
| ۴۴ | مینجرا اصلاح | ۴۴ |
| ۴۵ | مینجرا اصلاح | ۴۵ |
| ۴۶ | مینجرا اصلاح | ۴۶ |
| ۴۷ | مینجرا اصلاح | ۴۷ |
| ۴۸ | مینجرا اصلاح | ۴۸ |
| ۴۹ | مینجرا اصلاح | ۴۹ |
| ۵۰ | مینجرا اصلاح | ۵۰ |

انصار اصلاح مسند بیل ہمدان دین و ملت نے اس سال اس سال کو جلد نمبر ۱۲ قرار دیا۔ خدا انہیں جزا سے نوازے اور دوسرے حضرات کو بھی جلد اس طرف متوجہ کرے (۱۶) جناب کراچی میں صاحب ملک نہروڑ کی (۱۷) جناب الشیخ خان صاحب کا فیصلہ منظر گذرے (۱۸) جناب میر صاحب کی مکلف ہو گئی (۱۹) جناب اکبر علی بیگ صاحب اسکیر پولس پیشتر کا پیور (۲۰) جناب قزاق حسین شاہ صاحب موسوی شیعہ رہنما (۲۱) جناب ظفر علی خان صاحب سب اسکیر گورکھ پور (۲۲) جناب شہ مظہر حسین صاحب پٹنہ (۲۳) جناب اکبر محمد علی صاحب علی (۲۴) (۲۵) جناب سید ادریس حسین صاحب قانوکو گھڑا (۲۶) جناب ذوالفقار حسین صاحب زیدی نور ادریس (۲۷) جناب خادم حسین شاہ صاحب گودا و قانوکو گھڑا (۲۸) جناب سید محبوب علی حسن صاحب عرف شش میاں غازی پور ضلع فتح پور (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰)

جلد خوشخبری ریاست حیدر آباد دکن دامنہاخر ہم نے وعدہ فرمایا ہے کہ "میں انشاء اللہ غفر ربیب یحیٰی تین سو روپیہ حضرت... کی نذر کے لئے اس سال خدمت کروں گا" خدا سے کریم مدد و نواہی عظیم عطا فرمائے۔ یومین دعارقا غیر کہ خداوند عالم مدد کی شکایت بھارت کو جلد نازل فرما کہ مدد کو ملے کہ

الحمد للہ کہ فیض اس کے فضل و کرم سے اصلاح سالہ ربیع الثانی میں شائع ہو گیا ہے۔ رسالہ
تو تقریباً بند ہو گیا تھا (جس کی وجہ انشاء اللہ آئندہ نمبر میں شائع کی جائیگی) لیکن خدا
کو ابھی اس سے اپنے دین حق کی خدمتیں لینا مقصود ہیں۔ مومنین دعا فرمائیں کہ ہمارے مصائب
جلد ختم ہوں اور دفتر اصلاح اطمینان سے دینی فرائض انجام دینے کے قابل ہو جائے۔

تاریخ ائمہ کا غلط نامہ و تراویل پیج خدا کے فضل و کرم سے اس نمبر کے ساتھ
جن کے پاس سال گزشتہ کے پرچے ہیں تاریخ ائمہ کے ادراک ایک جلد کر کے اُن پرچے اور یہ اس غلط نامہ
کو رکھ کر اور اس کے اوپر ٹیٹل پیج کا نصف ارب کے نیچے ٹیٹل پیج کا دوسرا نصف رکھ کر اسکی
جلد بند ہوا۔ اب خدا کے فضل سے یہ تعلیم انسان کتابیں ہو گئی خدا سے قبول فرمائیے۔

تاریخ ائمہ کا گجراتی ترجمہ اس کے متعلق کرمی جناب مولوی سید سزیا الحسن صاحب دالم محمد عیسیٰ مدظلہ
سے تحریر فرماتے ہیں: جناب۔ کار وہ تاریخ ائمہ کا گجراتی ترجمہ کر کے
گجراتی زبان کے مومنین و مومنات کو فیضیاب بنایا ہے خوشی و ن۔ اقصیٰ بہت ہی نیک خیال
ہے۔ اور یقیناً ضروری بھی ہے۔ اب تک گجراتی میں جس قدر مذہبی لٹریچر پہنچا گیا ہے۔ کاٹھیاوار۔ نیز ملتان
میں موجود ہے۔ وہ بالکل ہونے نہ ہونے کے برابر ہے۔ سو اسے معذور سے چند کتابوں کے جو
حال میں بھیجی میں بھیجی ہیں۔ سب کی گجراتی زبان بھی ہندوستان میں نہیں ہے۔ جس طرح
ہندوستان میں اردو زبان میں ہندو اور مسلمان شریک ہیں بعینہ اسی طرح مذکورہ بالا علاقوں میں
بھی گجراتی زبان میں ہندو مسلم قومیں مادری زبان کی حیثیت سے شریک ہیں۔ لیکن یہ واقعہ ہے
کہ ہندوؤں کی گجراتی زبان کا لٹریچر بہ نسبت مسلمانوں کے بہت کم پایا ہے۔ موجودہ زمانہ
کی اصطلاحات و اشعار و محاورات کو اپنے دامن میں لے کر لے رہے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہو گا کہ
وہ اپنی مادری زبان کی اس طرح خوب توسیع و اشاعت میں مصروف ہیں۔ کتابت بالائی کم و
بیش پچیس سال پہلے وراثت سے ہیں، اتنا ضرور سمجھ سکا ہوں کہ بہ نسبت ہندوؤں کے مسلمانوں کے
پاس گجراتی کا زبان کی حیثیت سے فقدان ہے۔ علی الخصوص قوم خود شیعہ اثنا عشریہ تو اس
صنف میں مثل تہیہ ستوں کے ہے۔ کتابیں بہت ہیں۔ لیکن بقول انھیں کے لوگوں کے عدم وجود
برابر ہے۔ مذہبی نقطہ نظر سے سرائیکوں پر چڑھانے کے لائق اور قابل عزت۔ لیکن زبان گجراتی

کی حیثیت سے بہت زیادہ قابل قبول نہیں۔ بہر نوع ممکن ہے کہ اس اصلاح کے اعلان کو دیکھ کر کچھ لوگ آمادہ ہو کر جناب کو لکھ چکے ہوں۔ یا اب لکھیں گے۔ لیکن مذہبی حیثیت سے میرا بھی فریضہ ہے کہ جناب والا کو اپنی ناپسندیدہ رائے سے اطلاع دوں۔ اور وہ بھی محض اس وجہ سے کہ جناب والا بذات خود زبان گجراتی سے جہاں تک میرا گمان غالب ہے واقف نہیں ہیں۔ ترجمہ کا کام جس قدر پابندیوں کا ذمہ دار ہے۔ اُس کے اظہار کی بھی ضرورت نہیں۔ جب تک ایسا شخص نہ ہو کہ جو ہر دو زبانوں بلکہ سنیے ترجمہ کی متعلقہ زبانوں سے واقف و ماہر نہ ہو۔ اُس وقت تک کسی کتاب کا ترجمہ کامیاب ترجمہ نہیں کہا جاسکتا۔ میرے خیال میں "تاریخ ائمہ" کے ترجمے کے لئے جناب والا اگر "حاجی محمد جعفر حاجی شریف دیوبند جلال صاحب مباحثہ" کو آمادہ کریں تو وہ فارغ البال ہونے کے علاوہ مذہبی امورات میں انھیں معلومات کے علاوہ شوق بھی ہے اگرچہ نہ میں نے آج تک موصوف کو دیکھا ہے نہ کچھ گہرے تعلقات ہیں۔ اور دو کے چند مضامین اُن کے بعض رسالوں اور اخبارات میں دیکھے ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے ایک کتاب "غزاداری سید الشہداء کے متعلق بنام" مشہد اسلام" گجراتی زبان میں لکھی ہے جس کا ایک نسخہ موصوف نے ہدیہ مجھے جام نیکو بھیجا تھا۔ اس کے دیکھنے سے البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ چونکہ گجراتی اُن کی مادری زبان ہے۔ اس وجہ سے بھی علاوہ اس کے آج کل کی موجودہ گجراتی کے مطابق زبان کی حیثیت سے بھی قابل تعریف ہے۔ غزاداری کے متعلق اعتراضات کا تاریخی واقعات سے زیادہ ترجمہ انھوں نے کتاب بالا میں کیا ہے۔ جو واقعی ترجمہ کہے جانے کے لائق ہے۔ جہاں تک علم ہے وہ اصلاح کے خریدار بھی ہیں۔ اگر جناب والا انھیں لکھیں گے تو وہ اس کام کو ضرور انجام دیں گے۔ اور پھر وہ ترجمہ زبان کی حیثیت سے گراہو بھی نہ ہوگا۔ بہت ممکن ہے کہ اُن کے علاوہ اور کوئی صاحب کسی صورت سے پیدا ہو جائیں جو اس کام کو باحسن وجہ انجام دے سکیں۔ بہتر ہوگا کہ معتمد ذرا بیع سے ان کی علمی حیثیت معلوم کر لی جائے، گجراتی جناب حاجی خواجہ محمد جعفر شریف دیوبند جلال صاحب دام مجیدہ مقیم مباحثہ رسالہ اصلاح کے بہت قدیم سہرہ دار اور بڑے معین ہیں۔ بارہ جدید خریدار بھی غنایت فرماتے اور مالی اعانت بھی کرتے رہتے ہیں۔ بعض موقع پر کثرت میں سو روپیہ تک سے آپ نے اس کی مدد کی ہے۔ ممدوح کا علمی مذاق قابل قدر اور دینی معارف کی ترقی کا خیال قابل ناز ہے۔ اگر ممدوح تاریخ ائمہ کا گجراتی زبان میں ترجمہ کرنے کیلئے وقت نکال سکیں تو ایک ضروری اور مفید دینی کام ہو جائے۔ (طبرہ اصلاح)

جناب سید قربان حسین شاہ صاحب موسوی ضلع رہتک سے لکھتے ہیں
جوہر قرآن و سوانح دوم پدم رائے ”آپ کی علالت سے سخت تشویش ہوئی ہے۔ نماز اے فریضہ کے

بعد بارگاہ ایزدی میں دعا کی جاتی ہے کہ وہ آپ کو بتقدیق جناب آقا سے دو جہان دال محمود و اللہ انان
 کلی صحت بخشے کیونکہ آپ کی زندگی شیعہ قوم کیلئے فخر ہے۔ بلکہ شیعہ قوم آپ کی زندگی سے زندہ ہے ۳۲ جناب
 ڈاکٹر سید منظر عباس صاحب سیفی دام مجہ نے بلا سپور سے لکھا ”میں سوا نغمہ خلیفہ اول اور تاریخ ائمہ کے
 متعلق کسی عربیہ میں اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں۔ اگرچہ میں کیا اور میری رائے کیا۔ لیکن چونکہ الہام حق
 از بس ضروری ہے اس لئے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جوہر قرآن انشاء اللہ المستعان تحفہ انتاعنہ سید کا
 بہترین جواب ہوگی اور مومنین کی دیرینہ آرزو برآئینگی۔ کیا خوب ابتداء کی ہے۔ سبحان اللہ ذلکم
 اللہ۔ سوانح عمری خلیفہ دوم کے ابتدائی اوراق ہنوز شائع ہو رہے ہیں مگر تیار رہے ہیں کہ نہ خیالی
 کتاب کسی درجہ بدل ہوگی۔ اچھی کہ تحقیق آپ کا حق ہے۔ خداوند عالم آپ کو صدوی سال قائم رکھے۔
 اور مومنین کو آپ کی تعانیف سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع دے۔ آمین ثم آمین“۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ پڑھا
 ہے محض خدا سے کریم کے فضل اور شان سے اور وہی اس پر قادر ہے کہ دونوں کو بہترین حوائج مکمل کر دے

کرمی جناب سید کاظم حسین صاحب زیدی اور سیر باز پوز ضلع فیضی مال دام مجہ نے برادران
ایک ضروری تجویز اہلسنت سے بھی دو صاحبوں کو اصلاح کا خیرا دینا یا ہے۔ اور ان سے چندہ وصول

کر کے بھیجا یا ہے۔ لکھا ہے کہ ان کو خلیفہ دوم کی سوانح عمری پڑھنے کا اشتیاق ہے اس وجہ سے اس کے خریدار ہو
 ہیں۔ میرے خیال میں حضرات اہلسنت میں جوہر قرآن اور سوانح عمری خلیفہ دوم کی کثرت اشاعت کرنے اور
 ان کو کتاب تحفہ اثنا عشریہ اور الفاہروق کی حقیقت اور مذہب حق کی اصل تصویر دکھانے کی شدید ضرورت
 ہے۔ اس وجہ سے عام اعلان کرتا ہوں کہ اب اہلسنت سے جو صاحب خریدار ہونگے ان سے اس کا لانا
 چندہ صرف یہ لیا جائیگا۔ ناظرین اصلاح کو شش کریں کہ اہلسنت سے جو تحقیق حق کا اشتیاق رکھتے
 ہوں اور ان کی رائے بھی انصاف پسند ہوں ان کو اس رسالہ کی خریداری پر ضرور آمادہ کریں تاکہ وہ سمجھ سکیں
 قرآن مجید سے کس مذہب کی حقیقت ثابت ہوتی ہے اور حضرت عمرؓ کے کارناموں کی کیا حقیقت ہے۔ دوسرے
 مذہب لے تو اپنے مذہب کی تبلیغی کتابیں اپنے خرچ سے ہزاروں کی تعداد میں چھپا کر دوسروں کو مفت تقسیم
 کرتے ہیں۔ ہماری قوم میں اتنی دولت کہاں کہ جوہر قرآن و سوانح دوم کو خرید کر اور اپنے پاس سے رسالہ اصلاح کا چندہ
 ادا کر کے دوسرے مسلمانوں میں ان دونوں مفید ترین کتابوں کو مفت تقسیم کریں لیکن کم از کم زبانی جملہ لوگوں کو اس میں

علمی خیانتیں

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو اصلاح جلد ۱۱ ص ۱)

طباعت بخاری میں تحریف کی تازہ مثال جو اصلاح جلد ۱۱ ص ۱۷۲ تا ۱۷۳ سہجری میں شائع کی گئی ہے اس کے آخر میں میں نے بخاری صاحب کے عنوان سے دھوکا کھا کر متعہ سے مراد متعہ الحج قرار دیا اس طرح بخاری صاحب ابی تمیمہ میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن اتفاقاً یہی حدیث علامہ نیشاپوری کی تفسیر میں نظر سے گزری اور اس کو علامہ موصوفی نے متعہ النساء سے متعلق لکھا تو میں نے خیال کیا کہ اپنی غلط فہمی کا اظہار کر دوں تاکہ لوگوں کو اس سے یہ فائدہ بھی پہنچے کہ بخاری صاحب نے اکثر ایک مطلب کی حدیث دوسرے باب میں اس لئے تحریر فرمائی ہے تاکہ لوگ یا تو نتیجہ کی طرف متوجہ ہی نہ ہوں یا غلط نتیجہ نکالیں۔ جیسا کہ میں نے متعہ الحج کے باب میں اس حدیث کو دیکھ کر اس کا تعلق اسی سے سمجھا۔ حالانکہ نیشاپوری نے اس حدیث سے متعہ النساء سمجھا ہے۔

اصحاب کا جہنمی ہونا کہاں کی گوری چنانچہ اسی بنیاد پر بخاری صاحب نے جہاں اصحاب کو ذکر نہ فرمایا جن سے ”یارانِ طریقت“ کی تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھائی دیتا۔ اس طرح بڑھنے والے کے دماغ میں اصحاب کی مطلق جلالت قدر کا سکرم جم گیا۔ کبھی انہیں وہم بھی نہیں ہوتا کہ اصحاب بھی جہنمی ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ ایک دو نہیں بلکہ سات مقام پر مختلف غفلتوں میں اسی بخاری شریف میں اصحاب رسولؐ کے جہنمی بدعتی ہونے کا صاف صاف اعلان موجود ہے مگر وہ کہاں؟ مثلاً حوض کے ذکر کے بہانے احادیث حوض میں۔

بہر حال یہ تو گزشتہ کے متعلق گزارش تھی اب تازہ تازہ تماشہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں تحریف اس امر کو میں بار بار عرض کر چکا کہ اب سنت آج کل صحیفہ سے ان امور کو اپنی کتابوں سے نکال رہے ہیں جو ان کے ضعف یا تشیع کی تائید پر دال ہیں۔ اور نہ صرف اپنی ہی کتابوں میں ایسا کرتے ہیں بلکہ شیعوں کی کتابوں میں بھی پوری ترسیم کر کے اپنے رنگ میں ڈال دیتے ہیں مگر ملاحظہ

دنیوہ کی مثال ادھر گزر چکی ہے اور کتاب مہارت ابن سکر یہ کا بیان آگے آیا چاہتا ہے۔ اس وقت میں مشکوٰۃ شریف کے متعلق اسی طرح نظر کے ماتحت تحریف نشان مرض کرنا چاہتا ہوں۔ حمید یہ پریس دہلی میں مختلف ترجمے شائع ہوئے ہیں ۱۲۲ کی تقطیع پر مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ شائع ہوا ہے۔ ٹائٹل پیج پر بہ ترتیب عبارات ذیل ہیں (بلسلسلہ ترجمہ اتحاد شریف) اس کے بعد دوسری سطر ہے (منبر) ۳ سطر (انتخاب حادیث صحاح عشرہ) ۴ سطر (المصابیح) پانچویں سطر (مشکوٰۃ) چھٹی سطر (اردو ترجمہ) ساتویں سطر (جلد ثانی) آٹھویں سطر (جس میں بخاری مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ نسائی۔ مسند امام مالک) نویں سطر (امام شافعی۔ امام حنبلی اور مسند نہقی کا بہترین انتخاب ہے) دسویں سطر (مترجمہ) گیا ہیں سطر (الفاضل علامہ سید عبداللہ رحمہ اللہ جلالی بخاری) بارہویں سطر (اقترا حقوق اشاعت دینی) تیرہویں سطر (خالہ بن الحمید نے) چودھویں سطر (حمید یہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)

اس کتاب کے ۳۹۵ پر حدیث نمبر ۵۹۱ کے ترجمہ میں یہ عبارت درج ہے "حضرت بریدہؓ کہتے ہیں بنی اکرم مسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چار شخصوں کی نبت کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں ان چار کو محبوب رکھتا ہوں۔ ابودر۔ اور مقداد اور سلمان فارسی ان کی محبت کا مجھ کو علم ہے اور فرمایا ہے کہ ان کو محبوب رکھتا ہوں۔

چار شخصوں کے لئے جہم سے ابودر۔ مقداد اور سلمان کا مراد ہونا ظاہر ہے کہ ظلم و محاسب کی اعلیٰ قابلیت کا شرف رکھتے ہیں۔ روایت میں یہ بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ چوتھے کا نام خود رسول یا راوی نے نہیں لیا یا راوی کو بھول گیا یا مترجم صاحب نے مناسب نہیں سمجھا۔ اصل یہ ہے کہ مترجم اس دنیا کے بسنے والے لوگ ہیں جن کے دل و دماغ کو مذہبی امور میں کامل طور پر مشغول کر دیا جا چکا ہے اور ان چار یعنی تین سمجھنے میں ذی وقار محسوس نہیں ہوتی۔ اب ہم مشکوٰۃ سے اصل حدیث نقل کر دیتے ہیں تاکہ سمجھ میں آجائے کہ جو نھا کون ہے جس کا نام زلیخا بنت سہیل ہے۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف باب جامع المقادیر فصل ثالث (۵۸) مطبوعہ مجتہائی دہلی ماہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ہجری عین بریدہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک و تعالیٰ امرنی بحب اسۃ بعدہ و خیرتی
انہ یحبہم یسئل یا رسول اللہ سہم لکنا قال علی علیہم یقول ذلک ثلاثا
و ابوخرا و المقداد و صمان امرنی بحبہم و اخیری انہ یحبہم و ابوخرا و المقداد
اس حدیث کے خط کشیدہ الفاظ مترجم صاحب فوشن فرما گئے جس میں علیؑ کا نام تین دفعہ
رسولؐ کی زبان پر جاری ہوا ہے۔ اس چھاپہ میں خط کشیدہ الفاظ کے نیچے مرقاٹ کا یہ حاشیہ
بھی ملاحظہ ہو (لَا شُعْبَا، بَابُ مَا فَضَّلَهُ) اس کے علاوہ اسی کتاب میں لمعات کا حاشیہ
اس عبارت پر حسب۔ ہے (قَوْلُهُ يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثًا) اِنَّمَا قَالَ ثَلَاثًا تَامِينَ لَمَاتٍ بِرِجَالِهِ

کہاں فیرش من علیؑ پر طاسا ای منہ رضی اللہ عنہ فی قضیتہ اما ساقا ایمن بالسنوۃ
حدیث کے حاشیوں کے متعلق مجھے کچھ عرض کرنا نہیں ہے سنی نقطہٴ نگاہ کی توضیحیں ہیں
کبھی تو اہلسنت و افضلیت پر بحث کرنے سے بھاگتے ہیں کہ اس کا تعلق غیب سے ہے ہم
کیا جانیں کہ خدا کس کو ثواب زیادہ دے گا۔ اور کبھی افضلیت پر بحث کر کے فیصلے شرع
کر دیتے ہیں کہ کون افضل ہے کون مغفول ہے۔ بہر حال اگر حضرت علیؑ جناب مقداد
و سلمان سے افضل ہی ہوئے تو کیا ہم قاون کو انبیاء سے بھی (سو اسے سرور کائنات)
افضل جانتے ہیں۔ ہمیں اس وقت یہ بحث بھی پھیرنی نہیں ہے کہ ایک طرف توصایہ کا
آپس میں وہ سیل جول کہ اللہ کی پناہ اور دوسری طرف محشی صاحب کا بریدہ صحابی اور
حضرت علیؑ میں کشمکش بیان کرنا کس کو کیا کہا جائے اس وقت تو ہمیں صرف یہ عرض کرنا
ہے کہ حدیث اور اس پر نوٹ حاشیہ سب کچھ ہوتے ہوئے وہ جملے کا جملہ نہ اورد
کر دیا جائے جس سے علیؑ کی فضیلت نکلتی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کارروائی دانستہ طور پر کی گئی ہے

علیؑ کے نام عدوئے وقت نئی بات نہیں ہے اس موقع پر ناظرین کے لئے مناسب مقامی
مترجم و دانشور نے ممکن ہے کہ اور گرامی جناب عائشہ صاحبہ سے سیکھی ہو۔ ملاحظہ ہوتا ہے
طبری عن عبید اللہ عن عائشہ قالت فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
اہل احدہما افضل بن العباس و راجل اخر یخط قد ماہ الا حرض عاصبا
واسہ حتی دخل بیعتی قال عبید اللہ حدثت ہذا الحدیث عبید اللہ بن

عباس فقال هل تدراى من الرجل قلت لا قال على بن ابى طالب ولا کنہا
لا تقدرا على ان تذکرا بخیر۔

جب مادگرا می صورت اتنی سی بات میں کہ رسولؐ علیؑ کے سہارے سے باہر نکلے نام
ٹال گئیں تو لائق صاحب زادے محبت خدا اور رسولؐ کے وقت علیؑ کا نام نہ لیں اور نہ چھپوائیں
تو کیا عجب ہے۔

سرون بہ طہارۃ این سکوید اس کتاب کے دو نسخے اس
کتاب تہذیب الاخلاق و تطہیر الاعراق اوقت میرے پیش نظر میں اور دونوں مدرسۃ الوداعین

لکھنؤ میں موجود ہیں۔ ایک نسخہ ۲۰×۲۶ سائز پر مطبع طوی منسوب بہ علی بخش خاں لکھنؤ میں
۱۲۵۱ھ ہجری میں چھپا ہے۔ کتاب کے ایک سو سات صفحے ہیں اور ایک سو آٹھویں صفحہ پر
خاتمہ الطبع لکھنؤ ہے جس میں زمانہ اشاعت ۱۲۵۱ھ ہجری۔ زمانہ کیتان فلی جرمیس صاحب
قائم مقام رز پٹنٹ لکھا ہے۔

دوسرا نسخہ ۲۲×۱۸ سائز پر مصر میں ٹائپ پر چھپا ہے اسکے ٹائٹل پر عبارت ذیل بھی ہے

الطبعة الادلے بالمطبعة الحسينية المصرية سنہ ۱۳۲۹ ہجریہ علی نسخۃ
سید محمد عبد اللطیف الخطیب و شرکاء بمصر اس کے صفحات ایک سو پچاسی ہیں صفحہ
۱۸۶ و ۱۸۷ پر تصحیح کی طرف سے خاتمہ الطبع لکھا ہے اس کے علاوہ چار نسخوں پر مطالب کتاب
کی فہرست ہے۔

جب ان دونوں نسخوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو ان میں اچھا خاصا اختلاف نظر آتا ہے اور نمایاں
ہوتا ہے کہ دانستہ طور پر مصر کی کتاب میں تحریف کی گئی ہے ابتداء ہی میں حمد و ثناء پر طبع لکھنؤ
میں ہے اس سے قبل پوری دو سطریں بلا کسی تنبیہ و اشارہ کے اضافہ کر دی گئی ہیں غلط

ہو مطبوع مصر الحمد لله الذی ارشد الی الصراط المستقیم و مدح الخلق العظیم و امثل
نبیہ محمد بہما لکرام الاخلاق و ادبہ فاحسن تادیبہ علی الاطلاق اس کے
بعد مصنف کی تحریر اللہم انا نتوجہ الیک الخ شروع کی گئی ہے جس سے مطبوع لکھنؤ
میں ابتدا ہے۔

نسخہ مطبوعہ لکھنؤ سال ۱۲۵۱ھ پر عدالت کے ماتحت فضائل کا ذکر کرتے ہوئے صورت اتنی عبارت ہے

افضائل التي تحت العدالة الصدقة كالفضيلة الرجم المكافاة الحسن
حسن القضاء التوحد والعبادة ^{لیکن معری چھاپہ میں البادۃ کے آگے}
عبارت ذیل کا نمایاں ہے ربط اضافہ ہے (ملاحظہ ہو معری چھاپہ ص ۱۹) ترک الحقد
مکافاة الشر بالخیر استعمال اللطف سآوب المروءة فی جمیع الاحوال ترک العاداة
ترک الحکایة عن لیس بعدل مرضی البحث عن سیرة من یحکی عنه العدل
ترک لفظة واحدا لاخیر فیہا المسلم فضلا عن حکایة توجب حدا او قذفا او قتلا
او قطعاً ترک السکون الی قول سفلة الناس وسقطهم ترک قول من یکدی بین الناس
ظاهراً باطناً او یلحف فی مسئلة او یلمح بالسؤال فان هؤلاء یرضون بالیسیر فیقولون
لاجلہ حسنا ویخطئهم اذا امنوا لیسیر فیقولون لاجلہ قبیحا ترک الشر فی کسب
الحلال وترک سآوب الدناءة فی الکسب لاجل الیال الرجوع الی الله و عہدة
وميثاقه عند کل قول یتلفظ به او لحظ یلحظه او خطرة فی اعلا الله و اصد قائم ترک
الیین بالله و بشئ من اسمائه وصفاته سأسا و لیس بعدل من لم یکرم نہ وجہ
واھلہا المتصلین بحواھل المعرفة الباطنة بہ وخیر الناس خیرہم لاھلہ
وعشیرتہ والمتصلین بہ من اعاد لہا و متصل باخ او الداء و قریب و نسیب
او شایع او جارس او صدیق او حبیب و من احب المال حباً مفرطاً لم یوھل لہ فی
المرتبة فان حرم علیہ جمع المال یصدہ عن استعمال المرافقة و امتطاء الحق و ہذا
ما یجب ویضطر الی الحیانة والکذب والاختلاق والنزہ و منع الراجب الاستقصاء
و استجواب الدائق والحبیة والذسرة لیسع الدین والمروءة و سہل التقواھل کھمت
محبة منه للمحبة وحسن الثناء ولا یرید بذلك وجه الله و ما عندہ بل یتخذھا
مصیدة و یجعل ذلک مکسبة ولا یعلم ان ذلک علیہ سیئۃ و مسیبة۔

اس عبارت میں خصوصیت سے لیس بعدل من لم یکرم نہ وجہ الخ قابل محاذ ہے بہر حال
اس کے بعد دونوں کتابوں کی عبارت ملتی ہے یعنی صدقۃ کی تفصیل شروع ہوتی ہے۔
نکسہ کی چھی ہوئی کتاب میں آخر کتاب کے الفاظ حسب ذیل ہیں والحمد لله رب العالمین ^{صلی اللہ علیہ وسلم}
علی نبیہ محمد وآلہ الطاہرین معری چھاپہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں والحمد لله رب العالمین

والصلوة علی النبی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وحسبنا اللہ ونفسہ المعین ایں اصحابہ اجمعین کی زیادتی خصوصاً ملحوظ رکھنا چاہئے۔

ہم نے بطور نمونہ یہ چند مثالیں لکھ دی ہیں ورنہ درمیان کتاب جا بجا دونوں نسخوں میں اختلاف ہے اور اس کا انداز ایسا ہی ہے جس سے مصنف کے مذہب و مشرب کے خلاف اپنا مطلب حاصل کرنا معلوم ہوتا ہے۔ عدیل اختر از درستہ الواعظین لکھو۔

حاجی شہداء اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افترا بازیاں

حاجی شہداء اللہ صاحب مدت و از سے شیعوں پر افتراء و بہتان کا عظیم الشان مشن جاری کئے ہوئے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے آپ یہ اتہام کر چکے ہیں کہ ”شیعہ کی مستند کتاب اصول کلینی میں خاص ایک باب متعلقہ نکاح ام کلثوم اسی غرض کے لئے مقرر ہے (انوار المحدثین و شہبان ۵۵۸) اس پر میں نے مدوح سے بار بار دریافت کیا کہ اصول کلینی کے کس صفحہ میں وہ باب ہے اور وہ اصول کلینی کہاں ہے۔ دکھا دیں تو میں سنی ہو جاؤں اور اگر نہ دکھائیں تو وہ شیعہ ہو جائیں مگر یہ

یاں لب پر لاکھ سخن اضطراب میں ہیں۔ واں اک خاموشی مرے سب کے جواب میں یہاں تک میں نے کہا کہ آپ لکھو میں چل کر عیسائی آریہ اور قادیانی عربی داں حضرات کے مجمع میں اصول کلینی میں عبارت دکھا دیں اور غصے سنی کر لیں ورنہ خود ہی مذہب حق شیعہ قبول کر کے بہشت کا پروانہ لے لیں۔ لیکن آپ انکے لئے بھی آمادہ نہیں ہوتے۔ الحمد للہ حضرات بھی ان کی اس بے بسی کو محسوس کر رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب ۔ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے اس شکست فاش کے بعد قرحاجی صاحب کو اپنی افتراء برداری سے توبہ کرنی چاہئے مگر وہ جب شیعوں کے مقابلہ میں بولیں گے افتراء ہی کرینگے کیونکہ ان کو کچھ وہی تہمت کی بیاری جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے۔ حال میں آپ نے پھر شیعوں پر افتراء اور صریح بہتان کیا ہے چنانچہ لکھنے میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے روایت ہے قال رسول اللہ (ظہر فی آخر الزمان قوم یسمونہم الفضل فی فضولہم السلامہ) (مسند احمد جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۲۸) یعنی حضرت علی روایت کرتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا آخر زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی جسکو

رافضی کہا جائیگا۔ وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔ یہ حدیث اپنے معنی میں صاف ہے کہ رافضی لوگ اصل اسلام کو چھوڑ دیں گے۔ یہ ہمارا قول نہیں بلکہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ منطقی طور پر یہ حدیث شکل اول کا کبرنے ہے۔ اس لئے اس کے صغرے کا وجود ضروری ہے تاکہ شکل اول مرتب ہو کر نتیجہ دے سکے۔ صغرے کا ثبوت شیعہ کی معتبر کتاب الروضہ ص ۱۷ سے ملتا ہے جہاں امام ابو عبد اللہ فرماتے ہیں ہمارا نام رافضی اللہ نے رکھا ہے۔ پس پیشکل اول کا صغرے اور حدیث مذکور اس کا کبرنے۔

اعیان شیعہ۔ اور اہل علم اصحاب ہماری پیش کردہ منطقی شکل کے ہر دو مقدمات پر نظر کر کے نتیجہ سے ہمیں اطلاع دیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں یہ کہنے کا موقع ملے۔
 غالب تمہیں کہو کہ ملا ہے جواب کیا۔ :۔ مانا کہ تم کہا کئے اور وہ سنا کئے (اگرچہ اس میں حاجی صاحب ایک تک انفرادی بازی کا پیشہ آپٹاری رکھے گا؟ اب بھی تو ہوش کیجئے اور سمجھئے کہ ہر... راموس کے مطابق یہ حقیقہ طالب العلم آپ کی خدمت کو حاضر ہو گیا ہے جس کی ایک گرفت سے بھی آپ آج تک نہیں نکل سکے۔ ذرہ فرمائیے تو کتاب الروضہ میں وہ عبارت کہاں ہے؟ آپ کہیں گے کہ یہ اردو ترجمہ ہے تو اسکی اصلی عربی عبارت پیش کیجئے تاکہ اہل علم سمجھ سکیں کہ کیا واقعہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے اپنے کو رافضی کہا ہے یا آپ لوگوں کا حضرت کے متعلق بھی یہ ایسا ہی اقراء ہے جیسا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق رہا کہ حضرت کو ابن ابوبکثہ کہتے رہے ہیں لہٰذا جس کے شواہد آپ ہی کی کتب تفسیر و سیرۃ و حدیث و تاریخ میں بھرے ہوئے ہیں۔
 فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فان تقوا الذل والذل وقودھا الناس والحجارة اعدت للکافرين

سلہ مولوی وحید الزمان خاں صاحب حیدر آبادی نے لکھا ہے "لَقَدْ آتٰہُمْ ابْنُ الْبَکْثَہِ ابوسفیان نے کہا جب وہ کافر تھا اب تو ابوبکثہ کے بیٹے یعنی آنحضرتؐ کا کام بڑا ہو گیا اُن کا درجہ بڑھ گیا۔ اتنا کہ دم کا بادشاہ اُن سے ڈرتا ہے۔ کہتے ہیں ابوبکثہ ایک شخص تھا خزانہ کا جس نے تہوں کی پرستش میں قریش کی مخالفت کی اور شہری ستارے کا پوجا شروع کیا تو آنحضرتؐ کو جو مدین میں قریش کے مخالف تھے اُس سے تشبیہ دی... ابوسفیان نے تحقیر کی راہ سے آنحضرتؐ کو ابوبکثہ کا بیٹا کہا" (انوار اللغۃ پ ۲۲ ص ۷)

سے فرمایا قریب ہے کہ تم اور تمہارے گروہ والے (شیعہ) خوش خوش اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہونگے اور تمہارے دشمن غضبناک سراو پر اٹھائے ہوئے آئیں گے۔ قاعدہ ہے کہ جب گردن میں طوق پڑا ہوا ہو اور وہ تنگ ہو تو سراو پر اٹھ جاتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو گردن پر رکھ کر بتلایا یعنی اقحاح کے معنی سمجھائے کہ اس طرح سراو پر اٹھائے ہوں گے۔ ان کے سر اٹل رہے ہوں گے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا جعلنا فی اعناقہم اغلالا (یعنی انی اکاذقان فہم مقحون)۔ ہم نے ان کے گلے میں ٹھڈیوں تک طوق پہنائے اب ان کے سر اٹل رہے ہیں۔ اور اڑٹھے ہوئے ہیں۔ فائدہ۔ یہ حدیث شیعہ اور اہل سنت دونوں کی کتابوں میں مروی ہے اور اس میں صاف صراحت ہے کہ شیعیمان علی وہی ناجی اور مقبول بارگاہ الہی ہیں اور مخالفین اور دشمنان علی مبغوض بارگاہ خداوندی اور تباہ ہونے والے ہیں۔ شیعیمان علی سے وہ جماعت صحابہ اور تابعین مراد ہے اور اسی طرح قیامت تک وہ تمام اہل اسلام جو حضرت علی اور آپ کی اولاد سے محبت اور اخلاص رکھتے ہیں۔ یا اللہ ہمارا حشر بھی شیعیمان علی مرتضیٰ میں کر اور مرتے دم تک ہم کو محبت اہل بیت علیہم السلام پر قائم رکھ فائدہ۔ دشمنان علی سے مراد فرقہ خوارج اور نو اصب ہے جو حضرت علی سے بغض رکھتے ہیں یا آپ کی اولاد سے۔ ان کو نجات ملنا مشکل ہے گو وہ کتنی ہی عبادت اور ریاضت کریں کیونکہ حضرت علی سے بغض رکھنا گویا رسول اللہ سے بغض رکھنا ہے۔ اسی لئے دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت علی سے فرمایا تم سے وہی محبت رکھے گا جو مومن ہو اور تم سے بغض وہی رکھے گا جو منافق ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی حکمتا ہے کہ شیعہ علی ایک قدیم فرقہ ہے جس کا ذکر خود آنحضرت نے کیا۔ اسی طرح عداوت علی۔ تو درحقیقت اہل اسلام کے دو ہی فرقے ہیں ایک شیعہ دوسرے خوارج "انوار اللغۃ پارہ ۱۱ ص ۱۱۱" مذہب شیعہ اتنا حق ہے کہ مولوی صاحب مدوح لکھتے ہیں "ایک مسجد میں امامیہ موزن اذان میں یوں پکارتا تھا اَشْهَدُ اَنْ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ۔ اس پر بعض نئی مسلمان ناراض ہوئے۔ مجھ سے ان کو نکالت کی۔ میں نے کہا وہ موزن تو اتنا ہی کہتا ہے اَشْهَدُ اَنْ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ میں تو اس سے بڑھ کر کہتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ عَلِیًّا اِمَامَ الْاَوْلِیَاءِ وَ سَیِّدِ الْاَصْفِیَاءِ وَ خَیْرِ الْمَخْلُوقِ بَعْدَ الْاَوْلِیَاءِ" انوار اللغۃ پارہ ۱۸ ص ۱۸ یہ بھی لکھا ہے "ہر طرح کے علی خدمات جیسے قضا۔ امامت۔ سلمہ میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا کے کل ویسوں کے امام اور کل صفیوں کے سردار اور انبیاء کے بعد کل مخلوقات سے بہتر حضرت علی ہیں" میں نے ثابت ہوا کہ مولوی صاحب مدوح حضرت علی کو خلفائے کبار کے درجے میں افضل و بہتر سمجھتے تھے ۱۲

خطابت۔ اعتبار۔ افتاء اور تدریس تمام جاہلوں کے ہاتھ میں ہیں اور یہی جاہل شمس العلماء اور بد العفلا کے خطابات سے متنازع کئے جاتے ہیں اور جو لوگ واقعی عالم ہیں اور ان کا وجود غفقت سے ہے ان کی کوئی قدر و منزلت نہیں کرتا۔۔۔ عجب حال ہے ایک بے علم ناخواندہ شخص جو اردو بھی صحیح پڑھنا نہیں جانتا اور قرآن بھی غلط پڑھتا ہے نماز کی امامت کے لئے منتخب کیا جاتا ہے اور عام لوگ خوشی سے اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور عالم کے موجود ہوتے ہوئے اس کو امام نہیں بناتے۔ یہ قیامت نہیں تو کیا ہے۔ اللہ مسلمانوں کو عطل اور سمجھ عطا فرمائے۔ ایک مفتی صاحب انشاء اللہ یہ فتوے دیتے ہیں کہ باپ کی جو روح حرام ہے لیکن دادا پر دادا کی جو روح سے نکاح کر سکتا ہے۔۔۔ دوسرے مفتی صاحب یہ فتوے دیتے ہیں کہ رنڈی یا رشوت خوار یا سود خوار جب زنا یا رشوت یا سود سے توبہ کرے تو وہ مال حلال طیب ہو گیا۔۔۔ شیعہ امامیہ نماز کی امامت کے مسئلہ میں لاکھ درجہ ان نام کے سینوں سے بہتر ہیں۔ ان میں جب تک مجتہد صاحب کسی کو نماز کی امامت کی سند نہیں اسکے پیچھے کوئی اقتدار نہیں کرتا بلکہ الگ الگ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ (انوار اللغۃ پارہ ۱ ص ۱۱) مدوح نامی یہ بھی سمجھتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی نماز میں رکوع اور رکوع کے بعد قومہ اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے میکان جلسہ یہ سب برابر برابر ہوتے۔ افسوس کہ ہمارے زمانہ میں لوگوں نے خصوصاً حنیفوں اور شافعیوں نے اس سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ رکوع کے بعد قومہ اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ بہت خفیف کرتے ہیں بعضے جو نمازی تو رکوع کر کے برابر سیدے کھڑے بھی نہیں ہوتے اور مقتدیوں کو سہنا لک الحمد الحمد اکثیر احمیداً مبادکافیہ کے کہنے کی بھی ہمت نہیں دیتے کہ سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے بھی نہیں کہ دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ نماز کیا پڑھتے ہیں مرغ کی طرح ٹٹوئیں لگاتے ہیں۔ لاعول ولا قوۃ الا باللہ (انوار اللغۃ پارہ ۲۱ ص ۵۵) امید ہے کہ حاجی نثار اللہ صاحب اب بھی اپنی افترا پر دازیوں سے لے حاجی نثار اللہ صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ مفتی صاحب کون ہیں؟ یاد ہے کہ آپ ہی نے اپنے اخبار اہل حدیث میں یہ فتوے دیا تھا کہ پوتا اپنی دادی سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور مولوی وحید الزمان خان صاحب مرحوم نے اسی وقت اخباروں میں آپ کی غلطی شائع کر دی تھی۔ پھر اس کتاب میں بھی آپ ہی پر چوٹی کی گئی۔ آپ کی حالت پر نہایت افسوس ہوتا ہے کہ غیر توخیر غیری ہیں آپ کے ہم مذہب بھی برابر آپ کو گمراہ ہی سمجھتے رہے۔ فاعتبوا یا اولی الا بصار ۱۲۔

باز آئیں گے اور اب تو مذہب حق قبول کر کے نجات آخرت کی کوشش کریں گے۔ ۲۔ ماحصل اللہ والہ الامین

انفوس شیعوں کا یہ عظیم الشان وقف روز بروز برباد ہی ہو گیا کی

ہم و دان وقف نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ممبر مقرر کر دیتے جائیں لیکن ان کی یہ آرزو پامال

کر دی گئی۔ اب سنا ہے کہ وقف محسنہ کو وقف بورڈ کے تحت میں داخل کر دیا گیا جس سے ۲۵ سو کا

مزید ٹیکس وقف پر عائد ہو گیا۔ مقدمہ وقف محسنہ کو بھی برباد کرنے کی کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی جاتی

واعظ محترم جناب مولوی سید علی صاحب صدر الافاضل کو بھی جو مقدمہ بالاکہ رکن اعظم ہیں فوری

۳۰ ستمبر سے معزول کر دیا گیا اور کوشش ہو رہی ہے کہ مدوح جلد از جلد غلامت امام بارہ سے

بالکل علیحدہ کر دیے جائیں۔ مدوح کا قصور صرف یہ ہے کہ قوم کی طرف سے وقف کا مقدمہ لڑ رہے

ہیں۔ تمام انتظامات امام بارہ میں اندھیر چھا ہوا ہے۔ اب بھی اگر ہمدردان ملت آباد ہو جائیں تو

سب بگڑے کام بن جاسکتے ہیں۔ صرف اپنے دل میں دینی درد پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ آل انڈیا

شیعہ کانفرنس کا صیغہ وقف معلوم نہیں اس زمانہ میں وقف ہو گئی کے لئے کیا کر رہا ہے۔ مجاہد کرم

جناب مولوی سید علی صاحب ایہم الصدقابل صدر ہزار تحسین ہیں کہ اس جہاد سے منہ نہیں موڑتے۔

مگر تنہا کیا کر سکتے ہیں۔ بار بار مومنین سے فریاد کر رہے ہیں کہ جلد از جلد صرف تین ہزار کا سرمایہ فراہم کر دیں

کہ مقدمہ کا میابی کا منہ دیکھ سکے۔ ناظرین اصلاح بھی پوری کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو اپنی

اپنی جگہ دلوں کے کل مومنین سے چندہ جمع کر کے اس پتے پر روانہ کر دیں۔ جناب مولوی سید علی صاحب

صدر الافاضل۔ آئری سکرٹری انجمن وقف محسنہ ۱۔ اسماعیل مدین کلکتہ۔

(۱) خلافت و امامت حصہ چہارم۔ لکھنؤ کے رسالہ نگار میں خلافت و امامت

تقریظ کے متعلق جو سلسلہ مضامین جاری ہے اس کا آخری مضمون ”آزاد خیال شیعہ“

کا تھا جس نے ملک میں بڑی مقبولیت حاصل کی۔ اس مضمون کے جواب میں نگار کے صفحات پر دو مضمون

شائع ہوئے ایک بہتر صاحب بھوپالی کا اور دوسرا م۔ ح۔ کا۔ انہیں دونوں مضمونوں کا جواب

اس رسالہ میں کمال تحقیق و تہذیب سے دیا گیا ہے۔ یہ رسالہ بھی امامیہ مشن لکھنؤ کی طرف سے ۶ صفر

پر شائع کیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۳۰ اور معمول ڈاک ارہے۔ امامیہ مشن لکھنؤ سے طلب کیجئے۔

(۲) ابوالامہ کے تعلیمات۔ حضرات اہلسنت کا مذاق نرالا ہے۔ ایک طرف تو وہ کتابت تطاب

ہنج البلاغ کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا کلام تہذیبیہ کرنے پر طیار نہیں ہوتے۔ دوسری جانب اس سے اپنے مذہب کی حقیقت اور خصوصاً خلفائے ثلاثہ کی خلافت کی صحت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فاضل محقق مولانا سید علی نقی صاحب لکھنؤی دام فضا لکھنے اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ ہنج البلاغ کی تعلیمات سراسر مذہبِ شیعہ کے موید ہیں۔ اس کے علاوہ ان عبارتوں کے صحیح مطالب کی تحقیق بھی کی ہے جن سے غلط فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض علمی و مذہبی مسائل کی فیصلہ کن تحقیق بھی کی گئی ہے۔ مگر انصاف یہ ہے کہ اس رسالہ کے عنوان کو زیادہ شرح و بسط سے لکھنے کی ضرورت تھی کیونکہ یہ اہم مسائل اتنی مختصر عبارتوں سے شفی بخشن نہیں ہو سکتے۔ ۱۱۶ صفحہ کا رسالہ ہے قیمت ۴۴ محمولہ ڈاک ۱۰ (۳) اسلامی عقائد۔ یہ بھی فاضل مدد و جہی کا رسالہ ہے۔ جس میں مصنف موصوف نے اسلامی عقاید کو شیعی نقطہ نظر سے جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں صرف عقائد کا اجمالی بیان ہی نہیں ہے بلکہ مختصر طور پر ہر عقیدے کے دلائل کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے اور بہت سے مسائل پر معتقدانہ روشنی ڈالی ہے غرض کوشش کی ہے کہ شیعہ مذہب کا پورا خاکہ مختصر الفاظ میں پیش کر دیا جائے۔ ۴۴ صفحہ قیمت ۲۲ محمولہ ڈاک ۱۰ / امامیہ مشن لکھنؤ سے طلب کیجئے۔ دہم (۲) اسلامی دنیا۔ یہ ہماری جماعت کا ایک ماہوار رسالہ ہے جو انگریزی اور اردو مذہبی مضامین ایک ساتھ شائع کرتا اور دینِ حق کی حمایت میں مشغول رہتا ہے۔ اس کے روح رواں داعی شہیر خباب مولوی محمد تقی علی صاحب بدایونی دام مجید ہیں۔ اور بدایونی ہی سے شائع ہوتا ہے۔ رسالہ کو مفید اور دلچسپ بنانے کی پوری کوشش کی جاتی اور

اپنے اہل قلم حضرات کی علمی تحریریں درج کر کے اسے مفید بنایا جاتا ہے۔ سالانہ چند ہندوستان میں للہ اور بیرون ہند سے چھ روپیہ سالانہ۔ گو درستہ الواعظین کا انگریزی ماہوار رسالہ مسلم ریویو پہلے سے اسی موضوع پر شائع ہو رہا ہے لیکن ہماری تبلیغی ضرورتیں بہت بڑھی ہوئی ہیں اور ضرورت ہے کہ متعدد خدام دین و ملت پرے اخلاص سے اس کی توسیع میں کوشاں رہیں۔ (۵) دینی لائٹ The Moslem Light شیعوں میں کوئی ہفتہ وار انگریزی اخبار نہیں تھا۔ جس کے بغیر ہماری بہت سی اخباری ضرورتیں معطل تھیں۔ خدا بھلا کرے جناب مرزا محمد جعفر حسین صاحب وکیل لکھنؤ کا کہ آپ نے آخر اہم جن سلسلہ سے مذکورہ بالا نام کا ہفتہ وار انگریزی اخبار جاری کر دیا جو برابر شائع ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ مدد و جہی کوئی چیز ایسی شائع نہیں کریں گے جو مذہبی حیثیت سے قابل اعتراض ہو۔ سالانہ چند ہندوستان۔

کی زندگی میں اور حضرت کے بعد آپ کی تنقیص و توہین کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا گیا۔ اسی طرح خلفائہ ثلاثہ و صحابہ کے فضائل و مناقب میں جھوٹی حدیثیں بنانے۔ روایت کرنے اور کتابوں میں نقل کر کے تمام پھیلانے میں بھی کوئی کوشش چھوڑی نہیں گئی۔ پس جب ایسی زبردست سلطنت نے اپنی سزا و عقوبت کے اسلحہ کے ساتھ اپنے خزانوں کا منہ بھی کھول دیا جو غلط اور جعلی حدیثوں کی اشاعت کیونکر رک سکتی تھی۔

(۴) **وضع احادیث کے متعلق جناب امیر اکابر** حضرت امیر المومنینؑ نے اپنے ایک خط میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وضع احادیث کی مصیبت نازل ہو گئی تھی جس کا اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت ہوا۔ مناسب ہے کہ ہم اسکو بھی یہاں نقل کر دیں۔ علامہ سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:-

جب ایک شخص نے حضرت سے نئی نئی حدیثوں اور ان مختلف روایتوں کے بارے میں جو لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں پوچھا کہ ایک سر کی ضد کیا ہے تو فرمایا لوگوں کے درمیان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیثیں ہیں ان میں حق۔ باطل۔ سچ۔ جھوٹ۔ ناسخ۔ منسوخ۔ عام۔ خاص۔ حکم۔ منشا بہ۔ محفوظ اور مہیوم (مشکوک) سب ہی ہیں۔ خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت پر لوگوں نے جھوٹ باندھا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑا ہوتا پڑا اور فرمایا جو شخص جان کر مجھ پر جھوٹ باندھے (یعنی غلط حدیثوں کے بارے میں کہے کہ میں نے بیان کی ہیں) وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ سنو تمہارے سامنے جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ومن كلام له عليه السلام وقد سأله سائل عن احاديث البدع دعائي ايدي الناس من اختلاف الخبر فقال عليه السلام ان في ايدي الناس حقا و باطلا و مسلما و كذبا و نايحا و مشوخا و عاما و خاصا و محكما و متشابها و حقيقا و زاهيا. و لقد كذب علي رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم علي عدي حقه فام خطيبا فقال من كذب علي متعبدا فلينبؤا مفعدا من الناس و اما انا لا بالحديث انه بقية جالي لمن لهم حامي سرجل منافع منهم بالانما. متصنع بالاسلام لا ينال شرم ولا يتحترج. يكذب علي رسول الله

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مَشْتَعِدًا أَكَلُوا
عِلْمَ النَّاسِ أَتَهُ مُنَافِقٌ كَاذِبٌ
لَمْ يَقْبَلُوا مِنْهُ وَلَمْ يُصَدِّقُوا
قَوْلَهُ وَلِلَّيْسُ ثَاوِيًا صَاحِبُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
رَأَاهُ وَسَمِعَ مِنْهُ وَتَبِعَتْ عَنْهُ -
فِيَا خُذْ ذَنْ يَفْزَلُهُ ذَا أَخْبَرَكَ
اللَّهُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ يَا أَخْبَرَكَ
وَصَفَّهُمْ بِمَا وَصَفَهُمْ بِهِ لَكَ شَمَّ
بَعْدَ بَعْدٍ فَتَقَرَّرَ بِنَا إِلَيْهِ أَمْرٌ
الصَّبْرُ وَالِدُ عَالِيَةِ النَّاسِ
بِالنُّورِ وَالْبُشَانِ قَوْلُهُمْ لَأَعْمَلُ
وَجَعَلُوهُمْ حُكَّامًا عَلَى رِثَابِ
النَّاسِ فَأَكَلُوا بِهْمُ الدُّنْيَا
إِنَّمَا النَّاسُ مَعَ الْمَأْذُوكِ وَاللَّيْنِ
إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللَّهُ - فَهَذَا
أَحَدُ الْأَمْرِ بَقِيَّةٍ - وَرَجُلٌ سَمِعَ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ شَيْئًا لَمْ
يَحْفَظْهُ عَلَى وَجْهِهِ قَوْلُهُمْ
وَلَمْ يَتَعَدَّ كَذِبًا فَهُوَ فِي يَدَيْهِ
وَيَنْوِيهِ وَيَعْمَلُ بِهِ وَيَقُولُ
أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ
أَتَهُ وَهَمَّ بِهِ لَمْ يَقْبَلُوهُ مِنْهُ

کی حدیثیں بیان کرتے ہیں وہ چار ہی قسم
کے ہیں پانچویں قسم کا کوئی نہیں ہے۔ ایک
قسم کے وہ منافق ہیں جو ایمان ظاہر کرتے اور
اسلام کے دعوے میں تصنع کرتے ہیں وہ
زگنہ سے رکتے ہیں اور نہ فتنہ و فساد سے
بچتے ہیں۔ بلکہ وہ جان بوجھ کر حضرت رسول صلی اللہ
پر جھوٹ کے انبار لگاتے ہیں۔ اب اگر لوگوں
کو معلوم ہو جائے کہ وہ منافق اور جھوٹے ہیں
تو کبھی ان کی حدیثیں قبول نہ کریں اور نہ انکے
قول کو سنا جائیں۔ لیکن لوگ اس جھوٹے میں بھٹکتے
ہیں کہہتے ہیں وہ (منافقین) آنحضرت صلی اللہ
صاحبہ ہیں۔ آنحضرت کو دیکھا خطہ حضرت کی صحبت
اٹھائی تھی حضرت سے سنا اور حضرت ہی کی
باتیں لی تھیں۔ پس اس فریب میں آکر وہ ان منافقین
کی حدیثیں لے لیتے ہیں حالانکہ خدا منافقین کی
جو حالت بیان کر چکا ہے اُس سے تم لوگ بھی
طرح واقف ہو کر وہ محض افتراء و بہتان کرتے
ہیں، اور ان (منافقین) کی صفت جس طرح واضح
کر دی ہے اس سے بھی خوب باخبر ہو۔ یہ منافقین
آنحضرت صلی اللہ کے بعد باقی رہے اور پیشوا اہل
و دایان جہنم کے دربار میں پہونچکر ان لوگوں نے
افتراء و بہتان کے انبار لگانے شروع کئے اور
اس ذریعہ سے ان (حاکمان وقت) کے ہاں مقرب
بارگاہ ہو گئے۔ پس اس (حدیث سازی اور روایت

بازی کے انعام میں ان پیشوا ابان وقت نے ان منافقوں کو مختلف مقامات کی حکومتیں دے دیں اور انھیں امیر بنا کر لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا۔ پس ان سب منافقین نے ان پیشویان ہنگامہ کی خوشامد میں حدیثیں وضع کر کے خوب ہی دنیا کائی۔ اور یہ تو مشہور ہی ہے کہ ہرزمانہ کے لوگ اپنے بادشاہوں کی طرف ہو جاتے ہیں اور دنیا ہی کا ساتھ دیتے ہیں سو ان مخصوص لوگوں کے بغض خدا اس سے محفوظ رکھے۔ پس یہ منافقین ایک قسم کے لوگ ہوئے۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جنہوں نے رسول خدا صلعم سے کوئی حدیث سنی تو ضرور مگر اسی طرح یاد نہیں رکھی بلکہ اس میں ان کو شک ہو گیا۔ اور جان بوجھ کر حضرت پر جھوٹ نہیں باندھا۔ اب وہ حدیث بھی ان لوگوں کے پاس ہے وہ لوگ اس کی روایت اور اس پر عمل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خود ہم نے حضرت رسول خدا صلعم سے ان حدیثوں کو سنا تھا۔ اب اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ ان راویوں تو ان سے وہ حدیثیں کبھی قبول نہ کریں بلکہ وہ حدیث بیان کرنے والے بھی اگر جان جائیں کہ انہوں نے غلط سمجھا یا یاد رکھا ہے یا ان حدیثوں کے بارے میں اور کوئی غلطی ہو گئی ہے تو وہ بھی ان حدیثوں کو چھوڑ دیں۔ اور تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت رسول خدا صلعم سے پہلے کوئی حدیث سنی جس میں حضرت

وَلَوْ عَلِمَ هُوَ آتَةً كَذَابًا لَمْ يَنْفَعُهُ - وَرَجُلٌ ثَالِثٌ يَتَّبِعُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ شَيْئًا يَأْمُرُ بِهِ ثُمَّ إِذَا خَلَا عَنْهُ وَهُوَ لَا يَمْلِكُ أَنْ يَسْمِعَهُ بَنِي عَنْ شَيْءٍ ثُمَّ آمَرَ بِهِ وَهُوَ لَا يَمْلِكُ حِفْظَ الْمَسْخُوحِ وَكَانَ يَحْفَظُ الشَّيْءَ فَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُ مَسْخُوحٌ لَمْ يَنْفَعُهُ - وَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ إِذْ سَمِعُوهُ مِنْهُ أَنَّهُ مَسْخُوحٌ لَمْ يَقْصُرُوا - وَآخِرُ مَا بَيَّعَ لَمْ يَكُنْ عَلَى اللَّهِ وَلَا عَلَى رَسُولِهِ مَبْغِضٌ لِلْكَذِبِ خَوْفًا مِنَ اللَّهِ وَتَقْلِيدًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَلَمْ يَرْيَهُمْ بَلْ حَفِظَ مَا تَمَّعَ عَلَيْهِ وَفَجَّهَ حُجَّاءَهُمْ عَلَى سَمْعِهِمْ لَمْ يَنْزِدْ فِيهِ وَلَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ فَهُوَ حَفِظَ الشَّيْءَ فَمِثْلُ هُمْ وَحَفِظَ الْمَسْخُوحَ فَجَنَّبَ عَنْهُ - وَهَذِهِ الْخَامِسُ وَالْعَامَّةُ وَالْحُكْمُ وَالْمُتَشَابِهَةُ تَوَصَّعَ كُلُّ شَيْءٍ تَوَصَّعَةً وَكَانَ كَأَن يَكُونُ مِنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الْكَذِبُ لَهُ وَجَنَابُ

نے کسی بات کا حکم دیا تھا۔ لیکن پھر حضرت نے اس بات سے منع فرما دیا مگر ان لوگوں نے حضرت کے منع کو نہیں جانا۔ یا حضرت سے سنا کہ کسی بات سے منع فرماتے ہیں۔ پھر حضرت نے اس کا حکم دے دیا مگر ان لوگوں نے حضرت کی اجازت کی خبر نہیں سنی تو منسوخ بات ان کے ذہن میں رہ گئی اور ناسخ کا انھیں علم ہی نہیں ہوا۔ اب اگر ان کو خبر ہو جاتی کہ جس حدیث کو انھوں نے یاد کیا ہے وہ منسوخ ہو چکی ہے تو وہ ہی اس کو چھوڑ دیتے۔ اور جن مسلمانوں نے ان راویوں سے اس حدیث کو سنا انھیں معلوم ہو جاتا کہ حضرت اس کو منسوخ فرما چکے ہیں تو وہ لوگ بھی اس حدیث کو ترک کر دیتے۔ اب صرف جو تہی قسم کے راویان حدیث رہ گئے جنھوں نے کبھی رسول پر جھوٹ نہیں باندھا ان حضرات کی طرف کسی غلط فہمی کی نسبت دی بلکہ اللہ کے خوف اور رسول اللہ کی تعظیم کے خیال سے وہ جھوٹ کے شدید دشمن رہے۔ اور انھوں نے حدیث کے یاد رکھنے میں غلطی بھی نہیں کی۔ بلکہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا اسی طرح اس کو یاد رکھا۔ اور اسی طرح اس کو بیان کیا جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ اس میں نذرہ برابر بڑھا یا نہ تلی برابر اس سے کم کیا۔ انھوں نے ناسخ کو یاد رکھا اور اس پر عمل کیا اور منسوخ کو بھی محفوظ رکھا اور اسے ملحہ رہے۔ خاص و عام دھمک و تشاہد کو بھی پہچانا اور ہر حدیث کو اسکی اصلی جگہ پر رکھا۔ کسی میں کوئی تیز نہیں کیا۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کلام ہوتا اسکی دو صورتیں ہوتیں۔ ایک کلام خاص ہوتا دوسرا کلام عام۔ اب اس کلام کو ایسے لوگ بھی منسوخ جو یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس سے خدا یا رسول اللہ کا کیا مقصود ہے اس سبب سے

فَكَلا مَحْضًا وَ
عَلَامَةً عَامَةً فَيَتَعَمَّهُ
مَنْ لَا يَعْرِفُ مَا
عَنِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ بِهِ
وَلَا مَا عَنِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فَيَعْبَهُ الشَّامِعُ
وَيُوجِّهُهُ عَلَى غَيْرِ
مَعْرِفَةٍ بِمَعْنَاهُ وَ مَا
قُصِدَ بِهِ وَ مَا خَرَجَ
مِنْ أَجْلِهِ وَ لَيْسَ كُلُّ
أَصْحَابٍ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ
يَسْأَلُهُ وَ يَسْتَفْهِمُهُ
حَتَّى أَنْ كَانُوا يُخَيَّرُونَ
أَنْ يَجِئُوا بِالْأَمْرِ إِلَى
الطَّائِفَةِ فَيَسْأَلُوهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ
حَتَّى يَتَعَمَّوْا وَ كَانَ
لَا يَمْسُرُ بَيْنَ مِنْ ذَالِكَ
شَيْئٍ إِلَّا سَأَلَتْهُ
عَنْهُ وَ حَفِظَتْهُ
فَلِذَا وَجَّوْهُهُ مَا عَلَيْهِ

النَّاسُ فِي
اِخْتِلَافِهِمْ
وَعَلَيْهِمْ
فِي سَادَاتِهِمْ
رَفْعُ الْبَلَدِ عَنْهُ
مَطْبُوعٌ مِصْر
جلد ۱ ص ۲۴۹

وہ لوگ اُس کلام کا وہ مطلب خیال کرتے جو خدا اور رسول کا مقصود نہ ہوتا اور
اصحاب رسول اللہ سے سب لوگ اس قابل بھی نہ تھے کہ حضرت سے کوئی بات
پر بوجھتے یا کسی امر کو دریافت کرتے بلکہ اس تمنا میں رہتے تھے کہ کوئی
اعرابی یا فوارد آجائے اور حضرت سے کوئی بات پرچھے تو وہ لوگ بھی سُن لیں مگر
میری حالت یہ تھی کہ جو بات پیش آتی اسکے متعلق حضرت سے ضرور دریافت کر لیتا
اور اُسی طرح یاد رکھتا۔ غرض حضرت کی حدیثوں کے متعلق جو اس قدر اختلافات
ہیں اُن کے اسباب و دلائل یہی ہیں جو میں نے بیان کئے۔

حضرت کے اس کلام مبارک سے حسب ذیل فائدے حاصل ہوئے (۱) حضرت امیر المومنین
کے زمانہ ہی میں احادیث میں اس کثرت سے اختلافات و تغیرات پیدا ہو گئے تھے کہ لوگوں
کو حضرت سے اسکی وجہ دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی (۲) حضرت رسول خدا صلعم کے زمانہ
ہی میں صحابہ نے جھوٹی حدیثیں بیان کرنی اور حضرت پر کذب و افتراء کا پل باندھنا شروع
کر دیا تھا جس پر مجبور ہو کر آنحضرت نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے حلقہ میں کھڑے ہو کر
خطبہ ارشاد فرمایا جس میں صاف صاف فرمایا کہ جو شخص میری طرف جھوٹی حدیث کی نسبت
دے گا وہ جہنم میں جایگا لے (۳) چار قسم کے لوگوں نے آنحضرت کی حدیثیں لوگوں سے
بیان کیں اُن میں اول نمبر پر وہ صحابہ تھے جو ظاہر میں مسلمان اور دل سے منافق تھے
وہ اپنے مصنوعی اسلام اور زبانی ایمان سے لوگوں کو دھوکا فریب دیتے رہتے تھے اور آنحضرت
کے بعد بھی باقی رہے تو ہر طرف جھوٹی اور وضعی حدیثوں کے جال پھیلا دیئے (۴) حضرت
رسول خدا صلعم کے بعد جو صاحب اقتدار حضرات ہوئے اُن کے پاس یہ منافقین پہنچے اور
ان جھوٹی حدیثوں اور افتراء و بہتان کی روایتوں سے ان کی بڑی قدر و منزلت ہوئی
اُن کو بڑے بڑے انعام دیئے گئے اور چونکہ ان لوگوں کے قبضہ میں دنیا تھی اس لیے

لے جلیل القدر عالم مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدر آبادی لکھتے ہیں :-
”من کذب عسلی متعمداً فلیتبعوا مقعداً من النار۔ جو شخص جان
بوجھ کر کذب پر جھوٹ لگا دے وہ دوزخ میں جو اُس کا ٹھکانا ہے اُس میں اُترے۔ اس
حدیث کو بہت علماء نے متواتر کہا ہے“ (انوار اللغۃ پارہ ۲ ص ۶۹)

انہوں نے ان منافقین کو مختلف مقامات کی حکومتیں بھی دے دیں۔ اور مسلمانوں پر انکو امیر بھی مقرر کر دیا۔ اس کا نتیجہ واضح ہے کہ جب ہر طرف جھوٹی حدیث اور وضعی روایتیں گڑھنے والے منافقین ہی کی حکومت قائم ہو گئی تو ان شہروں، قبیلوں اور دیہاتوں کے باشندے بھی صرف جھوٹی اور وضعی ہی حدیثیں سنتے تھے کیونکہ ان کے حاکم وہی منافقین تھے جو آنحضرت پر جھوٹ داغوا کرتے اور اسی کے صلہ میں حکومت پر فائز ہوئے تھے۔

۵، دوسری قسم کے وہ لوگ تھے جنہوں نے آنحضرتؐ کی اصلی حدیث بھلا دی اور غلط حدیث لوگوں میں پھیلا دی (۶) تیسری قسم کے وہ لوگ تھے جنہوں نے صرف منسوخ کو سنا اور ناسخ کو نہیں سنا۔ اس وجہ سے لوگوں میں وہ بات پھیل گئی جسکو حضرتؐ ہی نے اپنے زمانہ میں منسوخ کر دیا تھا۔ اور مسلمانوں کو اس کے منسوخ ہو جانے کی خبر ہی نہیں ہو سکی (۷) صرف ایک (چوتھی) قسم کے لوگ ایسے رہے جنہوں نے صحیح حدیث لوگوں تک پہنچائی اُنکی قلت واضح ہے۔

۵، مذکور بالا کلام کی شرح میں علامہ جلیل القدر ابن الحدید معترزی نے لکھا ہے :-

حضرت امیر المؤمنینؑ کی تقسیم بالکل صحیح ہے کیونکہ حضرت رسولؐ خدا صلعم کے زمانہ میں حضرتؐ کے صحابہ سے بہت لوگ منافقین تھے جو حضرتؐ کے بعد بھی باقی رہے اور یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ حضرتؐ کے انتقال پر نفاق کی موت بھی آگئی (بلکہ نفاق تو اسی طرح قائم اور منافقین زندہ رہے) ... اور آنحضرتؐ کے بعد جو صاحب مسلمانوں کے حاکم بنے وہ سب لوگوں کو رواداری نرمی اور ملایمت کے دوش پر چڑھائے اور انکے ظاہری ظلم کے مطابق ان سے بڑاؤ کرتے رہے ... اور چونکہ آنحضرتؐ صلعم کے بعد حضرتؐ کے خلفاء نے ان منافقین سے چشم پوشی اختیار کی اس وجہ سے ان کا چرچہ بھی خائب ہو گیا ... اس کے بعد ان لوگوں پر شہروں کی فتوحات اور مال و متاع کی بھرا کا دروازہ کھل گیا تو وہ لوگ اپنی ان حرکتوں سے جو حضرت رسولؐ خدا صلعم کے زمانہ میں کرتے تھے باز رہے اور انہیں دنیوی چمک دمک میں پھنس گئے۔ اور ان منافقین کو خلفاء نے سرداروں اور حاکموں کے ساتھ روم و عجم کے شہروں کی طرف روانہ کیا تو

ان هذا التقسيم
صحیح وقد كان
في ايام الرسول
منافقون وبقوا
بعد ذلك وليس يمكن
ان يقال ان النفاق
مات بموته
وصاء المتولي للامم
بعد ذلك يحمل الناس
كلهم على كاهل
الجماعة ويعاملهم
بالظاهر ...
ولسكوت الخلفاء

دنیا (پرستی) نے ان لوگوں کا منہ ان شرارتوں کی طرف سے جو یہ سخت رسول خدا صلعم کی زندگی میں کرتے رہتے تھے دوسرے امور کی طرف (موڑ دیا... مختصر یہ کہ جب یہ لوگ اپنے حال پر چھوڑ دیے گئے تو انھوں نے بھی اپنا اتفاق ظاہر کرنا موقوف کر دیا۔ اور جب ان کی طرف سے خاموشی اختیار کر لی گئی تو انھوں نے بھی اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے سکوت کر لیا۔ البتہ ان لوگوں کے بعض مخفی کمزور فریب کی ریشہ دوانیاں باقی رہیں جن پر یہ براہِ عمل کرتے رہے جیسے وضعی حدیثوں کی ایجاد اور غلط یا جھوٹی روایتوں کی اشاعت جس کی طرف حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے کیونکہ حضرت رسول خدا صلعم کی حدیثوں میں بکثرت کذب افزا کی آمیزش ہو گئی جو ایسے لوگوں کی طرف سے گڑھی گئیں جو بدعت عقیدہ کے نہیں تھے اور ان حدیثوں سے ان منافقین کا مقصد لوگوں کو گمراہ اور ان کے دلوں اور عقیدوں کو بھٹکانا تھا۔ اور بعض لوگوں کی غرض ان جعلی حدیثوں سے یہ تھی کہ کسی جماعت کی عزت زیادہ اور شان بلند کر دیں تاکہ ان کی اس خوشامد کے ذریعہ سے ان (حدیث گڑھنے والوں) کا مطلب پورا ہو جائے اور ان کے دنیوی کام بن جائیں۔ اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ خاص کر مومنین کے زمانہ میں اس عنوان کی جعلی حدیثیں بہت کثرت سے گڑھ لی گئیں۔ اور صحیح حدیثین علم حدیث میں ماہر تھے وہ ان باتوں کی طرف سے خاموش نہیں رہے بلکہ انھوں نے اکثر ایسی وضعی حدیثوں کو ذکر کر دیا اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ یہ سب بنائی ہوئی ہیں اور ان کے روایت کرنے والے لائق اعتبار و قابلِ وثوق نہیں ہیں مگر یہ بات بھی ہے کہ محدثین صرف ان لوگوں ہی پر اعتراض کر سکے ہیں جو صحابہ کے بعد ہوئے رک ان کی وضعی حدیثوں کو

عنہم بعدہ خلع کریم
... شتم نقت علیہم
البلاد وکثرت النشائم
فاشتغلوا بها عن الحزائم
التي كانوا يعتدونها
ايام رسول الله و
بعثهم الخلفاء مع الامراء
الى بلاد فارس والهم
فالتهم الدنيا عن
الامور التي كانت
تنفعهم منهم في حياة
رسول الله ...
وبالجملۃ لما تروا
تروا وحيث سكت
عنهم سكتوا عن الاسلام
واهلكه الا في دميصة
خفية يعلو لها غول الكذب
الذي اشار اليه
امير المومنين عليه
السلام فاندخلوا
الحديث كذب كثير
صد عن قوم غير
صحيحي العقيد
قصدا واجبا للاضلال

بیان کر کے کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے بہت برا کیا جو ایسی چیزیں وضع کیں، لیکن صحابہ (سے جن لوگوں نے یہ حرکتیں کیں کہ جھوٹی حدیثیں بنا بنا کر سب لوگوں میں پھیلادی ہیں ان) کے بارے میں کسی کو بولنے کی جرأت نہیں ہوتی کیونکہ ”صحابی“ لفظ ہے جو کسی محدث کو ان کے متعلق زبان تک کھولنے نہیں دیتا۔ اب اگر تم پوچھو کہ وہ بیشواہان ضلالت کون ہیں جن کا ذکر یہاں کیا گیا

۱۔ حالانکہ صحابہ کے متعلق بھی مذمت کی اتنی حد نہیں بہتر کتابوں میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو جو لوگ آنے والے تھے ان سے بھی زیادہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں بُرے تھے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کریں گے مگر صحابہ سے کچھ ایسے لوگ بھی ہو گئے کہ آنحضرت کی شفاعت کرنا کیسا حضرت اُن کا منہ تک نہیں دیکھیں گے اور نہ اپنا منہ اُن کو دکھائیں گے۔ جناب مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدر آبادی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ان من اصحابی من لا اساء ولا یس اتی بعد ان اموت ابد۱۔ میرے اصحاب میں سے بعض ایسے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد نہ میں اُنکو دیکھوں گا نہ وہ مجھ کو دیکھیں گے۔ یہ حدیث سن کر حضرت عمرؓ ڈرتے ہوئے بی بی ام سلمہؓ پاس آئے اور کہنے لگے تم کو خدا کی قسم کیا میں بھی ان اصحاب میں سے ہوں؟ انھوں نے کہا نہیں۔ اور اب تمہارے بعد میں کسی کو ایسا نہ کہوں گی۔ اس کی براہِ بیان نہ کروں گی کیونکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ اُن میں سے ہے یا نہیں“

(انوار اللغۃ مطبوعہ بنگلور پارہ ۱۴ ص ۱۸) اسی طرح حدیث حوض

سے ان لوگوں کا مرتبہ ہوتا بھی ثابت ہوتا ہے ۱۲۔

وتغیبط القلوب بالعقائب
وقصد بہ بعضهم
التنویہ بذکر قوم
کان لهم فی التنویہ
بذکرهم غرض
وہیوی۔ وقد قیل
انہ افتعل فی ایام
معاویۃ خاصۃ حدث
کثیر علی هذا الوجه
ولم یسکت المحدثون
اللاسخون فی علم الحاشیۃ
من هذا بل ذکر اکثر
من هذه الاحادیث
الموضوعة وبنوا
وضعها وان سوطھا
غیر موثوق بہم الا
ان المحدثین انما
یطعنون فیما دون
طبقة الصحابة ولا
یتجاسرون فی الطعن
علی احد من الصحابة
لان علیہ لفظ الصحبة
... فان قلت منہم
ائمة الضلالة الذین

جو داعیانِ جہنم بھی ہیں اور جن کے دربار میں پہنچ کر وہ منافقین جنہوں نے حضرت رسولؐ کو مسلم کو دیکھا اور حضرت کے صحابی ہونے کا اثر حاصل کیا تھا اختر اور ہبتان کا انبار لگا کر مقرب بارگاہ ہو گئے۔ اور کیا حضرت امیر المومنین ؑ کا یہ کلام شیعوں کے (اس) اعتقاد و قول کی صریح تصدیق نہیں ہے (جو وہ خلفائے ثلاثہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہی ائمہ ضلالت تھے) تو میں کہوں گا کہ جو تم نے گمان کیا اور جو شیعہ کہتے ہیں وہ بات نہیں ہے بلکہ حضرت امیر المومنین کا مقصود ان ائمہ ضلالت سے موویہ و عمرو عاص اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی میں ان لوگوں کی پیروی کی ہے ... اور علماء و محدثین

لیکن علامہ موصوف کا یہ جواب عربی قاعدہ اور سیاق کلام کی حیثیت سے درست نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ”ائمہ ضلالت“ صیغہ جمع ہے جس کے لئے کم از کم تین صاحبوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور موویہ کا ایک ہونا واضح ہے۔ رہا عمرو عاص تو وہ موویہ کا ماتحت تھا وہ ائمہ ضلالت میں کیونکر داخل ہو سکتا ہے اور اس کا یا ان دونوں کی پیروی کرنے والوں کا دربار کہاں تھا جہاں وہ منافقین مقرب بارگاہ ہیں اور حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ وہ منافقین باقی رہے اور حضرت رسولؐ اسلام کے بعد جو ائمہ ضلالت منکر ہوئے ان کے دربار میں مقرب بارگاہ ہے ۱۲

یتقرب الیہم الذین یقولون الذین
سأول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وصحبہ للزور والہتاک وھل ھذا
الاتصایم بما تنکرہ الامامیۃ و
تعتقدہ قلت لیس الامام کا مانتت
وظنوا وانا یعنی معویہ و عمرو بن
العاص ومن شالیہما علی الضلال
... وقد ساء من ان اباجہ محمد
بن علی الباقر علیہ السلام قال
بعض اصحابہ یا فلان ما یقیمنا
من ظلم قریش ایا نا و تظاہرہم
علینا وما لقی شیعتنا و محبونا من
الناس ان رسول اللہ قبض وقد
اخبارنا اولی الناس بالناس تہا لکن
علینا قریش حتی اخرجت الامام
من مہدہ نہ واحتجت الانصار بمعنا
وحجتنا شہر تد اولہا قریش واحد
بعد واحد حتی رھت الینا فنکلت
بیعتنا ونصبت الحرب لنا ولم
یہزل صاحب الامام فی صعود کوفہ
حتی قتل نبویع الحسن ابنہ و عوہد
شمر خد سبہ واسلم و وثب علیہ
اہل العراق حتی طعن مخنجر فی جنبہ
و خبت عسکرہ و عولجت خلا خیل

نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے بعض اصحاب سے فرماتے تھے اے بھائی قریش نے ہم لوگوں پر جو ظلم کیا اور ہم لوگوں کے خلاف ایسا کیا کہ جس طرح ان لوگوں نے ہیں ستایا اور ہمارے شیعوں اور دوستوں پر ایسا کیا ہے جو جو مظالم کئے (اسکی داستان بہت طویل ہے) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال سے پہلے فرمادیا تھا کہ مسلمانوں کی حکومت کا حق سب سے زیادہ ہم لوگوں کا ہے مگر قریش ہم لوگوں کے خلاف ایک ہو گئے اور انھوں نے اس حکومت کو اسکی اصلی جگہ سے نکال لیا حالانکہ انصار نے بھی ہم لوگوں کے حق اور حجت پر ان سے بحث کی (مگر سب بیکار)۔ پھر قریش یکے بعد دیگرے اس خلافت کو اپنے ہی میں گھیرے رہے یہاں تک کہ (چچی مرتبہ یحییٰ ہم لوگوں کی طرف پلٹی حضرت امیر المومنین ظاہری خلیفہ ہوئے) مگر فوراً ہی حضرت کی میت توڑ اور ہم لوگوں کے خلاف جنگ (جہل و صفین) چھیڑ دی گئی۔ غرض ہم میں کے ظاہری خلیفہ حضرت امیر المومنین (برابر رنج و مصیبت ہی کی حکومت میں مبتلا رہے یہاں تک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند امام حسن کی بیعت کی گئی اور حضرت سے معاہدہ بھی کیا گیا مگر پھر حضرت کے ساتھ بھی غداری برپا ہو گئی حضرت سے منہ موڑ لیا گیا اور عراق و اہل و انساب نے حضرت پر

اھانت و اولادہ فوادع معاویۃ و حقن دمہ و دماء اھل بیتہ و ہمہ قلیل حق قلیل ثم بايع الحسين علیہ السلام من اھل لعراق عشرون الفاً ثم غدا و ابہ و خرجوا علیہ و بیعتہ فی اعناقہم و قتلوہ ثم لحنزل اھل الیبت نستیدل و نستضام و نقصر و نمتھن و نخرم و نقتل و نغاث و لاناً من علی و ما ثنا و دماء اولیاءنا و وجدا الکاذبون الجاحدون لکذبہم و نخر دھم موضعاً یقر بون بہ الی اولیائہم و قضاۃ السوء و عمال السوء فی کل بلدۃ فخذوہم بالاحادیث الموضوۃ المکذوبۃ و سروا عناما لم نقلہ و ما لم نفعلہ لیبغضونا الی الناس و کان عظم ذلک و کبروانہ من معویۃ بعد موت الحسن علیہ السلام فقتلت شیعتنا بکل بلدۃ و قطعت الایدی واکسرجل علی الظنۃ و کان من ینذکر مجنونا و الاقطاع الیناجح و نھب مالہ و اھدمت دارہ۔ ثم لم ینزل البلاء یشدد و ینداد الی نہ مان سبیلہ بن نہ یاد قاتل الحسین علیہ السلام۔ ثم جاء الجحاج فقتلہم کل قتلۃ و اخذہم

لکل ظنۃ وحقۃ حتی ان الرجل
 یقال له نہ ندیق او کانہ احبابیہ
 من ان یقال شیعة علی وحتی صا
 الرجل الذی یدکر بالخیر وعلہ
 یکن وسعاصد وقایحدث باحد
 عظیمۃ عجیبۃ من تفصیل بعض من
 قد سلف من الوکالۃ - ولہم یخلق
 اللہ تعالیٰ شیئاً منہا ولا کانت
 ولا وقعت وهو یحسب انہا حق لکثرة
 من قد رواہا من لم یعد بکذب
 ولا بقتلہ وسع (شرح فتح المبلغہ
 اشعلامہ ابن الحدید مطبوعہ مصر
 جلد ۳ ص ۱۵)

حملہ بھی کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرتؓ کے پہلو میں خنجر
 مار کر حضرتؓ کو زخمی کر دیا۔ حضرتؓ کا لشکر وٹ لیا
 گیا اور حضرتؓ کی عمروں کے زور چھین لے گئے
 جس کے بعد حضرتؓ نے مموہ سے صلح کر لی اور اس
 طرح اپنا اور اپنے المہیت کا خون بچا لیا۔ حالانکہ
 یہ لوگ کم بہت ہی کم تھے۔ پھر عراق وادوں سے
 بیس ہزار آدمیوں نے حضرتؓ امام حسین علیہ السلام کی
 بیعت کی مگر فوراً ہی حضرتؓ کے ساتھ بھی خدا کی
 کی حضرتؓ کی بیعت اپنی گردن میں رکھنے کے بعد
 وہی لوگ حضرتؓ سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے اور
 حضرتؓ کو قتل کر ڈالا۔ پھر قہر، المہیت برا بڑیل
 مظلوم، آوارہ وطن حقیر۔ اپنے حقوق سے محروم۔
 اور قتل کئے جاتے رہے۔ ہم لوگوں کی زندگی خون

وہیم میں بسر ہوتی رہی اور ہمیں نہ اپنے ہی خون محفوظ رہنے کا اطمینان تھا نہ اپنے دوستوں
 ہی کے خون کا۔ اور جھوٹے لوگ جو ہمارے فضائل سے انکار ہی کرتے رہنے پر تے ہوئے
 تھے اپنے جھوٹ اور انکار کے ذریعہ سے ہر شہر میں اپنے دایوں برے قاصیوں اور ظالم
 حاکموں کے پاس پہنچ کر جگہ پاتے رہے جہاں ان کی خوب آؤ بھگت ہوتی اور وہ مقرب بارگاہ
 بنائے جاتے تھے۔ پس یہ لوگ ان حاکموں سے جھوٹی اور گراہی ہوئی حدیثیں بیان کرتے
 اور ہم سے وہ حدیثیں روایت کرتے جو ہم کبھی بھی نہیں کہی تھیں اور ہماری طرف ان
 باتوں کی نسبت دیتے جو ہم نے کی ہی نہیں تھیں تاکہ یہ لوگ ہمیں مسلمانوں کی نظر میں قابل
 نفرت بنا دیں۔ یہ مصیبت سب سے زیادہ مموہ کے زمانہ میں حضرتؓ امام حسن علیہ السلام
 کے بعد نازل ہوئی کہ اس زمانہ میں ہمارے شیعہ ہر شہر میں قتل کئے گئے اور صرت شیعہ
 پر ہمارے دوستوں کے ہاتھ پاؤں تک کاٹ دیئے جاتے اور جس شخص کو کوئی کہہ دیتا کہ وہ
 ہمیں دوست رکھتا ہے یا ہمارے لگاؤ کا ہے وہ فوراً قید کر لیا جاتا تو اس کا کل مال وٹ

لیا جاتا اور اُس کا مکان ڈھا دیا جاتا۔ غرض یہ آنت و مصیبت حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتل ابن زیاد کے زمانہ تک ترقی ہی کرتی رہی۔ پھر حجاج کا دور شروع ہوا اُس نے توان لوگوں کو اور زیادہ بے دردی سے قتل کرنا اور بات بات پر تباہ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ بہت ہموچ گئی کہ کوئی شخص کافر اور زندقہ ہوتا تو اُس کو اس سے بھی اتنی دشمنی نہ ہوتی جس قدر حضرت علیؑ کے شیعتوں کی ہوتی تھی۔ حد ہو گئی کہ کبھی کوئی شخص جو بھلائی سے یاد کیا جاتا اور غالباً متقی سمجھا جاتا سابق حاکموں کی نفیست میں ایسی عجیب و غریب حدیثیں بیان کرتا جن سے ایک بھی بھی نہیں ہوتی اور وہ گمان کرتا کہ وہ حدیثیں سچی ہیں کیونکہ ان حدیثوں کو اس کثرت سے دوز ایسے راوی بیان کرتے جو نہ جھوٹے سمجھے جاتے اور نہ جھکے (درجہ کے متقی و اہل حق) جو حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

غلام حدیثوں کے متعلق حضرت رسولؐ کا ارشاد

مشہور کر دیا کہ آنحضرتؐ نے یہ فرمایا ہے ان کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت پریشان رہتے تھے۔ امام بخاری نے ایک باب ہی اس مضمون کا قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

| | |
|---------------------------------------------|--------------------------------|
| بابُ إِشْعَرٍ مِّنْ كَذَبِ عَلَى النَّبِيِّ | حضرت رسولؐ کی طرف جھوٹی حدیثوں |
| صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | کی نسبت دینے کے گناہ کا باب |

اس ذیل میں حسب ذیل حدیثیں قابل توجہ ہیں۔

| | |
|-----------------------------------------|-------------------------------------------------|
| قَالَ النَّبِيُّ لَا تَصْنَعُوا كَذِبًا | حضرت رسولؐ نے فرمایا اسے صحابہ! تم |
| فَيَا ثَمَّةُ مَن كَذَبَ عَلَى | لوگ میرے اوپر جھوٹ نہ باندھا کر دیکھو کہ جو |
| فَلْيَلِجِ النَّارَ | شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا |

اس میں حضرت صامت صامت اس زمانہ کے مسلمانوں کو جو حضرتؐ کے جلیل القدر صحابہ تھے جھوٹی حدیثیں بیان کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

| | |
|------------------------------------|--------------------------------------------------------------|
| قُلْتُ لَفَزِيْرَانِي لَا يَسْمَعُ | ایک راوی نے زبیر سے پوچھا کہ جس طرح فلاں اور فلاں |
| خَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ | حدیثیں بیان کرتے ہیں تم بھی حضرت رسولؐ کی حدیثیں |
| كَمَا يَخْدُثُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ | کیوں بیان نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا سنو! میں حضرتؐ |
| قَالَ أَمَانِي لَمْ أَفَارِقْهُ | سے کبھی جدا نہیں ہوا لیکن حضرتؐ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ |

وَلَكِنْ سَمِعْتَهُ يَقُولُ مَنْ كَذَبَ
عَلَيَّ فَلْيَتَّبِعُونَا مُقَعَّدًا مِنَ النَّارِ

اس حدیث میں متھم کی شرط نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ حدیث میں اتنی احتیاط کرنی چاہیے کہ بغیر قصد بھی حضرت کی طرف غلط حدیث نہ منسوب ہو جائے۔ اسکے بعد متھم اولی حدیث یہ ہے:

قَالَ النَّاسُ اِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي اِنْ اَحَدٌ نَكَمَ
حَدِيثًا كَثِيرًا اِنْ اَتَيْتُ لَمْ يَنْصُرْ
تَعِدْ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَّبِعُوا مُقَعَّدًا
مِنَ النَّارِ۔

اسی معنی میں یہ حدیث بھی ہے۔

عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَقُولُ
مَنْ يَقْلُ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقْلُ
فَلْيَتَّبِعُونَا مُقَعَّدًا مِنَ النَّارِ
ٹھکانا جہنم میں قرار دے۔

سہ بیان کرتے تھے کہ میں نے سنا حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص میرے متعلق ایسی بات
بیان کرے جو میں نہیں کہی ہے اُسے چاہئے کہ اپنا
یہ حدیث صحیح بخاری کتاب العلم پارہ اول مطبوعہ دہلی ۱۰۲۱ھ سے نقل کی گئی ہیں۔

حضرت ہی کی یہ تاکید بھی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ
دَجَالَتَانِ هَذَابُونَ يَأْتُونُكُمْ
مِنَ الْاَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا اَنْتُمْ
وَلَا آبَاؤُكُمْ فَاِيَاكُمْ وَاِيَاهُمْ
لَا يُفْلِتُوكُمْ وَلَا يَقْتُلُوكُمْ
(مشکوٰۃ باب الاعتصام جلد ۱ ص ۱۱۷)

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں
ایسے فریب دیئے والے جوڑے لوگ ہونگے جو تمہارا
پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جو تم نے سنی ہوگی
اور نہ تمہارا۔ پس تم ان سے بچنا اور اُن کو اپنے سے بچانا۔ دیکھو وہ لوگ تمہیں
گمراہ نہ کر دیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اس حدیث پر یہ حاشیہ بھی مرقوم ہے مقصود یہ ہے کہ احتیاط کر دو دین کے لینے میں اور پرہیز
کر دو محبت بدعتیوں کی سے اور غلط کرنے سے ساتھ اُن کے خصوصاً اُن سے کہ دعویٰ جھوٹا رکھیں۔
چوں بسا البیس آدم روئے هست : پس ہر دستے بنایداد دست (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۱۷)

یہ حدیث بھی اُسی زمانہ سے متعلق ہے جو آنحضرت مسلم کے بعد ہی شروع ہو گیا تھا۔ اور
 دو جالوں کذا ابوں سے وہی لوگ مراد ہیں جو آنحضرت مسلم کے بعد ہی شروع ہوئے تھے لیکن
 دو جالوں کذا ابوں سے وہی لوگ مراد ہیں جو آنحضرت مسلم کے بعد ہی حدیثیں گراہ گراہ کر
 خلفاء کے درباروں میں تقرب پیدا کر لیتے تھے۔ آخر زمانہ کے لوگ اس سے مقصود نہیں ہو سکتے
 اس لئے کہ آنحضرت مسلم صحابہ سے فرماتے ہیں کہ وہ دو جالوں کذا ابوں تم لوگوں کے پاس ایسی
 حدیثیں لائیں گے جو تم نے نہیں سنی ہو گی اگر اس سے مراد واقعی آخر زمانہ یا قیامت کے قریب
 زمانہ کے لوگ ہوتے تو حضرت یہ نہ فرماتے کہ وہ لوگ تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے۔
 کیونکہ صحابہ اُس وقت کہاں رہیں گے کہ داضمین حدیث وہ حدیث ان کے پاس لائیں گے؟
 اسکے بعد آنحضرت مسلم کا ان صحابہ غائبین کو تاکید کرنا کہ تم ان سے خوب بچنا اور اُن کو اپنے
 سے خوب بچانا۔ دیکھو وہ لوگ تمہیں گراہ نہ کر دیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ بھی ثابت
 کرتا ہے کہ یہ حدیث ان دضاموں کے متعلق ہے جنہوں نے آنحضرت مسلم کے آنکھ بند کرتے
 ہی غلط حدیثیں بنا کر شروع کر دی تھیں۔ اسی سبب سے حضرت یہ بھی فرماتے تھے۔

إِنَّا كُنَّا وَفِيْنَا ثَاتِ الْأَمْوِيَّةِ فَإِنَّ
 كُلَّ مُحَدِّثٍ يَذْهَبُ وَكُلُّ يَذْهَبُ
 فَسَلَّالَةً (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۷۷)

تم لوگ نئی نئی (گڑھی ہوئی) باتوں سے بچو کیونکہ
 جو نئی بات ہے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت
 گمراہی ہے۔

حضرت رسول خدا مسلم کے زمانہ میں صحابہ آنحضرت سے سوال کرتے تھے کہ کچھ آدمیوں کی ابھی باتیں
 لکھ لیں (تا کہ ان پر عمل کر سکیں یا ان سے فائدہ حاصل کیا کر سکیں) تو حضرت اُس سے بھی
 منع فرماتے تھے اور اپنے بڑے سے بڑے صحابی کو بھی ان کی اس تمنا اور کوشش پر
 ڈانٹ دیتے تھے۔ مثلاً

| | |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| عن جابر عن النبی حین اتاہ عمار فقال اناسمیع احادیث من یہود و نصاری افترسے ان نکتہ بے ضما۔ فقال امتمو کون انتم | جناب جابر حضرت رسول خدا مسلم سے روایت کرتے تھے کہ جب آنحضرت مسلم کے پاس حضرت عمار آئے اور کہا یا حضرت ہم لوگ یہودیوں سے حدیثیں سنتے ہیں تو وہ ہمیں ابھی گنتی ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے ہم لوگ ان کی حدیثوں کو لکھ لیں؟ حضرت نے فرمایا کیا تم بھی ویسے ہی حیران ہو جیسے یہودیوں نے حیران ہیں |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

کما تھوکت الیہود والنصارى | میں تو تم لوگوں کے پاس صاف اور روشن شریعت لایا ہوں
لقد جئکم بما یضاء نقیۃ علیہ | اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو انکو بھی میری ہی پیروی
کان یوئیا ما دسہ الا یتأخی | کرنی پڑتی۔

اس پر یہ حاشیہ بھی مرقوم ہے ”یعنی کیا تیجر ہو دین اسلام میں اس کو ناخص جانتے ہو
کہ محتاج اور دین کے ہوتلہ

ومن جاہر ان عمر بن الخطاب | جناب جاہر بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب
انے رسول اللہ ۷ بغیۃ من | قوامہ کا ایک نسخہ حضرت رسول خدا کے پاس لا کر کہنے لگے اے رسول خدا
التورۃ فقال یا رسول اللہ | یہ توراہ کا ایک نسخہ ہے۔ اس پر حضرت خاموش رہے
ہذا نسخۃ من التورۃ | مگر حضرت عمر نے اس کو بڑھنا بھی شروع کر دیا حضرت رسول خدا
فسکت - فجعل یقرء و وجہ | مسلم کا چہرہ مبارک اسے غصہ کے متغیر ہونے لگا حضرت
رسول اللہ ۷ یتغیر - فقال ابیک | ابو بکر نے ان سے کہا تم کرنے والی عورتیں تم کو گم کر رہی
تھکتک الشاکل ما ترے | حضرت رسول خدا ۷ صلعم کا چہرہ تم نہیں دیکھتے؟ اس
ما وجہ رسول اللہ ۷ نظر علیہ | پر حضرت عمر نے آنحضرت کے چہرے کی طرف نظر کی تو کہنے لگے

لہ جناب مولوی وحید الزماں صاحب حیدر آبادی لکھتے ہیں ”امتھو کون انتم کما تھوکت
الیہود والنصارى - تم بے پروا ہو کر ہلاکت میں جا بڑھنے والے ہو جیسے یہود اور
نصارے بڑ گئے۔ یا تم حیرت میں گرفتار ہو جانے والے ہو جیسے یہود اور نصارے اپنے
دینی اعتقادات میں حیرت اور پریشانی میں گرفتار ہو گئے۔ یہ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ سے
فرمایا جب وہ اہل کتاب کا ایک صحیفہ لکر اُس کو پڑھ رہے تھے ان عرأتہا بصیفة اخذھا
من بعض اهل الکتاب فغضب وقال امتھو کون فیما یا بن الخطاب حضرت عمرؓ ایک صحیفہ اہل
کتاب سے لیکر آئے۔ اُس کو آنحضرتؐ کے سامنے پڑھ رہے تھے۔ آپ کو غصہ آگیا۔ فرمانے لگے اُن
کے بیٹے کیا تم حیرت میں پڑا چاہتے ہو یا بے پروائی سے اُس میں گونا گونا جانتے ہو۔ دیکھو جو شریعت
میں لایا ہوں وہ ذرا سی سفید صاف ہے۔ اب اگلی شریعتوں کی حاجت ہمیں رہی۔ اُس میں
بہت سی باتیں غلط لوگوں نے ظاہر کر دیا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اسلام
کا بھی حال یہی ہو گیا ہے۔ یہود اور نصارے سے زیادہ مسلمانوں نے اپنے دین کو خراب کر دیا

میں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں نے خوشی سے اللہ کو رب۔ اسلام کو دین اور محمدؐ کو نبی مان لیا۔ مگر حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا قسم ہے اس مجبور کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے اگر حضرت موسیٰ اس وقت تم لوگوں پر ظاہر ہوں تو تم سب انھیں کی پیروی کرنے لگو گے اور مجھے چھوڑ دو گے اور یقیناً سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے حالانکہ اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو یقیناً وہ میری ہی پیروی کرتے۔

یہ امر قابل غور ہے کہ حضرت عمرؓ کا درجہ مسلمانوں نے بہت بڑا مانتا ہے۔ وہ آنحضرتؐ صلیم کے پیکار و راہ لاکر بڑھتے ہیں تو آنحضرتؐ صلیم ان سے خطاب کیے کرتے ہیں کہ اگر حضرت موسیٰ ظاہر ہوں تو تم مجھ کو چھوڑ دو گے اور ان کی پیروی کرنے لگو گے۔ پس جب آنحضرتؐ صلیم کو حضرت عمرؓ تک پر یہ اطمینان نہیں تھا کہ اسلام پر برابر قائم رہیں گے تو دوسرے صحابہ پر درجہ اوکھ نہیں ہوگا۔ پھر جب حضرت رسولؐ خدا صلیم کے انتقال پر ان صحابہ نے دیکھا کہ جھوٹی حدیثیں بنا کر حکام وقت کے خوش کرنے میں دنیوی ترقی اور عزت و جاہ سب ہی کچھ ہے تو وہ کیوں اس سے باز رہتے؟ اسی وجہ سے حضرت رسولؐ خدا صلیم نے بار بار ان صحابہ سے فرمایا تھا کہ مجھے تم لوگوں کی دنیا پرستی کا بڑا خوف ہے فرماتے تھے:-

خدا کی قسم مجھے ہمارے متعلق یہ خوف نہیں ہے کہ میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے البتہ اس کا ڈر رہتا ہے کہ میرے

رسول اللہؐ فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ۔ رضینا باللہ ربنا بالاسلام دینا و محمد نبیہا۔ فقال رسول اللہؐ والذی فی نفسی محمد یدلک لوبد الکلمہ موسیٰ فاتبعتموہ و ترکتمونی فی ضللتم عن سواء السبیل و لعلکم من مومنین حیا و ادراک نبوتی لا یتجفی مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۵۵)

وَ اِنِّیْ وَ اللّٰهُ مَا اَخَافُ غَلٰیظَکُمْ اَنْ تَشِیْخُوْا بَعْدَیْ وَ لٰکِنْ اَخَافُ

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱) ہزار ہا باتیں اپنی طرف سے دین میں شریک کر دی ہیں اور خالص سچے مسلمان حدیث اور قرآن پر چلنے والے بہت کم ہیں (انوار اللغۃ پ ۲ ص ۱۱)

جامہ اتار کر فارسی کا لباس پہنا دیا اور اس کا نیا نام تحفہ اثنا عشریہ رکھ کر تمام مشہور کر دیا کہ دیکھو میں نے کس قابلیت کی کتاب لکھی ہے اور شیعوں کی رد میں کتنا زبردست کام کیا ہے جس کا شل ہمارے علماء اعلام سے کوئی بھی پیش نہیں کر سکتا۔

مولوی صاحب - تم کیا کہتی ہو؟ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ بڑے زبردست عالم اور نہایت کامیاب محقق و مناظر تھے۔ اُن کا جواب آج تک ہندوستان میں کوئی بھی نہیں ہوا۔ وہ ایسی ذلیل حرکت نہیں کر سکتے تھے کہ دوسروں کی کتاب کا نام بدل کر اپنی طرف سے پیش کر دیں۔ چھی۔ چھی۔ چھی۔ یہ تو کوئی معمولی درجہ کا مولوی بھی نہیں کر سکتا۔ پھر ایسے زبردست عالم جن کی شہرت کا ڈھکا عراق۔ عرب۔ عجم تک بختا رہا کیسے اس کو پسند کرتے۔ تم رافضیوں کی باتیں بھی کیسے مضحکہ کی ہوتی ہیں۔ چانڈ و خانوں کی چھپوں اور تم لوگوں کے دعووں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

ہدایت خاتون - شاہ صاحب کچھ معصوم تو تھے نہیں۔ اپنی شہرت حاصل کرنے کے لئے اگر انھوں نے ایسا کیا اور اس کا ثبوت بھی موجود ہو تو اسکے قبول کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے **مولوی صاحب** - اچھا وہ ثبوت کیا ہے؟

ہدایت خاتون - خواجہ نصر اللہ صاحب کابلی کی کتاب صواعق موبقہ۔ کیونکہ خواجہ صاحب کا زمانہ شاہ صاحب سے پہلے گزرا ہے اور ان کی کتاب بھی تحفہ اثنا عشریہ سے پہلے لکھی گئی مگر اُس زمانہ میں بجا پہ خانہ نہیں تھا اس وجہ سے اُس وقت چھپ نہ سکی۔ اور چونکہ خواجہ صاحب مال و اقتدار میں کم تھے اس وجہ سے ان کی کتاب مشہور نہیں ہو سکی اور شاہ صاحب کے سر پر اس کتاب کی تصنیف کا سہرا باندھ دیا گیا۔

مولوی صاحب - مگر یہ کیوں نہیں بتاتی، مو کہ کیسے معلوم ہوا شاہ صاحب نے یہ کتاب صواعق کابلی سے سرقت کر کے لکھی ہے۔

ہدایت خاتون - جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ جب کتاب صواعق کابلی حضرات اہلسنت کی نظروں سے گزری اور لوگوں نے اُس کے مضامین کو ایک ہی جیسا پایا تو بڑی بڑی چہ می گوئیاں ہوئیں۔ سب لوگ تو شاہ صاحب کے مرید تھے ہی نہیں۔ انھوں نے شاہ صاحب کو بہت بدنام کیا کہ موصوف نے دوسرے کی محنت لیکر اپنا کمال دکھانے کی کوشش کی۔ اس پر

بڑی لے دے ہوئی۔ مسجد ارگوگوں کے طبقہ میں اسکی وجہ سے شاہ صاحب بہت ذلیل ہو کر **مولوی صاحب** - ارے تم کیا کہتی ہو؟ میں نے تو آج تک یہ سب کہیں نہیں سنا۔ دیوبند بھی رہلام پور میں بھی قیام کیا۔ دہلی بھی گیا۔ حیدر آباد تو میرا وطن ہی ہے۔ ہر جگہ ہمارے زبردست علماء بھرے ہیں۔ لیکن کسی نے یہ بات نہیں کہی۔ تم رافضیوں کے ہاں کیا دجی نازل ہوتی ہے یا فرشتے آتے ہیں جو اس طرح بے پردگی اڑایا کرتے ہیں؟ لاجل ولاقہ تم کو تو میں مسجد ارخیال کرتا تھا مگر تم اپنے مذہب کی وجہ سے بالکل پاگل ہو رہی ہو۔ تمہارے مذہب نے تم کو نری سڑی بنا دیا فرقہ ہے کہ تمہارا علاج کرایا جائے۔

ہدایت خاتون - تمہارے منہ میں زبان ہے جو چاہو کہو۔ میں تو یہ جانتی ہوں کہ جس شخص سے کسی کی سبکی بات کا جواب نہیں چلتا وہ اُس کو کالیاں ہی دینے لگتا ہے۔

مولوی صاحب (غصہ سے لال پیلے ہو کر) تو بتاتی کیوں نہیں کہ کس نے صواتی موبقہ دیکھی؟ کس نے تحفہ سے اُس کا مقابلہ کیا۔ کس نے شاہ صاحب پر یہ الزام قائم کیا کہ انھوں نے تحفہ کو صواتی کابی سے چوری کر کے لکھا ہے۔ اور دوسرے کی محنت سے اپنی قابلیت و کمال ظاہر کرنے کا نفع اٹھایا۔ ان دیکھنے والوں نے حضرت شاہ صاحب سے کیوں نہیں پوچھا۔ اگر وہ سچے تھے تو انھیں خود موصوف سے پوچھنا چاہئے تھا کہ اے حضرت! آپ نے یہ کیا کیا کہ دوسرے کی کتاب چرا کر اور اس کا نیا نام رکھ کر خود پیش کر دیا اور مفت کی عزت حاصل کر لی۔ اور بیچارے خواجہ نصر اللہ صاحب کو کند بھری سے ذبح کر ڈالا۔

ہدایت خاتون - اب تم فیض و غضب کی باتیں کرنے لگے تو میں بون پسند نہیں کرتی۔ جب زہم ہو جاؤ گے تو سب کا ثبوت پیش کر دوں گی۔

مولوی صاحب - نہیں تم کو ابھی بتانا ہو گا۔

ہدایت خاتون (اٹھ کر گئیں اور ایک کتاب لاکر بولیں) دیکھو یہ خود شاہ صاحب کی مشہور کتاب فتاویٰ عزیزی موجود ہے جس میں دور دراز کے لوگوں نے شاہ صاحب سے اس بات کا سوال کیا اور جب انھوں نے دیکھا کہ غلطی نہاں کے مانند آں رازے کو رد سازند غفلت کے مطابق ان کا بھید کھل گیا ان کی تدبیر بے پردہ ہو گئی اور اُن کا راز فاش ہو گیا تو موصوف کو دلی زبان سے اقرار کرنا ہی پڑا کہ ہاں بات سچی ہے۔ لوگ غلط ہیں مذہم

کرتے ہیں۔

مولوی صاحب - اچھا پڑھو تو اس میں کیا لکھا ہے۔

ہدایت خاتون - اس کے صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ دہلی میں یہ عبارت موجود ہے سنو "سوال

از مرزا حسن علی صاحب کتاب صواعق موبقہ در رد مذہب روافض خذہم اللہ تعالیٰ کتابیں

نصر اللہ کا بی است ملاحظہ شریفہ در آمدہ یانہ - وبعد از آنکہ ملحوظ نظر فیض اثر شدہ باشد

فرقے در تصنیف آں و تصنیف جناب افادت آب کر تخطہ اثنا عشریہ است چیست - و معاندان

این دیاد خصوصاً روافض خذہم اللہ بطریق تراش خائی و بیہودہ گوئی خیلے شور و شغب می کنند کہ

کتاب مستطاب تخطہ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق موبقہ است - ہر چند سوال اس منہ ماعلمان و

فدویان را لاطائل و بیہودہ می نماید و از جملہ بدیہی البطلان ست و ہر کس کہ از مایہ علم آگہی

داشتہ باشد اس خبر را از محلی منہ مخالف خواہد دانست لیکن بعضے کسان اس ناکس را بسیار

تنگ کردند لہذا اس امر نامرضی را موجب سمع غراشی جناب عالی ابھماشتہ شد لہ اس سے

صاف معلوم ہو کہ تخطہ کا صواعق کا بی سے نقل کیا جانا زبان زد خاص و عام ہو گیا - اور اس وجہ

سبب عبارت مذکورہ کا اردو ترجمہ یہ ہے - مرزا حسن علی صاحب نے جناب شاہ صاحب کے پاس یہ

سوال بھیجا کہ کتاب صواعق موبقہ جو رافضیوں کی رد میں ہے (خدا ان رافضیوں کو ذلیل و

رسوا کرتا رہے) اور جو خواجہ نصر اللہ کا بی کی تصنیف ہے حضور کی نظر سے گزری ہے یا نہیں؟ اگر ردی

ہے تو جناب عالی کی تصنیف تخطہ اثنا عشریہ اور اس کتاب صواعق موبقہ میں کیا فرق ہے؟ ان افراد

کے دشمن لوگ اور خاص کر رافضی خدا انھیں ذلیل و رسوا کرتا رہے بطور توہین و تذلیل و

بیہودہ گوئی کے بہت شہ و غل کرتے رہتے ہیں کہ کتاب تخطہ اثنا عشریہ تو کتاب صواعق موبقہ کا

ترجمہ ہے - اگرچہ ہم ایسے غلطوں اور جان نثاروں کو یہ اعتراض بالکل لغو اور بیہودہ معلوم ہوتا

ہے اور اس کا باطل ہونا بدیہی ہے اور جو شخص حضور کے علم و کمال سے کچھ بھی بردھکتا ہے

وہ اس چرچے کو بالکل غلط اور خلاف واقع جانے لگا مگر بعض لوگوں نے اس حقیر کو بہت تنگ

کیا اس وجہ سے یہ ناپسندیدہ بات حضور عالی کے گوش مبارک میں پہنچانے کی جورت میں نے

کی (تا کہ حقیقت حال واضح ہو)

لہ خصوصاً علماء میں اس کو بہت اہمیت دی گئی کیونکہ ایسی جورت اہل علم سے بہت بعید ہے ۱۲

مشہد ہو گیا تھا کہ خود حضرت شاہ صاحب سے ان کی اس کارروائی کے متعلق صفائی چاہی گئی۔
مولوی صاحب۔ میر حضرت شاہ صاحب نے کیا جواب دیا۔ فرمود اس سے انکار کیا ہوگا
ہدایت خاتون۔ انکار کیسے کرتے۔ کتاب صواعق موبقہ ہی لوگوں کو مل گئی تھی تو کیسے کہتے
 کہ وہی مضامین تحفہ میں نہیں لئے، میں۔ البتہ جب کسی شخص کی کوئی نغنی کارروائی منظر عام پر
 آجاتی ہے اور اب اُسکے چھپائے نہیں چھپتی تو وہ اُسکی تاویل و توجیہ کے متعلق جو تندیہ میں
 کرتا ہے وہی شاہ صاحب نے بھی کیس کہ جواب گول مول دیا اور تاویلات سے کام نہ لکھنا چاہا۔
مولوی صاحب۔ اچھا سناؤ تو کیا کہا۔

ہدایت خاتون۔ فرماتے ہیں ”در وقت تصنیف تحفہ اثنا عشریہ از کتاباے اہلسنت
 کہ در رد مذہب شیعو و کتب شیعو کہ در مذہب اہلسنت تالیف شدہ سے قسم ہم رسیدہ ہوں
 ... قسم سوم آنست کہ تمام مذہب شیعو را ہم در الہیات و ہم در مسادو ہم در امامت و ہم در روایت
 احادیث و ہم در اصول رد کردہ اند مثل المظالم الباطل و صواعق موبقہ تالیف نصر اللہ کابلی از
 طرف اہلسنت ... ایں برسہ قسم کتب در وقت تالیف تحفہ اثنا عشریہ موجود و مستحق رد و نہ
 در آن وقت ترتیب صواعق بسیار مختصر و خوشنما بنظر آمد ہماں را اختیار کردہ شد ... پس ایں کتاب
 را ترجمہ آں گفتن محض نظر بظاہر ترتیب آں می تواند شد ... مہربان اجاے طعن معاندان و حاصل
 وقتے مترجم فقیری تواند شد کہ ایں فقیر دعوے تصنیف ایں کتاب را موجب افتخار خود دانستہ
 تقریر را و تحریر بقلم زبان یا بزبان قلم کردہ باشد معلوم است کہ ایں کتاب را تصنیف حافظ
 غلام حلیم ابن شیخ قطب الدین احمد بن شیخ ابوالقیس نوشتہ ام۔ اگر منظور دعوے نسبت
 ایں کتاب بخود می بود چرا ایں قدر احتیاط بنا مہاے غیر معروف بعلی آدم ... و نیز اگر تالی کنند
 رد افض را ہرگز جاے طعن نیست زیرا کہ اگر ایں کتاب ترجمہ صواعق آنست آخر اثبات مذہب اہلسنت
 می کند و رد مذہب رد افض فی غایہ۔ ایں بار اچہ کار از آں کہ تقطیش کنند کہ گویندہ کیست
 ... آں سے بعض اہلسنت کہ انہا را بشہرت ایں کتاب نسبت باین فقیر عرق حسد بخوش آمدہ
 می خواہند کہ نسبت باین فقیر در میان نماند“ لہ

لہ اس کار دو ترجمہ ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ تحفہ اثنا عشریہ لکھتے وقت تین قسم کی

مولوی صاحب - حضرت شاہ صاحب نے سچ تو فرمایا کسی کو اس سے کیا مطلب کہ انھوں نے دوسری کتاب کے مضامین پڑائے ہیں یا خود اپنی دماغی قابلیت اور علمی قوت سے اس کو لکھا ہے۔

بدایت خاقون - میں اعتراض تو نہیں کرتی۔ البتہ تم نے جو چاہتا تھا کہ کیوں انھوں نے یہ کتاب فرضی نام سے لکھی۔ تو میں نے اس کی وجہ بیان کر دی کہ چونکہ صواعق موبقہ کے مضامین لے کر۔ اور اس کا نام بدل کر اپنی طرف سے نئی کتاب پیش کی اس وجہ سے ان کو ہمت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲) کتاب میں میرے پاس تھیں... تیسری قسم کی وہ کتابیں جو مذہب شیعہ کے کل اصول و فروع دین نیز ایلیات و معاد و امامت و روایت و احادیث و اصول کی رد میں ہیں مثل ابطال اباطیل اور صواعق موبقہ کے جو فواج نصر اللہ کاہلی کی تصنیف ہے... تحفہ کے لکھتے وقت یہ تینوں قسم کی کتابیں میرے پاس موجود اور پیش نظر تھیں مگر صواعق موبقہ کی کی ترتیب مجھے بہت زیادہ پسند آئی اور اُسی ترتیب سے میں نے بھی اپنی کتاب لکھی... صواعق کی ترتیب بہت مختصر اور حوشنا نظر آئی اُسی کو میں نے اختیار کر لیا۔ پس اس کتاب تحفہ کو صواعق کا ترجمہ کہنا صرف اُسکی ظاہری ترتیب کو دیکھ کر صحیح ہو سکتا ہے... باوجود اسکے دشمنوں اور حاسدوں کا اعتراض تو اس وقت صحیح ہوتا جب یہ فقرہ اس کتاب کی تصنیف کا دعوے کر کے اس پر فخر کرتا۔ معلوم ہے کہ یہ کتاب میں نے حافظ غلام حلیم - فرزند شیخ قلی اللہ علیہ فرزند شیخ ابو الفیض کے نام سے لکھی ہے۔ اگرچہ اس کتاب کی تصنیف کا دعوے اپنی طرف نسبت دینا منظور ہوتا تو نام کے چھپانے میں کیوں اس قدر کوشش کرتا اور غیر معروف نام سے کیوں اس کو شائع کرتا۔ اگر غور کریں تو رافضیوں کو ہرگز اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ اگر یہ کتاب صواعق موبقہ کا ترجمہ ہے تو ہو کر ہے۔ بہر کیف مذہب اہلسنت کو تو ثابت کرتی ہے اور رافضیوں کے مذہب کی رد تو کرتی ہے۔ ان لوگوں کو اس سے کیا مطلب کہ نفی کر دیتے پھر اس کتاب کا اصل مصنف کون ہے... ہاں بعض اہلسنت میں بھی اس وجہ سے کہ یہ کتاب میری نسبت سے مشہور ہے مذکورہ حرم کا مادہ پیش کرتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ سب لوگ جان لیں کہ یہ کتاب اس فیروز شاہ نے نہیں لکھی ہے اور اس کتاب کی نسبت میری طرف بتائی نہ ہے۔

نہیں ہوئی کہ اسے اپنے نام سے لکھیں۔

مولوی صاحب۔ مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ شاہ صاحب نے یہ کام اپنی شان کے خلاف کیا۔ بلکہ کوشش کر کے مواقع کو اسی نام سے شائع کرتے یا اس کا ترجمہ فارسی کر کے اس کا نام ترجمہ مواقع رکھتے اور خواجہ صاحب کی محنت کو مٹی میں نہلاتے۔ اگر مرزا داغ بھی اسی طرح دیوان غالب کے اشعار کو لے کر ایک فرضی نام دیوان طالب دغزو کے نام سے شائع کر دیتے تو مشہور کر دیتے کہ یہ کتاب میں نے لکھی ہے تو کیا ان کی یہ حرکت کسی طرح پسند کی جاتی۔ پھر شاہ صاحب تو کیسے زبردست پیشواۓ اسلام اور کن مذہب اہلسنت تھے ان سے ایسی ناپسند حرکت کا سرزد ہونا ہم لوگوں کے لئے نہایت شرمناک ہے۔

بدایت خاقان۔ ابھی چند سال ہوئے ایک مستقل کتاب ہی اس بحث میں لکھی گئی ہے کہ شاہ صاحب نے تحفہ کو مواقع سے لکھا ہے۔ اس کا نام ہے التییز بین صواعق الکابلی و تحفۃ عبد العزیز۔ جس میں ثابت کر دیا ہے کہ شاہ صاحب نے تحفہ کے کل معنایں اسی مواقع سے لئے ہیں اور دوسرے کی محنت اپنی طرف منسوب کر دی ہے۔

مولوی صاحب۔ ہاں جب خود شاہ صاحب نے اس کا اقرار کر لیا تو اب اس میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ مگر شاہ صاحب کو صاف صاف ماننے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ دیتے کہیں کتاب مواقع موقعہ دیکھی ہی نہیں۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اُن کے معنایں اور میری کتاب تحفہ کے معنایں بطور تو ارد ایک ہو گئے۔ اس طرح شاہ صاحب سرقہ کے الزام سے بچ جاتے دوسرے لوگ بکا کرتے۔ شاہ صاحب نے تصدیق کر کے غضب کر دیا۔

چھٹا باب

شہر حیدر آباد میں ایک موسیٰ پہلوان کی پنجابی پہلوان یادگار کشتی

ملک روس کا ایک شخص جو بڑے قد و قامت کا نہایت مضبوط بلکہ دیو صورت تھا کسی کپنی کا ایجنٹ بن کر ہندوستان میں آیا تھا۔ وہ بڑا مشہور پہلوان بھی تھا اور مختلف ملکوں میں نامی بہادروں کو پچھاڑ دیا تھا جس کے انعام میں اس کے پاس بہت سے تھپے تھے۔ اس نے یہی سے اعلیٰ حضرت سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی کہ میں حضور کی ریاست کے کسی پہلوان

کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ چونکہ ہندوستان میں بھی اس سے قبل وہ کئی کشتیاں مار چکا تھا اور متعدد انگریزی اخباروں تک میں اُسکے پہلوانی کی دعوم تھی اس وجہ سے اس ملک کے کل پہلوانوں کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ جس وقت اسکی عرضی سرکار عالی میں پہنچی حضور نے اپنی ریاست کے شہید پہلوان نامی خاں سے اس کا ذکر فرمایا نامی خاں دل میں تو گھبرا گیا مگر زبان سے اقرار کر لیا کہ حضور اُس کو بلائے بھیجیں غلام کس دن کے لئے ہے اللہ کی مدد پر بھروسہ کر کے اور حضرت علیؑ مولا مشکل کشا کا نام لے کر اُس سے ضرور لڑوں گا۔ مگر بعض ارکان دولت نے عرض کی کہ اس کشتی کا ہونا مناسب نہیں ہے۔ اُس روسی پہلوان نے بڑے بڑے پہلوانوں کو زیر کر دیا ہے۔ ریاست کا مشہور پہلوان نامی خاں بھی شکست کھا کر بدنام ہو چکا تو لورپ و امریکہ کے اخباروں میں بھی بڑی جلی سرخیوں سے یہ خبر چھپی کہ روسی پہلوان نے ریاست حیدر آباد دکن تک کے پہلوان کو زیر کر دیا۔ اس طرح ریاست کی ذلت ہو گئی مگر نامی خاں کے اصرار پلین سے اسے حضرت نے روسی پہلوان کی درخواست منظور کر کے اس کو طلب فرمایا۔ اس واقعہ نے بڑی اہمیت پیدا کر لی۔ اس زمانہ میں تقریباً ہزار گریڈ مرہٹی۔ گجراتی اردو و غیرہ اخبار میں اس کا اعلان شائع ہوتا تھا کہ فلاں تاریخ کو روسی پہلوان کی کشتی نامی خاں پہلوان سے ہوگی۔ مولوی رکن الدین صاحب بھی اس کشتی کے بڑے مشتاق تھے۔ اس سے ایک رات قبل ان میں اور ہدایت خاتون میں اس طرح باتیں ہوئیں۔

مولوی صاحب۔ کل ہی نہ روسی پہلوان کا دھچکل ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ ہم لوگوں کو تو بہت تردد ہو رہا ہے۔ نامی خاں کے تکبر اور غرور نے یہ سب کیا ہے۔ جس وقت اسے حضرت نے ذکر کیا ہے کوئی مذکر دینا مناسب تھا مگر سنا ہے کہ کہا حضور اس کو ضرور بلائیں۔ اللہ پر بھروسہ کر کے حضرت علیؑ کی مدد سے میں لڑوں گا۔ یہ بے عقلی کی بات ہے۔ انسان کو ہر کام موقع و محل سے کرنا چاہئے۔

ہدایت خاتون۔ عذر کرنے میں بھی تو بچا رہے کی ذلت تھی اور بدنامی اس طرح بھی ہوتی کہ روسی پہلوان نے لٹکارا تو نامی خاں دیکھ گیا۔ مکن ہے خدا کے فضل اور حضرت علیؑ کی مدد سے نامی خاں ہی کی جیت ہو جائے۔

مولوی صاحب۔ جس طرح نامی خاں نے طاقت کا کام کیا اُسی طرح تم بھی زنانی باتیں

کر رہی ہو۔ غرض کشتی کی تاریخ آپہنچی۔ باہر کے ہزار لوگ اس بگل کا تاشا دیکھنے کے لئے حیدر آباد پہنچ گئے تھے۔ یورپین لوگوں کی بھی خاصی جماعت موجود تھی اعلیٰ حضرت کے حکم سے کشتی کا انتظام نہایت اعلیٰ درجہ کا کیا گیا تھا جسکی مدد و ثنائیں انگریزی اخبار بھی طلب اللسان تھے چار بجے اس کا وقت مقرر تھا۔ ٹھیک وقت پر اعلیٰ حضرت اور ریز پلانٹ کی موٹریں بھی پہنچ گئیں۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے مہتمم خاص کے ذریعہ سے مخفی طور پر لوگوں کو مطلع کر دیا تھا کہ اگر روسی پہلوان کی شکست ہو جائے تو خبردار کوئی شخص تالی بجائے۔ نہ شور وغل کرے دھن آمیز خوشی کا اظہار کرے کیونکہ روسی پہلوان اس وقت ریاست کا بہانہ ہے۔ اس سے اُسکی خاطر شکنی ہوگی جو منظور نہیں۔ بلکہ کشتی کے بعد ہر شخص اس سے ہاتھ ملائے اور اسکے ساتھ عزت و احترام کا بڑا ذکر۔ روسی پہلوان کی صورت۔ شکل۔ قد و قامت اور ہر ہر عضو بدن دیکھ کر ہر شخص تعجب و حیرت کا اپنی جگہ کہتا تھا کہ کشتی بے جوڑ ہے۔ نامی خاں نے غلطی کی جو اپنی صد براڑے رہے۔ ساڑھے چار بجے روسی پہلوان پہلے اکھاڑے میں داخل ہوا۔ نامی خاں نے بھی ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ یا علی مولا مشکل کشا مدد لہرا اکھاڑے میں قدم رکھ دیا۔ کشتی شروع ہوئی۔ دیکھنے میں دیر اور آرام کا مقابلہ نظر آتا تھا۔ روسی پہلوان تو نامی خاں کو کوئی چیز ہی نہیں سمجھتا تھا۔ بار بار اُس نے کوشش کی کہ نامی خاں کے لٹکوتے میں ہاتھ ڈال کر اُس کو اوپر اٹھا لے مگر نامی خاں بھی فن پہلوانی میں لچکاؤ روزگار تھا۔ جب روسی پہلوان اس ارادے کی کوشش کرتا وہ ایسا دواؤں لگا تا کہ روسی پہلوان شرمناک رہ جاتا۔ کتنے موقع آئے کہ روسی پہلوان کی کوششیں مایمیاں گئیں اور تماشا بینوں نے شور کرنا چاہا مگر اعلیٰ حضرت کے رعب و جلال سے کسی کی جال نہیں ہوئی کہ ایک لفظ تک منہ سے نکالے۔ یورپین جماعت کو بھی شروع میں یقین تھا کہ روسی پہلوان چار پانچ منٹ میں نامی خاں کو پک دے گا مگر آدھ گھنٹہ تک اس مزے سے نامی خاں روسی پہلوان کو کھلاتا اور جھکائیاں دکھاتا رہا کہ وہ بچاوا پسینہ میں غرق ہو گیا اور غیظ و غضب کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی۔ دانت پیس پیس کر دیا کرتا اور نامی خاں پہلوانی فنون کا جو ہر دکھا کر سب لوگوں کو انگشت بدنداں کئے ہوئے رہا۔ ہم منٹ تک دو فوں ایک دوسرے کو پتہ کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر کسی کو کامیابی نہیں ہوئی اب یورپین جماعت کے چہروں پر بھی مزہ کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ اور ہندوستانیوں سے بھی جن کو یقین تھا کہ روسی پہلوان ضرور جیت جائیگا ان کے چہروں پر امید کی جھلک نظر آنے لگی

کر ممکن ہے نامی خاں ہی کے سر کا میابی کا سہرا ہے۔ روسی پہلوان اب تھک گیا تھا۔ اُس نے بھوت ہو کر اپنی پوری طاقت سے نامی خاں کی کمر پکوی اور دانت پیسکر اس کو پیچھے گرا ناچا ہا مگر نامی خاں نے ایک دفعہ زور سے کہا ”اُشد اُشد“ اور پھر دوسرا نعرہ ”یا علی“ کا لگا کر ایسا دادو لگایا کہ روسی پہلوان اُٹھ ہی تو گیا اور معرکہ چاروں شانے جیت پیچھے آتا رہا۔ نامی خاں کمال پھرتی سے اسکے سینہ پر ہوا۔ ہو گیا۔ فوراً اُسے حضرت نے نظروں سے اُٹھ کر کیا کہ بس اب آجادی نامی خاں نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ روسی پہلوان بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ ریزینٹ بہادر نے پکار کر کہا ”بس کشتی ختم۔ نامی خاں شاہاش۔ تم بڑا اچھا پہلوان ہے۔ ہم سب تم سے بہت خوش ہوا“ ناچنے لگے۔ جھک کر سب کو سلام کیا اور روسی پہلوان کا ہاتھ پکڑے دوستانہ عنوان سے اکھاڑ کے باہر آیا۔ اُسے حضرت نے فوراً دونوں پہلوانوں سے ہاتھ لایا۔ دونوں کو ہنایت قیمتی ہار پہنایا۔ ایک ایک ہزار روپیہ انعام دیا اور خوشی خوشی یہ دھنچل تمام ہوا۔ لوگ اپنے اپنے گھر واپس جانے لگے تو راستہ بھر اسی دھنچل کا چرچا رہا۔ ہر شخص ہنایت خوش تھا۔ دھنچل دیکھنے کے لئے شہر کے کل مہرزین گئے تھے۔ حافظ عبدالعہد صاحب اور مولانا عبدالقوی صاحب بھی تھے۔ واپسی میں حافظ عبدالعہد صاحب کا مکان پہلے پڑتا تھا۔ مولانا عبدالقوی صاحب اب مولوی رکن الدین صاحب حافظ صاحب کے ہاں جا کر ٹھہر گئے کہ کچھ آرام کر کے مکان جائیں۔ حافظ صاحب نے جلد ناشتے کا استہلام کر لیا مگر اُن کا چہرہ اُترا ہوا تھا۔ دھنچل ہی سے مولانا صاحب دیکھ رہے تھے کہ سب لوگ ہنایت خوش ہیں مرن حافظ صاحب کسی بڑی فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ مکان پر آکر بھی حافظ صاحب اسی طرح افسردہ تھے اور گو چاہے اور ناشتے کا اہتمام کرے تھے مگر صورت خوش نظر نہیں آتی تھی۔ جب چار نوشی وغیرہ سے سب لوگ فارغ ہو گئے تو اس طرح باتیں ہونے لگیں

مولانا صاحب۔ کیوں جناب حافظ صاحب! آج کے دھنچل سے سب خوش نظر آتے ہیں اور نامی خاں کی کامیابی پر تو لوگ خوشی سے پھولے نہیں ساتے مگر میں آپ کو شروع سے دیکھتا ہوں کہ منہ بنائے ہوئے ہیں۔ کیا آپ کو روسی پہلوان کی ہار سے رنج ہوا کیا اُس نے آپ کو کچھ انعام کا وعدہ کیا تھا کہ اگر جیت جائیگا تو آپ کو شیرینی کھلائے گا۔ یا آپ کو اس سے کچھ قرابت ہے جس سے اُسکی شکست کے خم میں مبتلا ہو گئے !!

حافظ صاحب۔ دیکھئے یہ وقت مذاق کا نہیں ہے۔ مجھ سے اُس سے کیوں فراہم نہ ہوگی اور اگر وہ کامیاب ہوتا تو مجھے کیوں انعام دیتا۔ مجھے ایسا مزاج پسند نہیں ہے جس نے وہ چیز **مولانا صاحب**۔ (ہنسر) تو کیوں آپ سوگ منا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب روئے اور تب روئے۔ یا نامی خاں سے آپ کو مخالفت ہے جس سے اُسکی کامیابی آپ کو ناگوار ہوگی **حافظ صاحب**۔ آپ اور تیز ہو چلے۔ مجھے یہ چھڑ خانی بھلی نہیں لگتی۔ میرے دل پر جو گزر رہی ہے میں ہی جانتا ہوں۔ دو سروں کو کیا خبر۔ اب آپ اور زیادہ مجھے نہ ستائیے۔ **مولانا صاحب**۔ زردہ میں بھی تو سنوں کہ نصیب دشمنان کیا امر ہے۔ کس نیت پر غفلت ہے۔ **حافظ صاحب**۔ آپ سب کچھ جانتے ہیں لیکن غماہل عارفانہ کیا علاج۔ آپ بھی اس میں شریک ہیں **مولانا صاحب**۔ اے سبحان اللہ میرے دشمنوں کو بھی خبر نہیں لیکن آپ کہتے ہیں کہ سب کچھ جانتا ہوں۔ آج کیا ہے جو آپ کی ہر بات پہیلی ہی معلوم ہو رہی ہے خدا خیر کرے۔ **حافظ صاحب**۔ کیا میرے اور آپ لوگوں کے کم صدمہ کی بات ہے کہ نامی خاں نے اتنے بڑے پہلو ان کو تو پچھاڑ دیا اور اپنے کمال کا جو ہر دکھا دیا لیکن مولوی رکن الدین کتاب ہدایت خاتون کو زیر نہ کر سکے اور اُس کو اپنے مذہب میں نہ لاسکے۔ حالانکہ یہ دیوبند۔ رستم دہلی میں کتنے دنوں تعلیم پاتے رہے اور کیسے زبردست عالم ہو گئے ہیں۔ ایک معمولی لڑکی نے ان کو بچار کھا ہے۔ ان کی مولویت کہاں گئی۔ ان کا فضل و کمال کہاں غائب ہو گیا۔ ایسا یوں اور آریوں کے کتنے زبردست مناظروں سے بحث کرتے ہیں تو یہی کامیاب ہوتے ہیں۔ پھر اس چاروں کی بیٹی میں کیا ہے کہ یہ کسی طرح اس کو لاجواب اور شیعہ مذہب سے ملحدہ نہیں کرنے پاتے۔ کیا میرا مذہب ہی ایسا کمزور ہے کہ ان کو کسی طرح فتح نہیں ہو رہی ہے۔

مولوی رکن الدین۔ آپ صحیح فرماتے ہیں مگر میں جس قدر کوشش کر رہا ہوں خدا جانتا ہے۔ تقیہ کی بحث شروع کی تو انھوں نے ترکانِ مجید ہی سے دلیلوں کا ایسا ڈھیر لگا دیا کہ میں کسی بات کا جواب نہیں دے سکا اور مبہوت ہو کر رہ گیا۔ تحفہ اثنا عشریہ دیکھئے کہ کہا تو اس کی ایسی دھجیاں اڑائیں کہ خود مجھ ہی کو اس کتاب سے نفرت ہو گئی۔ میں تو روزانہ کی بحث کو والد صاحب قبلہ سے بھی کر کرتا ہوں اور آپ جو سامنے دیتے ہیں اسکے مطابق گفتگو کرتا ہوں۔ مگر وہ ان سب باتوں میں بھی میرا منہ بند کر دیتی ہیں۔ تقیہ اور شاہ صاحب کی تحفہ اثنا عشریہ کے

مطلق تو میں پوری کوشش کر کے تھک گیا اور میرا یقین ہے کہ ان دونوں مسئلوں پر ہمارے کل علماء کرام جمع ہو کر اُن سے بحث کریں جب بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ استدلال میں ایسی قوت اور بیان میں ایسی دلکشی ہے کہ لاکھ تصب بڑنا جائے پھر بھی لا جواب ہی ہو جانا پڑتا ہے۔ خود میرے دل و دماغ میں آگ لگی ہوئی ہے کہ کس طرح اُن کو اپنے مذہب میں داخل کروں اور رفض ایسی گندگی سے اپنے گھر کو پاک کروں مگر اللہ تعالیٰ پر ہی مدد نہ کرے اور ان کو راہ راست نہ دکھائے تو میں یا آپ کیا کر سکتے ہیں۔ عرضی مولیٰ ازہرہ اولیٰ۔

حافظ صاحب۔ خیر مسئلہ تفتیش اور کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں اگر کامیاب نہ ہوئے تو دوسرے مسئلوں میں کوشش کرنی چاہئے۔ ابھی سیکڑوں بحثیں مافی ہیں کسی طرح تو اسکو راہ حق دکھائی جائے۔

مولانا صاحب۔ میری رائے ہے کہ اب ان سے کہو تمہارا مذہب ایسا خراب ہے کہ نہیں دوسروں کو گالی بکھی جاتی ہے جو تہذیب و شرافت کے خلاف ہے۔ گالی بکھنا تو رز یلوں۔ کینوں اور جاہلوں کا شیوہ ہے۔ مگر تمہارا مذہب اس درجہ بیہودہ ہے کہ اس میں گالی بکھنا جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس میں وہ بالکل لا جواب ہو جائیگی بس اُسی وقت اُن سے کام نکلے گا۔

حافظ صاحب (خوش ہو کر)۔ ہاں ہاں یہ ٹھیک ہے۔ گالی بکھنے کا جواب اُسکے پاس کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ اذشیوں کا گالی بکھنا مشہور ہے۔ اس سے انکار بھی نہیں کر سکتی۔

مولوی صاحب۔ ہاں میں بھی سوچتا تھا کہ اب کسی اور مسئلہ پر بحث کروں۔ مسئلہ بھی خوب ہے۔ براء تو ان کا مشہور کام ہے جسکی غیبت کوئی بھی کسی طرح ثابت نہیں کر سکتا۔

ساتواں باب

براء کی حقیقت۔ کیا شیعوں کے ہاں گالی بکھنا عبادت ہے؟

مولوی صاحب بہت خوش اور نئے ہتھیار سے آراستہ ہو کر مکان پر آئے۔ عشا کی ناز پڑھی۔ کھانا کھایا اور جا کر پلنگ پر لیٹ رہے۔ دن کے تھکے ہوئے تھے۔ فوراً نیند آگئی۔ اور اُس شب میں ہدایت خاتون سے کوئی بحث نہ ہو سکی۔ دوسری شب کے اس طرح باتیں ہوئیں۔

مولوی صاحب۔ افسوس تم کشتی دیکھنے نہیں گئیں۔ بڑا الطف آیا۔ بڑی یادگار کشتی ہو گئی۔

ہدایت خاتون۔ عورتوں کو بغیر شہید ضرورت کے گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے اور وہ بھی

فنس یا بند گاڑی میں کشتی دیکھنا مردوں کا کام ہے اور خانہ داری عورتوں کا فرض۔

مولوی صاحب۔ ہم لوگوں کو یقین تھا کہ نامی خاں ضرور دہا جائے گا مگر اس نے تو کمال کر دیا۔ سب لوگ اسکی کامیابی پر تعجبور ہو رہے ہیں۔ اس نے پہاڑ سے مقابلہ کیا اور اسکو زیر کر دیا۔ تم نے سچ کہا تھا کہ ممکن ہے نامی خاں جیت جائے۔ جب انہیں روسی پہلوان نے جھجھلا کر اسکی کمر پکڑی اور گرانا چاہا تو نامی خاں کے ہارنے میں کچھ باقی ہی نہیں تھا مگر وہ اسے اسکی استادی کے زور سے اٹھ اکبر۔ اور یا علی مدد کہہ کر ایسا داؤ لگا دیا کہ روسی پہلوان گری تو پڑا اور گر کر ابھی تو بالکل چٹ۔ جھٹ نامی خاں اسکے سینے پر سوار ہی تو ہو گیا۔ مگر اسکے یا علی مدد کہنے پر مجھے بڑا فصہ آیا تھا۔ نہ معلوم پہلوانوں کو یہ عادت کب سے پڑ گئی ہے کہ کشتی لڑنے وقت حضرت علیؑ کا نام ضرور لیتے ہیں۔ پنجاب۔ یوپی کے پہلوانوں کو بھی دیکھا کہ یہ ضرور کہتے ہیں۔

ہدایت خاتون۔ اب بھی تو تم حضرت علیؑ کو مانو۔ ممکن ہے اس سے نامی خاں جیت گیا ہو۔
مولوی صاحب۔ میں تو ان کو مانتا ہی ہوں مگر تم رافضیوں کی طرح نہیں کہ ان کی محبت میں خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کو گالیاں بکنے لگوں۔ تو بہ تھا راندہ بھب بھی کیسا گندہ ہے کہ گالی بکنا عبادت سمجھتی ہو۔ دنیا میں کوئی اور مذہب بھی اس درجہ بیہودہ اور پھر ہے؟

ہدایت خاتون۔ یہ کون کہتا ہے کہ گالی بکنا میرے ہاں عبادت ہے۔ ذرہ بناؤ تو۔

مولوی صاحب۔ وہ تم لوگوں کے بارے میں تو یہ شعری مشہور ہے۔

دشنام مذہب ہے کہ طاعت باشد :: مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

ہدایت خاتون۔ اور اسکے جواب میں جو شعر کہا گیا ہے وہ بھی بڑھ دو۔ آئیں چھپتے ہو؟

مولوی صاحب۔ وہ کیا؟ اس کا جواب تو ہوا ہی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔

ہدایت خاتون۔ مجھ سے سنو۔

بہتان مذہب ہے کہ عادت باشد :: مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

مولوی صاحب۔ تو بہتان کون کرتا ہے اور کس کی یہ عادت ہے؟ سچ بچ بتانا

ہدایت خاتون۔ تم لوگوں کی۔ جو کہتے ہو کہ شیعہ گالی بکتے ہیں۔ اگر تم ثابت کر دو کہ

مذہب شیعہ میں گالی بکنا جائز ہے تو میں آج سنی ہو جاتی ہوں۔ بھکر کی سکہ میں بحث کی ضرورت نہیں

مولوی صاحب۔ کیا تم لوگ حضرت ابو بکر و عمر و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں نہیں

دیتی ہو۔ ہر شیعہ کی یہ عادت ہے۔ اللہ! اپنے مذہب کی بیچ میں کیسی بھولی بنی جا رہی ہیں! ہدایت خاتون۔ میں تو نہیں جانتی کہ کون شیعہ ان لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ تم جانو۔ مولوی صاحب۔ کیا تم لوگ برابر نہیں کہتی ہو۔ لعنت نہیں کہتی ہو۔ یہ کوئی بھی ہوئی بات ہے ہدایت خاتون۔ ہاں جو لوگ قابلِ تبراہ ہیں، ہم لوگ اُن سے تبراہ ضرور کرتے ہیں۔ اور جو لوگ سنی ہیں اُن پر لعنت بھی کرتے ہیں۔ اس سے مجھے انکار نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب۔ پھر کیسے کہتی ہو کہ ہم لوگ گالی نہیں کہتیں۔ ایک ہی زبان انکار اور اقرار دونوں ہدایت خاتون۔ تو کیا تبراہ یا لعنت کرنا گالی کہنا ہے؟ کس لعنت کی کتاب میں تم نے پڑھا ہے؟ مولوی صاحب۔ بے شک۔ یہی کچھ پوچھنے کی بات ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحفہ کا بار ہواں باب پڑھو۔ جس میں تبراہ کی حقیقت بیان کی ہے۔ لعنت میں نہیں ہے تو نہ سہی۔ ہدایت خاتون۔ میں پڑھ چکی ہوں۔ اُس میں انھوں نے دس مقدمے لکھے ہیں مگر اصل بات یہی غائب کر دی ہے۔ اس کا ذکر تک نہیں کیا کہ تبراہ اور لعن گالی کس طرح ہے تم ہی تحفہ سے مجھے سمجھا دو کہ تبراہ اور لعن گالی کس طرح ہے۔ لعنت میں نہیں دیکھا سکتے تو خیر۔ مولوی صاحب۔ دیکھو! تمہارا مشاعرہ کا بار ہواں باب اٹھتے پلٹتے ہے جب اس میں کچھ نہ ملا تو کہا۔ مولوی صاحب۔ خیر شاہ صاحب نے اس کو نہ لکھا تو کیا ہوتا ہے۔ تبراہ اور لعنت کا گالی ہونا بد یہی ہے۔ اسی بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے سب جانتے ہیں۔ ہدایت خاتون۔ تو پھر اسلام کا پہلا کلمہ لا الہ الا اللہ بھی گالی ہے۔ کیونکہ اس میں ایک معبود اللہ کا اقرار اور دوسرے کل معبودوں سے تبراہ (انکار) ہے۔ اس کا مطلب یہی تو ہے کہ صرف اللہ کو ماننا اور دوسرے معبودوں سے بیزار رہنا چاہنا ہوں۔ اور یہی تبراہ ہے جس کا لہوٰی معنی علحدہ رہنا۔ بے تعلق رہنا۔ نہ ماننا ہے۔ اسی طرح شیعہ بھی خدا اور رسول و ائمہ پر کفر کو ماننے ہیں اور خلفائے ثلاثہ سے تبراہ کرتے یعنی علحدہ بے تعلق رہتے ہیں اور ان کو مانتے نہیں ہیں۔ تو کیا اسلام گالی کا کلمہ رکھتا ہے؟ اور سنو اگر تمہارا دعوے مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ خدا بھی گالی کہتا ہے۔ معاذ اللہ قرآن مجید نے بھی چھائی بکنے کی قلم دی ہے کیونکہ تبراہ اور لعنت اس میں ہے۔ مولوی صاحب۔ وہ کہاں۔ اگر ہو گا تو کافروں ہی کا فعل بنایا گیا ہوگا۔ کسی اور کا نہیں۔ ہدایت خاتون۔ سورہ فاتحہ میں خدا فرماتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صراط

الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ اس میں خدا فرماتا ہے اے بندو تم کہا کرو کہ اے اللہ، میں سیدہ حارثہ دیکھا۔ اُن کا راستہ جن بد تو نے نبی نصتیں نازل کیں۔ اُن کا راستہ نہ دیکھا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور وہ گمراہ ہیں۔ اس میں ایک جماعت کی راہ سے قولا اور دوسری جماعت کی راہ سے تبرا کی صریح تعلیم ہے۔ جب ہم دوسری جماعت کے راستہ سے بچنے کی دعا کرتے ہیں تو اُن سے تبرا ہی تو کرتے ہیں یا قولا کرتے ہیں؟

مولوی صاحب۔ مننے اور مطلب کے معاملے تو صحیح ہے مگر اس میں تبرا کی تصریح تو نہیں ہے۔ تم کو ایسی آیت پیش کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ تبرا کا لفظ دکھاؤ۔

ہدایت خاتون۔ وہ بھی سن لو۔ اِذْ تَبَرَّءَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّءُ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِمْ فَاعْلَمُوا مَا هُمْ بِغَيْرِ جَيْتٍ مِنَ الشَّارِبِ یعنی وہ کیا سخت ہر گاہ جب پیشوا لوگ اپنے پیروؤں سے تبرا کریں گے اور عذاب کو دیکھیں گے اور ان کے باہمی تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور پیرو کہنے لگیں گے کہ اگر ہمیں پھر دنیا میں پلٹنا ہے تو ہم بھی ان سے اسی طرح تبرا کریں جس طرح اس وقت یہ لوگ ہم سے تبرا کر رہے ہیں۔ یہ اللہ ان کے اعمال دکھائیگا جو انہیں یاس دکھائی دینگے اور پھر وہ دوزخ سے نہیں نکلیں گے (پ ۲ سورہ بقرہ رکوع چہم)

مولوی صاحب۔ تو اس سے تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو۔ صرف تبرا کا لفظ یا اور بھی کچھ ہے؟

ہدایت خاتون۔ یہ کہ دنیا میں جو لوگ کچھ پیشواؤں کو الگ کر کے اور خود مذہبی پیشوا بنکر دوسروں کو اپنا مرید کر لیتے ہیں ان میں اور اُن کے مریدوں یا پیروؤں میں بروز قیامت تبرا بازی ہوگی جس کو خدا اپنے الفاظ میں ذکر کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ ان کے اعمال کا بدلہ یہی ہوگا کہ ان پر تبرا کیا جائیگا اور وہ اس کا مزہ چکیں گے۔ پیشوا لوگ اپنے مریدوں سے تبرا کرینگے اور مرید کہیں گے کہ اگر ہم لپٹ جاتے تو ہم بھی اپنے پیشواؤں سے تبرا کرتے پس اگر تبرا کو خدا پسند نہ فرماتا تو یہ نہ فرماتا کہ ان کے اعمال کا بدلہ ان کو اس طرح دیا جائیگا جو لوگ ایسے گمراہ ہیں کہ خواہ مخواہ لوگوں کے مذہبی پیشوا بن گئے ان کا انجام بھی اس آیت سے واضح ہے۔ اور ہمارے مذہب کا حق ہونا بھی نمایاں ہے۔ اور سنو قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

سَبَّأَهُمْ لَوْلَا اَلَّذِيْنَ اٰغْوَيْنَا - اَغْوَيْنَا هُمْ كَمَا اَغْوَيْنَا تَبَّ اُنَا اِيْلَافٍ لِّمَعْنٰی دَا
لوگ جو ہمارے مذاب کے سختی ہو چکے ہیں بروز قیامت کہیں گے کہ پروردگار! یہی وہ لوگ
ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا تھا۔ جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے اُسی طرح ہم نے ان کو گمراہ کیا اب ہم
تیری بارگاہ میں ان لوگوں سے تبرا کر رہے ہیں (پ ۲۰ سورہ قصص رکوع ۶) غرض تم کہاں تک
قرآن مجید کا تبراؤ سنو گے۔ کیا مزہ ہے کہ جس نقطہ تم لوگوں کو نفرت ہے وہ قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے۔

مولوی صاحب۔ یہ تو غیر سختی پیشواؤں اور ان کے مریدوں کا ذکر ہے۔ اچھے
لوگوں کے تبراؤ کا بیان تو نہیں ہے۔ تم لوگ تو اچھے لوگوں پر تبراؤ کرتی ہو۔

ہدایت خاتون۔ شیعہ بھی تو غیر سختی پیشواؤں ہی سے تبراؤ کرتے ہیں جو سختی پیشوا
ہیں ان سے تو لڑنا تو ان کا جزو ایمان ہے۔ تم لوگوں کو بھی چاہئے کہ اس دنیا میں جو غیر سختی
پیشوا گزرے ہیں ان سے تبراؤ کرو یعنی الگ رہو اور سختی سچے پیشویانِ دین سے تو لڑ
کرتے رہو۔ پھر شیعہ سنی میں اتحاد کی صورت آسان ہو جائے۔ بس قرآن میں جو ہر اُسکو بے کھنڈان اور

مولوی صاحب۔ یہ کیا ضرور ہے کہ ہم لوگ ان سے تبراؤ کریں۔ جو بُرے ہیں ان کو
چھوڑ دیں وہ جانیں اور ان کے اعمال میں تبراؤ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ نہ بڑے لوگ یہ دستور رہا ہے

ہدایت خاتون۔ ارے کیا کہتے ہو؟ کیا حضرت ابراہیمؑ ہم لوگوں کے بڑے نہیں
تھے؟ انھوں نے بھی بُرے لوگوں سے تبراؤ کیا ہے۔ خدا فرماتا ہے وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ

اِبْرٰهٖمَ بِاٰیْمِهٖ اَكْثَرَ مَوْعِدًا وَّوَعْدًا مَا اِيَّاہُ فَلْتَا تَبَّتْ لَہٗ اَنۡفُہٗ عَدُوٌّ
لِّلّٰہِ تَبَّرَ مِنۡہٗ اَنۡ اِبْرٰهٖمَ لَا وَاٰہٗ حَلِیْمٌ۔ حضرت ابراہیمؑ کا اپنے چچا کے لئے مغفرت

کی دعا کرنا اُس وعدہ کی وجہ سے تھا جو انھوں نے اس سے کر لیا تھا مگر جب ان پر کھل گیا
کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو اس سے تبراؤ کر لیا۔ بیزار اور الگ ہو گئے، بے شک ابراہیمؑ بڑے

درومند و بربار تھے دیکھ سورہ توبہ رکوع پہلا، اس سے واضح ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ ایسے
جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر نے بھی بُرے لوگوں سے تبراؤ کیا اور یہی شیعہ بھی کرتے ہیں۔

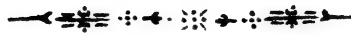
پس جس طرح اس تبراؤ کی وجہ سے تم لوگ شیعوں کو برا کہتے ہو حضرت ابراہیمؑ کو بھی کہو۔ اور
جس طرح اسکی وجہ سے شیعوں پر گالی کہنے کا الزام قائم کرتے ہو حضرت ابراہیمؑ کو بھی مٹاؤ
انھیں الفاظ سے یاد کرو۔ خوب سمجھ لو کہ شیعہ وہی کرتے ہیں جس کا حکم خدا و رسولؐ نے دیا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تاریخ ائمہ کے ضروری مضامین کی مختصر فہرست

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|-----------------------------------------|------|---------------------------------------------|
| | دوسرا مقدمہ - حضرت رسول خدا کے اجداد | ۲ | تہمید |
| ۴۴ | کے حالات - جناب قسّی | ۵ | پہلا مقدمہ حضرات انبیاء کرام کے مختصر حالات |
| ۴۹ | جناب عبدمنان | ۵ | حضرت آدمؑ |
| ۵۳ | جناب ہاشم | ۱۱ | حضرت شیثؑ |
| ۷۰ | جناب امیرؑ کے نانا جناب اسد | ۱۲ | حضرت ادریسؑ و حضرت نوحؑ |
| ۷۱ | جناب عبدالمطلب | ۱۴ | حضرت ہودؑ و حضرت صالحؑ |
| ۹۴ | جناب عبد اللہ (والد حضرت رسول خدا) | ۱۵ | حضرت ابراہیمؑ |
| ۹۷ | جناب ابوطالب (والد حضرت امیر المومنینؑ) | ۲۱ | حضرت لوطؑ |
| ۱۱۹ | جناب عباس بن عبدالمطلب | ۲۲ | حضرت اسمعیلؑ |
| ۱۲۰ | جناب حمزہ | ۲۳ | حضرت اسماعیلؑ |
| ۱۲۲ | طالب (جناب امیرؑ کے بڑے بھائی) | ۲۴ | حضرت ایوبؑ |
| ۱۲۳ | جناب عقیل | ۲۵ | حضرت زکریاؑ و یحییٰؑ و حضرت یسوعؑ |
| ۱۲۸ | جناب جعفر | ۲۶ | حضرت یونسؑ |
| ۱۳۱ | حضرت رسول خدا صلعم کے حالات | ۲۸ | حضرت موسیٰؑ |
| ۱۳۴ | بعثت | ۳۰ | حضرت یوشعؑ |
| ۱۴۰ | ہجرت | ۳۱ | حضرت حزقیلؑ و ایساؑ و الیسعؑ و یزیدؑ |
| ۱۵۰ | غزوات | ۳۲ | حضرت داؤدؑ |
| ۱۵۲ | غزوہ بدر | ۳۴ | حضرت سلیمانؑ |
| ۱۵۳ | غزوہ احد | ۳۶ | حضرت عزیرؑ و دانیالؑ و یونسؑ و زکریاؑ |
| ۱۵۸ | غزوہ خندق | ۳۷ | حضرت یحییٰؑ |
| ۱۶۰ | غزوہ حدیبیہ و صلح حدیبیہ | ۳۸ | حضرت عیسیٰؑ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|------------------------------------------|------|----------------------------------------------|
| ۲۹۶ | اصحاب اہل البیتین - مالک اشتر و غیرہ | ۱۶۱ | غزوہ خیبر |
| ۳۲۱ | دوسرا باب حضرت امام حسن | ۱۷۱ | غزوہ تبوک |
| ۳۳۹ | جناب حسن ثانی | ۱۷۹ | تبلیغ سورہ برادرہ |
| ۳۴۰ | جناب محمد نفس زکیہ و ابراہیم | ۱۸۰ | حدیث غدیر |
| ۳۴۳ | تیسرا باب حضرت امام حسین | ۱۸۲ | واقعہ مبادلہ |
| ۳۵۳ | واقعہ کربلا | ۱۸۷ | واقعہ قرطاس |
| ۳۷۱ | امام حسین کو کس مذہب کے لوگوں نے قتل کیا | ۱۸۹ | آنحضرت کی وفات |
| ۳۶۸ | حضرت کی اولاد - اور شہداء کربلا | ۱۹۰ | ازواج - حضرت خدیجہ و عائشہ و غیرہ |
| ۳۷۰ | چوتھا باب حضرت امام زین العابدین | ۱۹۶ | اولاد - جناب سیدہ و غیرہ |
| ۳۷۷ | قصیدہ فزوق اور اس کا اردو منظوم ترجمہ | ۲۰۶ | اصحاب - جناب ابوذر |
| ۳۸۷ | جناب زید ابن امام زین العابدین اور ان کے | ۲۱۱ | جناب سلمان فارسی |
| ۳۹۴ | فرزندوں کے قابل فخر کارنامے | ۲۱۵ | جناب عمار - اور مسئلہ تقیہ |
| ۴۰۴ | جناب مختار علیہ الرحمہ | ۲۲۱ | جناب مقداد و غیرہ |
| ۴۰۸ | پانچواں باب حضرت امام محمد باقر | ۲۳۳ | پہلا باب - حالات حضرت اہل البیتین |
| ۴۱۸ | سکھ درہم دینار کی ایجاد | ۲۳۳ | حضرت کی خلافت بلا فصل کے متعلق عیسائی محققین |
| ۴۲۱ | چھٹا باب حضرت امام جعفر صادق | ۲۴۲ | کی رائیں |
| ۴۳۶ | جناب ہشام کا دلچسپ مناظرہ | ۲۶۳ | حضرت کی ظاہری خلافت جنگ محل و غیرہ |
| ۴۴۰ | خلفاء فاطمیین کے حالات | ۲۷۴ | حضرت کی وفات - قبر مبارک کی کرامت |
| ۴۵۶ | ساتواں باب حضرت امام موسیٰ کاظم | ۲۷۵ | حضرت کی ازواج و اولاد |
| ۴۶۹ | آٹھواں باب حضرت امام علی رضا | ۲۷۶ | حضرت کی فتوحات پر تبصرہ |
| ۴۸۲ | نواں باب حضرت امام محمد تقی | ۲۸۳ | حضرت کے علمی کارنامے - سیاست و غیرہ |
| ۴۸۷ | دسواں باب حضرت امام علی نقی | ۲۸۹ | حضرت محمد حنفیہ |
| ۴۹۳ | گیارہواں باب حضرت امام حسن عسکری | ۲۹۳ | جناب عباس علم بردار |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|-------------------------------------------|------|---------------------------------|------|
| بارہواں باب حضرت صاحب العصر ۲۹۸ | | چودہواں باب فرقہ اثنا عشریہ کے | |
| تیرہواں باب حضرات ائمہ اثنا عشریہ کے | | ناجی اور برحق ہونے کی دیلیں ۵۰۳ | |
| مختصر فضائل اور انکے ائمہ حق ہونے کے لاکھ | | | |



غلط نامہ تاریخ ائمہ

پہلے ان غلطیوں کو درست کر لو تب کتاب دیکھو

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|-----|------------------|------------------|------|-----|-------------|-------------|
| ۸ | ۱۵ | مغیرت | تغیرت | ۲۲ | ۹ | سواپتسری | ہواپتسری |
| ۱۰ | ۲۱ | تفقو | تفقوا | ۲۵ | ۱۰ | تفنی | تفنی |
| ۱۳ | ۱۵ | اطراف | اطراف | ۲۲ | ۲۲ | تفریح کی ہے | تفریح کی ہے |
| ۱۵ | ۱۰ | مجر | مجر | ۳۶ | ۱۰ | المتبع | المتبع |
| ۲۲ | ۲۲ | ذستہ | ذستہ | ۲۹ | ۹ | آسکتے | آسکتے |
| ۲۰ | ۲۰ | سکیدا | سکیدا | ۵۱ | ۲۳ | شروع کیا | شروع کیا |
| ۲۲ | ۱۸ | صحیح سالم ہر گیا | صحیح سالم ہر گیا | ۵۲ | ۱۱ | روشن | روشن |
| ۲۵ | ۱۶ | توأم | توأم | ۵۳ | ۱ | بدنات | بدنات |
| ۲۷ | ۲۲ | اسام | اسام | ۵۴ | ۱ | پاؤں | پاؤں |
| ۳۵ | ۱۷ | بار بار | بار بار | ۲۳ | ۲۳ | بھر کر | بھر کر |
| ۳۶ | ۱۱ | نینوئے | نینوئے | ۵۶ | ۲ | خزرجوں | خزرجوں |
| ۳۹ | ۱۰ | عیسائی | عیسائی | ۵۷ | ۱۹ | خجے بس | خجے بس |
| ۴۰ | ۱۵ | جب | جب | ۲۲ | ۲۲ | اشار | اشار |
| ۴۱ | ۲۲ | یعنی | یعنی | ۵۹ | ۱۰ | جبرین | جبرین |
| ۴۱ | ۱۹ | حیوة | حیوة | ۱۲ | ۱۲ | النساء | النساء |

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|-----|----------------|-----------------|------|-----|--------------|--------------|
| ۶۷ | ۱۳ | غایت | اصطیٰ | ۱۶۷ | ۲۲ | بری الذمہ | بری الذمہ |
| ۶۸ | ۱۶ | النب | النسب | ۱۶۸ | ۲۰ | ایک ماسنی | ایک ماسنی |
| ۶۹ | ۲۴ | کان ہاشم | کان ہاشم | ۱۷۸ | ۱۳ | مناذکی و | مناذکی و |
| ۷۳ | ۱۱ | آخر عمر میں | آخر عمر میں | ۱۸ | ۱۸ | اسرا النبی | اسرا النبی |
| ۷۷ | ۱۵ | غاصک | نخاصک | ۱۸۲ | ۱۲ | دعا مانگی | دعا مانگی |
| ۷۸ | ۴ | بارے | بارے | ۱۸۳ | ۲۴ | خبر اطراف | خبر اطراف |
| ۸۴ | ۲ | اسرجوا | اسرجو | ۱۹۹ | ۶ | کی و انھوں | کی و انھوں |
| ۹۱ | ۱۴ | زائے | سائے | ۲۰۱ | ۳ | اور وہ تسلیم | اور وہ تسلیم |
| ۱۱۶ | ۱۳ | فذاک | فذاک | ۲۰۳ | ۲۳ | عذر بیان | عذر بیان |
| ۱۱۷ | ۹ | جب | حسب | ۲۰۵ | ۵ | فرمایا امت | فرمایا امت |
| ۱۲۲ | ۱۷ | تیس سال چوٹے | تیس سال بڑے | ۲۱۰ | ۱۴ | آپ اپنے | آپ اپنے |
| ۱۲۳ | ۱۰ | فی مقنب | فی مقنب | ۲۲۲ | ۹ | دجلان | دجلان |
| ۱۲۴ | ۴ | میر | میر | ۲۲۵ | ۱۹ | جلد ۱ | جلد ۱۰ |
| ۱۳۰ | ۱۳ | مرثیے | مرثیے کے | ۲۲۸ | ۵ | آپ فدا ہوں | آپ فدا ہوں |
| ۱۳۵ | ۵ | تھی حواں | تھی کرمواں | ۲۳۷ | ۱ | کس | کسی |
| ۱۴۰ | ۹ | پڑھاتے | پڑھانے | ۲۴۲ | ۷ | مختلف | مختلف |
| ۱۴۷ | ۲۰ | حضرت عمرؓ | حضرت عمرؓ | ۲۴۶ | ۲۲ | بروز | بروز |
| ۱۴۹ | ۱۱ | ادن | اذن | ۲۴۷ | ۲۱ | خالفین | خالفین |
| ۱۵۱ | ۲۰ | نوامی | نوامی | ۲۴۹ | ۲۲ | چڑے | چڑے |
| ۱۵۴ | ۱۸ | بہ کمال | یہ کمال | ۲۵۱ | ۱۲ | خصائل | خصائل |
| ۱۵۹ | ۵ | فرمایا ان لیکن | فرمایا ان لیکن | ۲۶۱ | ۱۱ | زہنا | زہنا |
| ۱۶۳ | ۱ | اری کی کر | اری کی کر | ۲۶۳ | ۴ | عن | عن |
| ۱۶۴ | ۴ | کہ حدیث رسول | کہ یہ حدیث رسول | ۲۷۵ | ۲۳ | نفسہ | نفسہ |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|-----|--------------|--------------|------|-----|--------------|-----------------|
| ۲۷۸ | ۲۲ | یڑھا کے | بڑھا کے | ۳۸۹ | ۱۱ | کی امت خلیفہ | کی امت کا خلیفہ |
| ۲۸۸ | ۵ | کر | توڑ | ۳۹۰ | ۲ | ادہ | زیادہ |
| ۳۰۱ | ۲ | سکی | اسکی | " | ۱۳ | میں تم لوگوں | میں نے تم لوگوں |
| ۳۱۱ | ۱۱ | شرعیل | شرعیل | ۳۹۶ | ۱ | موتم الاشبال | موتم الاشبال |
| " | ۱۶ | میاں با | میاں! | ۴۰۰ | ۱۳ | آپ سامنے | آپ کے سامنے |
| ۳۱۷ | ۱۴ | بجذا فیروہا | بجذا فیروہا | ۴۱۸ | ۱۱ | کپڑا | کپڑے |
| ۳۲۲ | ۱۱ | طبراتی | طبرانی | ۴۲۳ | ۱۷ | اوب | الہ اوب |
| ۳۲۸ | ۱۸ | صدقہ | صدقہ | " | " | صواعق عرقدہ | صواعق عرقدہ |
| " | ۲۲ | حلمہ | جملہ | ۴۲۹ | ۲۲ | تخی خنی | تخی خنی |
| ۳۳۳ | ۲۳ | تقریض | تقرض | " | ۲۴ | درگاہ | درگاہ |
| ۳۴۶ | ۲ | مذکورہ | مذکورہ | ۴۴۴ | ۱۱ | در علامہ | در علامہ |
| " | ۵ | مبرے | میرے | " | ۱۴ | جمع کیا تھا | جمع کیا تھا |
| ۳۴۸ | ۲۰ | بدو دما فوسل | بدو دما فوسل | ۴۴۰ | ۷ | اور | اور |
| ۳۵۰ | ۱۸ | جودما کی | جودما کی | ۴۴۳ | ۱۲ | بلا سودان | بلا سودان |
| ۳۵۴ | ۱۷ | کی لشکر | کے لشکر | ۴۴۸ | ۲۳ | اپنے | اپنے |
| ۳۵۷ | ۲۴ | معدرات | معدرات | ۴۵۰ | ۲۲ | برایت | برایت |
| ۳۵۹ | ۵ | رہنا | رہنا | ۴۵۱ | ۶ | فوزاً | فوزاً |
| ۳۷۰ | ۴ | حضری | حضری | ۴۵۶ | ۱۵ | زواں باب | ساواں باب |
| ۳۷۳ | ۱۲ | کرایا جائے | کرایا جائے | ۴۶۴ | ۱۴ | باطنی | باطنی |
| ۳۷۷ | ۷ | اُن لوگوں | اُن لوگوں | ۴۷۹ | ۳ | بٹھو ادیا | بٹھا دیا |
| ۳۸۰ | ۱۶ | پیشق | پیشق | ۴۸۰ | ۱۸ | خلیفہ | خلیفہ |
| ۳۸۲ | ۹ | کرتے ہیں کم | کرتے ہیں کم | ۴۸۸ | ۲ | تعلیم دی | تعلیم دی |
| ۳۸۵ | ۵ | فیروں کو | فیروں کا | " | ۱۴ | لاجوڑ | لاجوڑ |
| | | | | ۴۹۳ | ۱۳ | رجب ۲۵۴ | رجب ۲۵۴ |
| | | | | ۴۹۶ | ۷ | کندی | کندی |
| | | | | ۴۹۷ | ۴ | پکڑ کر | پکڑ کر |
| | | | | ۵۰۰ | ۱۹ | اگر دیا | اگر دیا |

اعظم انسان کتاب کے متعلق قدردانان علوم و معارف کی رائیں

(۱) جناب سید بدر الحسن صاحبامجدہ نے بگرام سے لکھا "تاریخ احمد دیکھ کر دل خوش ہو گیا خدا آپ کو زندہ و سلامت رکھے کیونکہ آپ ہی کی محنت اور کوشش سے ہندوستان میں مذہب حق ترقی کر رہا ہے۔ تاریخ احمد کو اہلسنت بھی دیکھی ہے پڑھ کر مزہ لیتے اور مستفید ہوتے ہیں" (۲) جناب مولوی سید بشیر حسن صاحب الد آبادی دامجدہ نے تحصیل گھٹی شہر سے لکھا "جناب مولانا شفا کمال اللہ تھانے آپ کی عزالت نے دل کو بخیر مردہ کر رکھا ہے۔ شافی مطلق سے دماغ رہتی ہے کہ جناب کو صحت ملی بخشنے تاکہ جلد از جلد سوانح عمری حضرت عمر کا تملکہ ہو جائے ان تاریخ احمد جیسی کتاب مکمل ہو جائے۔ خداوند عالم کی خاص مہربانی ہے کہ ایسے ضروری اور اہم کاموں کو جناب کے دست مبارک سے انجام دلوار رہا ہے۔ تاریخ احمد نہیں ہے بلکہ روح شیعہ ہے۔ اسکی تعریف و توصیف جس قدر کی جائے بجا و درست ہے۔ ایسی فردی کتاب کی قوم کو ضرورت ہے۔ خدا اس کی جزا جناب کو مرحمت فرمائے" (۳) جناب حاجی مولوی محمد کرم خاں صاحب وظیفہ یاب دامجدہ نے حیدر آباد دکن سے لکھا "اگر یہ پرچہ نہ آتے تو آپ کے اس فیض سے جو کہ تاریخ احمد کی تالیف کے لئے آپ نے جان کا ہی قربانی فرما رہا تھا۔ خدا آپ کو صحت کامل عطا فرمائے اہل آئین۔ واقعی جو کام آپ کر رہے ہیں اس کے شکریہ کے لئے زبان قاصر ہے۔ فی الواقع آپ کی محنت کے مقابلہ میں قوم کی بے توجہی اور آپ کی تکلیفات کا بے حد افسوس ہے۔ خدا ہم لوگوں کو توفیق نیک عطا فرمائے" (۴) جناب سید محمد حسین صاحبامجدہ نے جو پور سے لکھا "تاریخ احمد واقعاً بہترین تاریخ چھپ چکی ہے" (۵) جناب ڈاکٹر سید حسین احمد صاحب بے پوری دامجدہ نے اکولا صوبہ ہزار سے لکھا:-

"مفتی کی ذات گرامی سے دین حق کی جو تبلیغ اور خدمت ہو رہی ہے اُس سے ہر فرد واقعاً ہے۔ حضور جس عالی ہمتی اور انہماک سے قلمی جہاد اور ترویج دین حق فرما رہے ہیں اُس کا اندازہ سوانح عمری خلیفہ اولی اور تھویر عزادین دیگر تالیفات و تصنیفات حضور سے ظاہر ہے" (۶) جناب ماسٹر کریم بخش صاحب حیدری مضطرب بیڈ ماسٹر دامجدہ نے ضلع میاٹواہی سے لکھا "آپ کا دعوہ مسودہ قوم کے لئے باعث برکت ہے۔ کتاب تاریخ احمد کے اوراق مطالعہ

سے گزرے ماشا اللہ بہت مفید کتاب ہے۔ اس سے قبل اس شان کی کتابیں ملتی تھی۔ آپ کی تصنیفات یقیناً جدت کا پہلو لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ ہر تصنیف پہلے سے بڑھ چڑھ کر منظر عام پر جلوہ افروز ہو رہی ہے۔ میں قرآن جناب کی لطیف اور سیریز تحریر کا گرویدہ ہوں۔ سات آٹھ سال سے دائرۂ اصلاح میں رہنے کا سہم۔ یہی ہے کہ آپ کا شگفتہ طرز تحریر حد سے زیادہ مرغوب طبع ہوا۔ انشاء اللہ جب تک دم میں دم ہے اصلاح مجھ سے جدا نہیں ہو سکتا، جناب مظفر علی خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس دام مجدہ نے ضلع گوردکپور سے لکھا ”واقعی تاریخ ائمہ اپنی ذہینیت کی بالکل نئی کتاب ہے اور خوب لکھی ہے خدا پاک اس کا اجر عظیم عطا فرمائے“ (۸) جناب سید اقبال حسین صاحب زیدی دام مجدہ نے ضلع مظفر نگر سے لکھا ”رسالہ اصلاح ۲۰ مایام کو ملا۔ ۲۱ رشتب اور پھر شتب جمعہ میں اس نے ایک بڑے عالم کی مجلس کے برابر دلایا۔ اور گریہ کا جو اثر ہوا میں خیال کرتا ہوں کہ اگر مجھے اسکے کسی اور جگہ مجلس میں بھی ہوتا تو اس قدر گریہ شاید ہی ہوتا یہ سب اصلاح کی بدولت اور تاریخ ائمہ کی برکت ہے۔ خدا آپ کو برکت دے اور اس سے بھی زیادہ زور قلم عنایت فرمائے“ (۹) جناب سید فضل حسین صاحب پشاور دام مجدہ نے لکھنؤ سے لکھا ”جس قدر معلومات محکمہ برچہ اصلاح سے ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں دیگر کتب سے نہیں ہوتے“ (۱۰) جناب ڈاکٹر شیخ حامد حسین صاحب میڈیکل افسر دام مجدہ نے ضلع کھیری سے لکھا ”حضور الہی ذات بابرکات ہم لوگوں کے لئے باعث فخر ہے اور حضور کے برچہ اصلاح نے جو خدمت قوم کی کی ہے ہم لوگ اُس کے بار بار احسان سے ہرگز سبکدوش نہیں ہو سکتے“ (۱۱) جناب شیخ علی نقی صاحب تحصیلدار دام مجدہ نے ریاست بنارس سے لکھا ”جلد و کعبہ جناب مولانا صاحب دام ظلم... مذہب شیعہ کی اس قدر خدمت آپ فرما رہے ہیں کہ اُس کا احسان اس قوم پر قیامت تک نازل نہیں ہو سکتا۔ جس وقت سب مضامین پر خیال کرتا ہوں طبیعت کو اس قدر زحمت ہوتی ہے کہ خوشی کا آنسو ٹپک پڑتا ہے اور خدا کا شکر کرتا ہوں... تحریر ایسی صاف جیسے سچے موتی کا آب۔ ظلم میں جناب میرائیں صاحب مرحوم اور نثر میں جناب والا کی سی تحریر میرے خیال میں آج تک نہیں ہوئی ہے۔ اسی کو سہل مشنع کہتے ہیں“ (۱۲) جناب سید اقبال حسین صاحب دام مجدہ نے سیتاپور سے لکھا ”مولانا و مقتدا۔ تاریخ ائمہ واقعی ایک انمول موتی ہے جس کو

غواص بحر معرفت نے بڑی جانفشانی سے نکالا ہے۔ عارف پڑھتا اور کلمہ تحسین زبان پر لاتا ہے۔ (۱۳) جناب سید محمد حسین شاہ صاحب دام مجدہ نے چوبیہا سے لکھا "دل تو یہی چاہتا ہے کہ اپنی عمر بھی آپ کی مذکور دی جائے تاکہ شیعی دنیا آپ کے حشر فیض سے مستفیض ہوتی ہے ... تاریخ ائمہ کسی تعریف کی محتاج نہیں سبحان اللہ کیا بکلی تصور رکھ سکتی ہے۔ گویا کوزے میں دریا بند کر دیا ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ واقعات و حقیقت اسی وقت ہو رہے ہیں۔ اصلاح سے ہر مذہب و ملت کے اصحاب علمی ادبی فائدہ کے علاوہ تاریخی معلومات اور تحقیق مذہب حاصل کر سکتے ہیں" (۱۴) جناب جمعیت علی صاحب دام مجدہ نے سہارن پور سے لکھا "تاریخ ائمہ نے دل کو روز روشن کی طرح منور کر دیا" (۱۵) جناب سید احمد علی شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس دام مجدہ نے تھانہ قریشی سے لکھا "اکھنڈ کہ تاریخ ائمہ کو آپ نے نہایت محنت و جانفشانی سے ختم فرمایا ہے۔ اچھی کتاب ثابت ہو رہی ہے" (۱۶) جناب سید علی جان صاحب دام مجدہ نے ملکتہ سے لکھا "سوانح ائمہ تعریف سے باہر ہے" (۱۷) جناب ڈاکٹر سید منظر عباس صاحب سیفی میڈیکل آفیسر دام مجدہ نے ٹانڈا سے لکھا "حق یہ ہے کہ سوانح عمری خلیفہ اول و تاریخ ائمہ یہ دو کتابیں جناب نے ایسی تصنیف فرمائی ہیں جو اردو زبان میں اپنی فکر آپ میں۔ مذہب حق کی یہ قابل قدر خدمت انہ راہنماں نہ جانیگی اور درگاہ رب العزت سے اجر و گراں مایہ ملے گا" (۱۸) جناب ماسٹر کریم بخش صاحب حیدری مضطر دام مجدہ نے بھر لکھا "فخر ملت نامہ الاسلام عداد العلماء دام بکا حکم تاریخ ائمہ کو آپ نہایت ہی جانفشانی اور تحقیق سے لکھ رہے ہیں ماشاء اللہ فدیے لکھ رہے ... مضامین لے کتاب کی دلچسپی میں چار چاند لگا دیئے۔ مضامین کی خوبصورتی اور مصوریت ہر شخص کو دعوت مطالعہ دیتی ہے۔ واللہ خدا سے ملے یزل نے آپ کے قلم تحقیق رقم میں وہ اجماعی قوت بھردی ہے کہ جس کام پر آپ آمادہ ہوتے ہیں وہ امید سے کہیں بڑھ چڑھ کر سرانجام پاتا ہے۔ آپ کی ایک تصنیف نظر سے گزرتی ہے تو دل کہتا ہے کہ اس سے بہتر اور مفید کتاب آپ اور نہ لکھ سکیں گے مگر دوسری تصنیف کے سامنے آنے سے پہلے خیال کی تردید خود بخود ہو جاتی ہے۔ اب تاریخ ائمہ کے مطالعہ نے وہ لطف دیا کہ گزشتہ تصنیفات کی دلچسپیاں محض مستطاع نسایاں بن گئیں۔ تاریخ ائمہ واقعی ایک مفید کتاب ہے جسکی مدت سے ہر شیخ و مگر میں ضرورت محسوس کی جا رہی تھی اکھنڈ کہ تمام ضروری مضامین کا جو تاریخ ائمہ کی صورت میں ہمارے سامنے آ رہا ہے جس قدر ایمان نامہ ائمہ و اولیٰ کو فروغ دیتی ہے" ۱۲

آل اصحاب اس سال میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرین کے ساتھ صحابہ رسولؐ کا سلوک کیسا تھا۔ ان لوگوں نے امانت رسولؐ کے ساتھ کس درجہ بے رنجی کی۔ واقعہ کر بلا کے وقت کتنے صحابہ موجود تھے مگر انھوں نے ادھر ذرہ برابر توبہ نہیں کی۔ حالانکہ وہ مدد کرتے تو امام مظلوم شہید نہ ہوتے۔ نہایت مفید اسلامی تاریخی تحقیقات کا ذخیرہ ہے۔ قیمت ۱۲

جواب شریر مسٹر عبدالحلیم صاحب شرر لکھنؤی نے حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا بہت فحش اور گندہ ناول لکھ کر مسلمانوں کے دلوں میں آگ لگا دی تھی۔ اس کا مفصل جواب اور تاریخی تحقیقات کا بے مثل خزانہ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

صاحب العصر والزمان حضرت جتہ کے وجود اور غیبت کی بہت زبردست دلیلیں اور قادیانی فرقہ نے حضرت کے بارے میں جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل اور تشفی بخش جواب قیمت ۱۲

قتل و تہذیب الحمدیث لافزہ الحمدیث کی عقل۔ تہذیب۔ انسانیت۔ مذہب اور خصوصاً ان کے علماء و پیشوایان دین کے قابل مضحکہ حالات کا مکمل مجموعہ قیمت ۱۲

فقہ شہابی شمس العلماء مولوی شہابی صاحب نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں لکھا تھا کہ معاویہؓ اور جناب امیرؓ نے بھی ایک فحش شراب بلی تھی اسکی مفصل اور محققانہ رد کر کے اس روایت کی وجہیں ادا دی گئی ہیں۔ قیمت ۸

تحریف قرآن اجماعیت سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ تحریف قرآن کے قائل اہلسنت اور انکی کتابوں سے یہ اس طرح واضح ہے کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ فدا سنی شیعوں کے درمیان بہت زبردست بحث ہے۔ فدا بن حسن الملک سنیوں کے خلاف آیات دینات میں بہت زور لگایا ہے اس کا مفصل جواب کمال تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب شیعوں کے لئے نعمت مطلق ہے۔ جلد اول، جلد دوم، جلد سوم، جلد چارم

مقدمہ پنج البلاغہ بعض اہلسنت کہتے ہیں کہ پنج البلاغہ حضرت امیر المومنینؑ کا کلام نہیں ہے۔ اس کتاب میں نہایت تحقیق و جامعیت سے اس کو رد کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲

سند و پندت کا رسالہ خلافت ایک ہندو پندت ہر نام صاحب نے مسئلہ خلافت کا نام پر وہ سند و پندت کا رسالہ خلافت زبردست تحریر شائع کی ہے جس سے مذہب شیعہ کی حقیقت مثل آفتاب روشن ہے۔ اس رسالہ نے ہر اور ان اہلسنت میں زلزلہ ڈال دیا۔ امتلاک کر دو جلد بہ خریدا دے کہ یہ کتاب مفت طلب کر سکتے

حکم مولوی عبدالغفور صاحب اڈیٹر انجمن لکھنؤ کا جناب صاحب سید
 صلاح سے مناظرہ کے لئے آتا اور پھر مناظرہ شرمناک قرار اختیار کرتا تھا
 اس رسالہ میں بھی اڈیٹر انجمن کے مناظرہ سے فرار کرنے اور ضلع سارا
 اہلسنت مولوی حکیم فتح محمد کے کشیدہ ہو جانے کا دلچسپ تذکرہ
 اڈیٹر انجمن کا دوبارہ مولانا سے مدد ورج سے مناظرہ
 کرنا اور فرار کرنا۔ قیمت ۴۔

اڈیٹر انجمن نے بھی میں جاڑ شیو کی جو منظرہ کیا اس پر مفصل تبصرو قابل و
 نیک سنی عالم، اڈیٹر انجمن، راجہ منو راجہ اہلسنت کی کتابیں، عربیہ
 چترم کیوں شیو، اعتراض کیا ہے۔ قابل دیدن فیض، حسن
 بت کر دیا گیا ہے کہ اہلسنت عربیہ قرآن کے قائل ہیں اراکمی کتب
 و طرح واضح ہے کہ کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ آج تک اڈیٹر
 مسکا قیامت، عمر حسین کے منعلق جانباہر سید خیرات احمد صاحب ذلیل
 ذوق، آزادمان کا بد دوست، سال بہت دلچسپ معبد اور بیہ

ان باب حاجی سیلہا حسنین صاحب بی۔ اے محب طرٹ پشش
 میت، بد دوست تحقیق کتب حسین دکھایا ہے کہ خدا اسے کلا پاک
 سے کیا فرماتا ہے۔ اور اس جو بیہ حال الہار کا کیا پایہ اور اصحاب کس مرتہ
 و بدوگی میں امت پر کسی بیرونی اور کس تکلف سے ہے۔ عرض بہت ہی قاف
 ریٹ آپ سنی تنبیہ کے اختلافات کا بعد بھی کمال انصاف سے کہ ہے حجم ۱۲
 فرقہ اہل قرآن نے جو بجناب میں پیدا ہوا ہے
 اوں پر مسیح کو بنا دیکھا اچھا تھا کہ رضوہ میں پاؤں دھونے کا حکم
 صلاح سے امتحان القرآن و قول فیصل شائع کر کے ثابت کر دیا گیا کہ قرآن

کرنے ہی کا حکم دیتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ سارے لکھے گئے کہ القرآن کو
 قیمت ۴۔
 توحید خدا کو آیات قرآن مجید سے بہت مفصل اور جامعیت
 اسلامی خدا اور واضح کر دیا ہے کہ جس طرح اسلام خدا کی توحید سکھاتا ہے
 نہیں سکھا سکتا۔ قیمت ۸۔

المشفق :- منبر اعلان کجھرا (صوبہ بہار)

(سید غازی الدین حیدر نے طبع صلاح کجھرا میں چھاپر کھانہ کیا)

طبع منبر اعلان

